

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب \_\_\_\_\_  
 قلم کار \_\_\_\_\_  
 مناسبت \_\_\_\_\_  
 سائز \_\_\_\_\_  
 مصنف \_\_\_\_\_  
 ناشر \_\_\_\_\_  
 طبع \_\_\_\_\_  
 کاتب \_\_\_\_\_  
 ملاحظہ \_\_\_\_\_  
 قیمت \_\_\_\_\_

فرمائش کنندگان

✽ غفران حامدی - لاہور شریف  
 ✽ لیاقت علی - ساہیوال شہر  
 ✽ قمر حیدری - ملتان شریف

۴۳

رویندر سے نجد تک کی ولایت کو عام

# چیلنج

مبلغ دس ہزار روپیہ نقد عام

ہر اس شخص کو دیا جائے گا جو اس کتاب میں مذکور حوالہ جات کو غلط ثابت اور اس کا مکمل جواب شائع کرے۔ عدم ادائیگی کی صورت میں بذریعہ عدالت بھی روپیہ وصول کیا جاسکتا ہے۔

محمد حسن علی

قادی رضوی بریلوی  
 ہستم مدرسہ حنفیہ عثمانیہ انوار رضا  
 میلسی



## ملنے کے پتے



- مکتبہ انوارِ رضا - غوثیہ چوک نزد مسجد بہادر خاں سیسی ضلع ملتان شریف
- مکتبہ رضائے مسطی - چوک دارالاسلام - گوجرانوالہ
- مکتبہ حامدیر - گنج بخش روڈ - لاہور ● ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ لاہور
- مکتبہ نبویہ - گنج بخش روڈ - لاہور ● المسارف گنج بخش روڈ - لاہور
- نورنی کتب خانہ - بازار داتا صاحب - لاہور
- مکتبہ نورید رضویہ - گنج بخش روڈ لاہور ● جامعہ اہل سنت لاہور
- چشتی کتب خانہ - ارشد مارکیٹ جنگ بازار - لائل پور شریف
- مکتبہ معین الاسلام گلی ملک کارخانہ بازار لائل پور شریف
- مکتبہ ادیبہ رضویہ - سیرانی مسجد - ملتان روڈ - بہادر پور
- شرکت عنقیہ لیسٹ - گنج بخش روڈ لاہور
- مکتبہ رضویہ - فیروز شاہ شریف - آرام باغ کراچی (سندھ)
- مکتبہ نورید رضویہ - وکٹوریہ مارکیٹ نزد کھنہ گھر - کٹر (سندھ)
- حاجی شتاق احمد انڈسٹریز کتب فروش اندرون بوٹھریٹ ملتان شریف
- مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لاہوری گیٹ لاہور
- جامع مسجد اہل سنت انجمن تبلیغ الاسلام - برید فورڈ (بھارت)
- سنی رضوی اکیڈمی - پورٹ لوئیس ماریشش (افریقہ)

(فاشی)  
مکتبہ فریدیہ جلال روڈ ساہیوال

## فہرست

| نمبر شمار | موضوع  | صفحہ |
|-----------|--|------|
| ۱         | انتساب   | ۹    |
| ۲         | تقریظات  | ۱۰   |
| ۳         | الہام شکر  | ۱۳   |
| ۴         | مقتدر  | ۱۵   |
| ۵         | سبب تالیف  | ۱۶   |
| ۶         | اہم الفاظ انتہا جہوش                             | ۱۷   |
| ۷         | مذہب کی نسبت کی بحث                              | ۱۸   |
| ۸         | اکابر دینیہ احمد ابن عبدالوہاب نجدی              | ۱۹   |
| ۹         | مولوی غلیل احمد انیسوی                           | ۲۰   |
| ۱۰        | مولوی انور کشمیری                                | ۲۱   |
| ۱۱        | کو معظّم مدینہ منورہ پر کھار کے قبضہ کی بحث      | ۲۲   |
| ۱۲        | مذہبی خود کشی کی بدترین مثال                     | ۲۳   |
| ۱۳        | جوڑ توڑ کی بدترین مثال                           | ۲۴   |
| ۱۴        | شہ فیصل کا عقیدہ                                 | ۲۵   |
| ۱۵        | لیگ اور قائد اعظم پر فتویٰ                       | ۲۶   |
| ۱۶        | مسئلہ ایصال ثواب                                 | ۲۷   |
| ۱۷        | سرکار بغداد اور سرکار                            | ۲۸   |
| ۱۸        | وآپ اسے نام میں عیاد آگیا                        | ۲۹   |
| ۱۹        | دروغ گورا حافظہ نباشد                            | ۳۰   |
| ۲۰        | دامنی توازن بگڑنے کی انتہا                       | ۳۱   |
| ۲۱        | عقلم میں ستر ہزار چھوڑے                          | ۳۲   |
| ۲۲        | مزاروں پر لڑکیوں چڑھارے کا افترا                 | ۳۳   |
| ۲۳        | ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی کا انتہا          | ۳۴   |
| ۲۴        | مصنف دھماکا اکابر دلیہ بند سے تصادم              | ۳۵   |
| ۲۵        | بے شرط جاہل پیروں سے مراد کرنے کی تہذیب کا الزام | ۳۶   |



| نمبر شمار | مواضع  | نمبر |
|-----------|--|------|
| ۲۱        | اشعار الطوفرت اور مصنف و صماک کی ملی بے بھاشی و تمثیل پر گندگی | ۸۰   |
| ۲۲        | اول و آخر کی بحث   | ۸۹   |
| ۲۳        | حضرت غوث پاک کو کن کن کے اختیارات                              | ۱۰۱  |
| ۲۴        | اختیارات مکرین پر مصنف و صماک کے دلائل کا تجزیہ                | ۱۱۹  |
| ۲۵        | سنتی رحمت کا قلمدان اور مصنف و صماک کا جہان                    | ۱۲۹  |
| ۲۶        | مصنف و صماک کے دلائل کا تجزیہ                                  | ۱۳۱  |
| ۲۷        | کن کا رنگ  | ۱۳۲  |
| ۲۸        | رزق دینا   | ۱۳۹  |
| ۲۹        | تدبیر کرنا   | ۱۴۰  |
| ۳۰        | سرکار غوث اعظم کا مرنے کو زندہ کرنا اور بچے کو شفا دینا        | ۱۴۱  |
| ۳۱        | مردے زندہ کرنے کے متعدد واقعات                                 | ۱۴۱  |
| ۳۲        | حضرت غوث پاک کا خدا پرست                                       | ۱۴۲  |
| ۳۳        | حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا عقیدہ توحید                       | ۱۴۳  |
| ۳۴        | جوڑ توڑ کی انتہا   | ۱۴۵  |
| ۳۵        | جملہ قرآن فرود   | ۱۴۶  |
| ۳۶        | دیوبندی مذہب میں مذہب کی اہمیت                                 | ۱۴۸  |
| ۳۷        | نانو قوی صاحب کے حکم سے روزہ توڑ دیا                           | ۱۴۸  |
| ۳۸        | شراب پی لیا کر دے وضو نماز پڑھ لیا کر دے                       | ۱۴۸  |
| ۳۹        | پھر بے وضو نماز کا حکم   | ۱۴۸  |
| ۴۰        | جنم کے پھر سے گئے تھے  | ۱۴۹  |
| ۴۱        | خبر خداوندی میں جھوٹ کا اختراع                                 | ۱۵۰  |
| ۴۲        | تقابل نقشب   | ۱۵۱  |
| ۴۳        | شیطان کی وسعت ارضی حضور سے زیادہ ہے                            | ۱۵۲  |
| ۴۴        | حضور اپنے روضہ مبارک میں                                       | ۱۵۳  |
| ۴۵        | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا اختراع                   | ۱۵۴  |
| ۴۶        | اول و آخر پیر پیر  | ۱۵۶  |
| ۴۷        | حضور کو بابائے گستاخی  | ۱۵۷  |
| ۴۸        | سرکار دو عالم غوث پاک کی مجلس و عظمیٰ                          | ۱۵۸  |

| نمبر شمار | مواضع   | نمبر |
|-----------|---|------|
| ۱۴۰       | سادات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صماک کا نانو قوی کو لینے کیلئے آنا | ۵۲   |
| ۱۴۱       | حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو پیغمبر پر فضیلت کا اختراع                        | ۵۵   |
| ۱۴۲       | حضرت یحییٰ بن زکریا کو پیغمبر پر فضیلت کا اختراع                              | ۵۶   |
| ۱۴۳       | حضرت جبریل علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ پر فضیلت دینا                           | ۵۷   |
| ۱۴۴       | دیوبندی حکیم الامت کے استاد کی شہادت  | ۵۸   |
| ۱۴۵       | دیوبندی حکیم الامت کے پیرومرشد کی شہادت                                       | ۵۹   |
| ۱۴۶       | کاشمیر اندازہ اور خدام الدین مصنف و صماک کی جہالت کی زد میں                   | ۶۰   |
| ۱۴۷       | حضور کی حقیت کا انکار   | ۶۱   |
| ۱۴۸       | اکابر دیوبند اور ختم نبوت   | ۶۲   |
| ۱۴۹       | نانو قوی صاحب   | ۶۳   |
| ۱۵۰       | نقاوی صاحب  | ۶۴   |
| ۱۵۱       | مولوی احمد علی لاہوری   | ۶۵   |
| ۱۵۲       | پیغمبر نہ صحبت  | ۶۶   |
| ۱۵۳       | اعظمی کے اشارے کے من گھڑت مفہوم   | ۶۷   |
| ۱۵۴       | معنی اول و آخر  | ۶۸   |
| ۱۵۵       | حیات عیسیٰ علیہ السلام  | ۶۹   |
| ۱۵۶       | سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار                                      | ۷۰   |
| ۱۵۷       | صماک کلام رضی اللہ عنہم   | ۷۱   |
| ۱۵۸       | صماک کلام رضی اللہ عنہم کی برابری کا دعویٰ                                    | ۷۲   |
| ۱۵۹       | اصحاب رسول کی شان میں گستاخی  | ۷۳   |
| ۱۶۰       | اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ کی شان میں گستاخی                                    | ۷۴   |
| ۱۶۱       | اولیاء کرام کے بارے میں   | ۷۵   |
| ۱۶۲       | اولیاء اللہ کوئی غیب کی خبر دیں تو یہ کراہت ہے                                | ۷۶   |
| ۱۶۳       | اولیاء اللہ کا متعدد جگہ موجود ہونا   | ۷۷   |
| ۱۶۴       | اکھاڑے کی کشتی  | ۷۸   |
| ۱۶۵       | نانو قوی صاحب نے کشتی دیکھی   | ۷۹   |
| ۱۶۶       | حضرت غوث پاک کی شان میں گستاخی کا الزام                                       | ۸۰   |
| ۱۶۷       | خواجہ صاحب نواز علیہ السلام کی شہادت  | ۸۱   |





# انتساب

میں سے اپنے اس تالیف کو بعد اظہار احترام امام اہل سنت  
 و اہل فتنہ کے نام ہے ان حضرات نے نظیر صدر الشریعت سیوطی کے زمانے  
 کے دور کے محدثین علم پاکستان حضرت قبلہ شیخ المدینے استاذ الاساتذہ  
 استاذ العلماء سلطان الفقہاء علامہ ابو المنصور ثم ابو الفضل

محمد سرور احمد

شیخ الحدیث مدرسہ ہر اسلام بریلی شریف بانی جاز فوریہ منظر اسلام لاہور شریف

کے نام نائے ام گرامی ہے مستحب رہے کا شرف حاصل کر رہا ہوں

جن کے نعرہ حق کے گونجے ایوانے نجد و دیوبند لرز رہے اندام میں جن کے

لمحے درو مانے فیوض و برکات کے چشمے انشاء اللہ العزیز سے قیامت تک

مارے دسارے رہیں گے اور حصار الحرمینے کا پرچم آجے تا بے

کے ساتھ ہر اتار رہے گا

کہاں ہے رہزناں دینے ناکوں بے چنے چاہیے

کہ ناکوں سے رہے قبضہ جا بجا سردار احمد کا

محمد حسن علی رضوی بریلوی

مہتمم مدرسہ حقیقہ نوشیہ الزار رضا میاں

| صفحہ | موضوع  |
|------|--|
| ۱۹۹  | مہذب الف ثان علیہ رحمۃ کی شان میں گستاخی کا افتراء |
| ۲۰۲  | دیوبندی حکیم الامت کا سک مہذب الف ثانی سے انحراف   |
| ۲۰۵  | دیوبندی عقیدہ کو بیت اللہ جبراً کرتا ہے            |
| ۲۰۷  | دینہ شریف کو علی پور سے طرد کیا                    |
| ۲۰۸  | احضرت پر جھوٹ کا افتراء                            |
| ۲۱۲  | بریلی سلطان کا نکاح پر بہن پر حاکمیت               |
| ۲۱۲  | عوائف کے ہاں سید گلشنی                             |
| ۲۱۳  | دیوبندی حکیم الامت محفل میلاد میں                  |
| ۲۱۳  | مذہبی خود کشی کی بدترین مثال                       |
| ۲۱۵  | ہولی اور دیوالی کی مشابہت                          |
| ۲۱۵  | حق کے پانی سے دھو                                  |
| ۲۱۶  | مصنف و حاکم کے منہ پر حقاری کا طعن                 |
| ۲۱۶  | بائی دیوبند کا حق بھر کر پلانا                     |
| ۲۱۶  | ہندی کو کرایہ پر مکان دینا                         |
| ۲۱۷  | ایک سوال کے جواب کا جواب                           |
| ۲۱۸  | علم جعفر   |
| ۲۳۲  | انجمن تبلیغ الاسلام ہڈ فورڈ اور احضرت کا فتنہ      |
| ۲۳۲  | احضرت کیلئے دیوبندی حکیم الامت کی دوائے منفرت      |
| ۲۳۲  | اول آخر خیانت دے ایمانی                            |
| ۲۳۵  | علمائے دیوبند کی اخلاقی حالت                       |
| ۲۳۶  | بڑوں کی عشق بازی                                   |
| ۲۳۷  | دیوبندی پیر کے منہ پر پیشاب                        |
| ۲۴۰  | بریلی شریف میں انگریزی حکام کو فخر دہانے           |
| ۲۴۱  | انگریزی حکومت کے خلاف بغاوت خلاف قانون             |
| ۲۴۱  | دوسرے دیوبند مخالف سرکار برطانیہ نہیں              |
| ۲۴۸  | نقل کفر کفر نباشد                                  |
| ۲۵۰  | حرف آخر  |



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَقَدْ نَصَّبْنَا عَلَامًا رَسُولِيًّا وَاعْلَمْنَا عَلَى الْإِلَهِ وَأَقْصَابِهِ اجْتَمَعِينَ

## تقریبات

جلالتہ العلم استاذ العلماء مولانا غلام رسول صاحب لائل پور شریف

بندہ نے کتاب قبر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی کا کچھ مطالعہ کیا۔ جس قدر صاحب دھماکہ نے ردایہ اعتصاف اور ردہ کو حقیقت کو نظر انداز کر کے انصاف کا خون کیا تھا اسی قدر ظلم و استبداد کی سزا دینے اور انصاف کے قتل کا قصاص لینے کے لئے قبر خداوندی نازل ہوا۔ اور قوام دھماکہ کا شمس ظہیر کی روشنی میں خوش اسلوب سے پوست مار لیم کے اس کے جملہ جرائم کو ابدی موت سلا دیا۔ عجاہر اہلسنت کا طبع خیریت حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی نے نگاہ انصاف سے تحقیق و الزاماً جوابات سے دھماکہ کی آواز کو نرم ہی نہ کیا بلکہ اس کو ایسا دھوکا دیا کہ وہ ہبائے مشورہ آنکھ لگنے لگا۔ بندہ مولانا محمد حسن علی رضوی کی محنت اور دماغی پمپنازی کا دیرپا ہے اور دعا کرتا ہے کہ مولیٰ کریم ان کو اجر عظیم عطا کرے اور آئندہ ہر آنکھرنے والے نفقہ کی سرکوبی کی ان کو مزید توفیق دے آمین ثم آمین

غلام رسول غفرلہ

خادم الحدیث بدار العلوم جامعہ رضویہ لائل پور

مولانا سید محمد عبداللہ شاہ صاحب رضوی مہتمم جامعہ رضویہ الابرار ملتان

عامہ اور مصلحانہ فیہ نے رسالہ قبر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی کا بعض مقامات کا مطالعہ کیا۔ بعد ازاں رسالہ مذکورہ کو لائل پور میں کامر قہ پایا اور سکت جوابات سے مزین پایا۔ فاضل مولف نے مصنف دھماکہ کے ہر اعتراض کا صرف منہ توڑ حل پیش کیا ہے بلکہ اس کے اعتراضات کے ہر پہلو پر سیر حاصل تبصرہ نہایت اسلوب کے ساتھ کیا ہے اس کی جیل پر مولف رسالہ فاضل نوجوان مولانا محمد حسن علی صاحب رضوی لائق صدمہ مبارک ہیں۔ مولف نے کریم ان کی سنی سعید کو قبول فرمائے آمین

سید محمد عبداللہ شاہ رضوی ملتان

مولانا محمد شریف صاحب الحدیث جامعہ رضویہ مظہر العلوم ملتان

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اسما احمد شہد دیوبندی سے اب تک مختلف ادوار میں مخالفین اہل سنت کی طرف سے نت نئے انداز میں دین حق کی مخالفت ہوتی رہی ہے اور اہل حق پر لازم تراشیوں کا سلسلہ جاری رہا ہے حال ہی میں دھماکہ نامی کتاب پر بھی مخالفین اہل سنت نے ہی شائع کیا ہے جس میں امام اہل سنت مجدد دین ملت محسن سنیت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ پر کچھ تراشیاں اچھا لگیا ہے۔ اس دیوبندی دھماکہ پر قبر خداوندی کے اثرات تاثرین خود ملاحظہ فرمائیں گے اور بلاشبک و شبہ ان پر حیرت و واضح ہو جانے کی کہ دیوبندی نجدی کسی قدر رجل و کرا اور دھوکہ و فریب سے کام لیکر خداوندی قہر و غضب کو موت دیتے ہیں امید ہے یہ قبر خداوندی ان انگریز دوستوں اور ہندو نوازوں کے اثرات کے خاتمہ کے لئے کافی ثابت ہوگا فاضل مولف رسالہ قبر خداوندی قابل صد ستائش ہیں خدا انہیں مزید خدمت دین کی توفیق بخشے آمین

فقیر محمد شریف غفرلہ رضوی

خادم جامعہ رضویہ مظہر العلوم ملتان



## اظہار تشکر

گزشتہ چند ماہ سے دیوبندی دہلی فرقہ نے نہ مسلم کسی سوچا بھی حکیم کے تحت کے بعد دیگرے مسلک اہل سنت کے خلاف ارازم تراشیوں سے بھر پور مستند کتب و رسائل شائع کیں۔ بالخصوص تاجدار اہل سنت مجدد دین و ملت اعظم حضرت علامہ شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ کی ذات ستورہ صفات پر ریکھ و ذیل ملے گئے جس سے ملک کے سواد اعظم میں بے چینی پھیل گئی ان سب میں سب سے زیادہ شہر انگیز و پر فتن کتاب دیوبندیوں کا "دھماکہ" تھی۔ شاید آج تک کسی نے بھی اتنی غلط کتاب نہ دیکھی ہو۔ فقیر راقم الحروف اور دیگر علماء و مشائخ اہل سنت اس کے جواب کے لئے واقف اسرار روزِ نجدیت کاشف کوائف دیوبندیت مجاہد اہل سنت مولانا محمد حسن علی قادری رضوی کو مجبور کیا انہوں نے جس جامعیت اور ناقابل تردید دلائل کے ساتھ اس فتنہ کا منہ بند کیا اور اہل دھماکہ کو دندان شکن جواب دیا اس کو اس دور میں سیدنا اعظم حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندہ و تابندہ کرامت قرار دیا جاسکتا ہے۔ ہم علوم و حکام اور ملک سنیہ و مزاج اعتدال پسند طبقہ پر حقیقت واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اس فتنہ کی تمام تر ذمہ داری دیوبندی دہلی فرقہ پر ہے۔ ممکن ہے بعض معتدل مزاج احباب زیر نظر کتابچہ میں علمی یا تیزی محسوس کریں لیکن اس کا تھوڑا ہی ہم یہ گزارش کریں گے کہ وہ بنظر انصاف دیوبندی مشاکار دھماکہ اور زیر نظر کتاب قبر خداوندی کا بنظر انصاف مطالعہ کریں اور دلائل لفظی و اثبات جائزہ لیں حقیقت بھٹکانی اتنا دشوار نہ ہوگا۔ اس کتاب میں دیوبندیت و ابیت کی ابتداء آفریفش سے لے کر آج تک کے سنی خیر واقعات اعتقادی گمراہی اخلاقی دیوالیہ پن دیوبندیت کے پس منظر اور پیش منظر کو اس مکتب فکر کے ذمہ دار علماء کی مستند کتب سے قلمبند کیا گیا ہے۔ دھماکہ کی خیانتوں اور جلسہ سازیلوں کا راز طشت اذہام کیا گیا ہے۔ بلاشبہ زیر نظر کتاب قبر خداوندی نے کفر و ارتداد اور گمراہی کا ایک میل رداں روک کر رکھ دیا ہے یہ کتاب جہاں عامہ بھاب کیلئے دیندار و دین پسند افراد کیلئے مفید ہے وہاں مبلغین و مناظرین اہل سنت کے لئے ایک یادگار تحفہ اور

عظیم سرمایہ ہے۔ بلاشبہ ایک عام مسلمان اس کتاب کے مطالعہ سے بڑے سے بڑے دیوبندی دہلی مناظر و مبلغ کے دانت کھنکھ کر سکتا ہے۔ اپنے ایمان کو ارتداد کی آندھریوں سے بچا سکتا ہے۔

### اہل دیوبند سے درخواست

ہم دیوبندی دہلی مکتب کے غیر متصحب انصاف پسند افراد سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ دھماکہ اور اس کا زیر نظر جواب قبر خداوندی بردھماکہ دیوبندی ملے کر جیسے جائیں حوالہ حیات کی اصل کتابوں سے مطابقت کریں ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ انصاف اور وراثت کے ساتھ اس کا مطالعہ کرنے والا انشاء اللہ العزیز دیوبندیت و ابیت کے پکڑوں سے نجات حاصل کرے گا۔

### قابل ضبط کتابیں

ہم اس موقع پر ارباب حکومت کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں اس ملک میں مذہبی و اعتقادی اختلافات کی اصل بنیاد گمراہی ان میں مصنف مولوی قاسم نقوی صاحب۔ برائین قاطع مصنف مولوی غلیل احمد صاحب و مجدد مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی حفظہ الایمان مصنف مولوی اشرف علی صاحب نقوی۔ تقویت الایمان و اصلاح مستقیم مصنف مولوی اسماعیل صاحب دہلوی۔ فتاویٰ رشیدیہ مصنف مولوی رشید احمد گنگوہی ہیں۔ جن کے مندرجات گمراہ کن گستاخانہ کفریہ عبارات مسلمانان عالم کے لئے ناقابل برداشت ہیں۔ اور جلیل القدر علمائے عرب و عجم نے ایسے گستاخانہ عقائد اور ان کے حامیین پر ارتداد کے فتاویٰ صادر کئے ہیں اس مملکت خداوار سے ہمیشہ کے لئے فتنہ و فساد کی جو اکھاڑنے کے لئے متذکرہ بالا کتب کی ضبطی از بس ضروری ہے۔ جہاں تک زیر نظر کتاب قبر خداوندی کا تعلق ہے یہ ایک آئینہ ہے اس میں قاضی مصنف نے زبانی لن ترانیوں کی بجائے حقائق اور دلائل کو مد نظر رکھا ہے کوئی صاحب علمی یا تیزی محسوس کرنے کی بجائے اصل کتابوں سے حوالہ حیات کی مطابقت کر سکتا ہے۔ فقیر راقم الحروف کو مسرت ہے کہ اس کتاب میں دھماکہ کے جملہ دلائل کا تجزیہ اور خرافات و افتراءات کا بڑی خوش اسلوبی سے پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے ورنہ عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ کسی کتاب کا جواب کھنکھانے والے



۱۲

کلمات سے دھماکہ کا پوری طرف محاسبہ کیا ہے

## علماء و مشائخ و احباب اہل سنت سے اپیل

ہم اپنے جلیل القدر علماء مشائخ و احباب اہل سنت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ سادہ لوح سخی مسلمانوں کو اعتقادی آندھیوں سے بچانے کے لئے اس عظیم کتاب کی اپنے احباب میں اشاعت کریں اپنے مدرسوں و مینسٹروں اور اداروں کی لائبریریوں میں رکھیں اور دینی مدارس کے جہتم حضرات یا انتظامیہ کے افراد کا میاب ہونے والے طلباء کو قہر خداوندی بردھماکہ دیوبندی بطور انعام دین حضرت مشائخ طریقت پیران نظام اپنے حلقہ ارادت کے احباب کو ذریعہ نظر کتاب سے استفادہ کی تلقین فرمائیں۔ کیوں کہ اس پر فتن دور میں ایمان کی دولت کا بچانا اور خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے جرائم اور گمراہ کن حربوں سے خبردار رہنا ازلیس ضروری ہے۔

شاہد القادری  
لاٹل پور شریف

۱۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

غمد لا و نصرتی علی رسولہ العزیز

## مقدمہ



دلِ اعداء کو رخصتا تیز نمک کی دھن ہے!  
راک ذرا اور چھڑکتا رہے حنا تیرا

حال ہی میں دیوبندی وہابی مکتب فکر کی طرف سے ایک کتابچہ منہا دھماکہ منظر عام پر آیا ہے جس کے گناہ مصنف و مرتب نے کمال دشمنی کے ساتھ علماء اہل سنت کو اقتراک و انتشار کا ذمہ دہر ٹھہرا کر علماء عرب و عجم کے مروجہ اس صدی کے مجدد و برحق امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شیخ الاسلام والمسلمین جتہ اللہ علیہ الامام حسین مولانا شاہ علی محمد المصطفیٰ امام احمد رضا خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ستورہ صفات پر ہر ایک ذلیل مجھے کئے اور آپ کی تصانیف جلیلہ و اشعار مبارکہ و عبارات عجیبہ کو تو گنتی خیانت و بے ایمانی کے ساتھ اپنی باطل برادر کے لئے توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے جو حق و بے محل عبارات نقل کیں۔ اشعار کو غلط اور سراسر خلاف معنی پہناتے گئے اور حدیث کہ الزنا تراشی اور جہتباں طرازی کی انتہا کر دی۔ سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی جہلات علمی کی گواہی تو علماء عرب و عجم نے دی۔ آپ کی تصانیف جلیلہ کو سمجھنا اور ان کی علمی و تحقیقی گہرائی و گیرائی کو یا تو ٹوڑی بات حق اُن کے اشعار مبارکہ کے صحیح مفہوم کو سمجھنا قرآن و حدیث کے اسرار و رموز سے واقف الہی زبان و کلام کا نام تھا مصنف و دھماکہ کی علمی بے بضاحتی کا تو یہ عالم ہے کہ وہ بے چارہ سیدنا شاہ آں احمد حضرت اچھے میان مارہوی علیہ الرحمۃ کی مدح میں کہے گئے اشعار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں اور سیدنا سرکارِ دو عالم نور محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں کہے گئے اشعار سیدنا غوث اعظم شیخ سید



جدا افتادہ دنیاوی رشتہ اللہ تعالیٰ عسک مدح میں کچھ رہا ہے حتیٰ کہ سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں شرف تعالیٰ  
عسک مقبت کے اشعار لاکھوں سلام کو مرزا غلام احمد قادیانی و جمال کی مسجد کے نام و صلہ کی مدح میں تصریح  
کر رہا ہے (ملاحظہ ہو صفحہ ۱۵۵، ۱۵۴، ۱۵۳ از دھماکہ)۔

علمی استعداد اور قابلیت تو دور کی بات ہے جس شخص کو اتنی سوجھ بوجھ بھی نہیں کہ ایسی  
فائل بریلوی علیہ الرحمۃ کا کونسا شعر کس کی مدح میں ہے جسے اعلیٰ حضرت کی عبارات و اشعار پر تنقید کا شوق  
جرا یا ہے۔ شاید مصنف دھماکہ نے پوری دنیا کو گٹھ جوٹی کی طرح اندھا سمجھ لیا ہے۔

اور پھر جہالت کا یہ عالم کہ دھماکہ میں جگہ جگہ مذہب اسلام، مذہب اسلام لکھا ہے۔ اسلام  
مذہب یا دین۔

قارئین کرام! بالخصوص اہل علم و انصاف سے یہ صنف دھماکہ کی استعداد و قابلیت اور لغزش و  
خناد کی اندرونی کیفیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

مصنف نے یہ کتابچہ نظامِ مستطیع یورپ مولانا علامہ راشد القادری رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق  
تصنیف زلزلہ کے جواب میں لکھا ہے اسی کا نام اسکا انداز میں دھماکہ کی منتخب کیا ہے مگر  
دھماکہ کو اولاً تا آخر حرفاً بظہر جلیے۔ اس میں زلزلہ کی کسی ایک دلیل کو چھوٹا لکھا گیا ہے کہ مصنف نے زلزلہ  
کے حوالہ جات کو چیلنج کیا۔ اصول و انصاف کا تقاضا تھا کہ مصنف زلزلہ کے دلائل و حوالہ جات کا ذکر  
کر کے پھر مصنف زلزلہ پر الزام تراشی و سیدنا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر زبان دہانی کی جاتی۔ زلزلہ آج  
بھی زلزلہ ہے۔ زلزلہ نام ہے خدا کے قہر و غضب کا جو یوں کھرا رہتا ہے کہ زلزلہ ہوا۔ اہل توہین و  
تقصیر زلزلہ کے متاثرین ہیں جو چیخ و پکار کر رہے ہیں بے بقا کسی کچھ کا کچھ ہوا ہے یہی اند لکھا ہے  
دھماکہ نام ہے ایک مغربی ایجاد کا۔ چونکہ ان کی رگیں سرکار انگریز سے ملتی ہیں۔ اسے اپنا  
ذہنی فخری اور قلبی روحانی رشتہ ہے۔ لہذا ان کو وہی نام پسند ہو گا جس میں ان کے آقا  
انگریز سے کوئی تعلق و نسبت ہو۔

دھماکہ تو ویسے بھی تخریب و شرارت کی علامت ہے۔ ایک دھماکہ وہ ہے مملکتِ خدا داد  
پاکستان کے اذنی دشمن نے راجستھان میں کیا ہے۔ ایک دھماکہ وہ ہے جو تخریب کا بلوچستان و  
سرحد میں کرتے ہیں اور ایک دھماکہ یہ ہے کہ ان کے ایجنٹوں نے ملک کے سوادِ اعظم کے خلاف  
پنجاب میں کیا۔ مگر ستم ظریفی یہ ہے کہ اپنے اس تخریبی دھماکہ کے ساتھ ہی انتشار و افتراق  
کا الزام بھی ملک کے سوادِ اعظم کو دیا جا رہا ہے۔

زلزلہ تو ہے ہی زلزلہ۔ زلزلہ اور دھماکہ کی تباہی میں زمین و آسمان کا فرق کب ہے  
کہاں خدا کی آفت اور کہاں حادثہ قوت۔ دھماکہ میں ہے کیا۔ دھماکہ سبائے خود زلزلہ کے  
لا جواب ہونے کی دلیل ہے۔ ورنہ بتایا جاتے زلزلہ کی کس بات کا دھماکہ کے کس صفحہ پر جواب  
ہے۔ کیوں نہ ہو۔

وہ رہنا کے نیزہ کی مار کھدو کے سینہ میں غار ہے  
کھسے چارہ ہوئی کا دار ہے یہ غار تو اسے پار ہے  
دھماکہ میں اگر کوئی نئی بات ہے تو وہ یہ ہے اور یہ مصنف دھماکہ نے اپنی حبان میں  
بہت بُرا تیرا رہا ہے کہ شاہ فیصل کی آٹھویں سالانہ سنت کے خلاف زبان دہانی کی گئی ہے اور  
درحقیقت اپنی وہایتِ نجدیت کا اعتراف بھی کیا گیا ہے۔

اور پھر مصنف دھماکہ نے ہزار قسم کی الزام تراشی کی اپنے اکابر کی تو یہ آمیزہ کفر و  
عبارات پروردہ دانے کے لئے سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اور دیگر علماء اہل سنت  
پر توہین و تنقیص کے بے بنیاد و من گھڑت الزام لگاتے لیکن اس کے باوجود وہ گزارش احوالِ حق  
کے تحت اب کو مسلمان بھی تسلیم کرتا ہے اور لکھتا ہے۔

”تقسیم برصغیر کے بعد جو مسلمان بھارت میں رہ گئے ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ اتحاد و  
اخوت سے اپنی تمام تر سیاسی غلبہ اسلام اور قوم کی شخص کو برقرار رکھنے پر صرف کرتے۔۔۔۔۔  
غیر مسلم اکثریت کی سیاسی جماعتیں ہیں مسلمانوں کے تعاون کے بغیر اپنی کامیابی کو خیالِ خام ہی تصور  
کرتی۔ مگر اسے بسا کہ آرزو خاک شدہ۔“

اب اس عقل کے دشمن سے کون پوچھے کہ جب آپ انہیں (معاذ اللہ) تنقیصِ خداوندی  
تو ہیں مسطوی صحابہ کرام و اہل بیت اطہار کی گستاخی و بے ادبی کا مرتکب قرار دے رہے ہوں  
تو پھر ان کو مسلمانوں میں کس منہ سے شمار کر رہے ہو۔ کیا (معاذ اللہ) خدا و رسول و اہل بیت و  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو توہین و تنقیص اور صحابہ کرام و اہل بیت اطہار کی بے ادبی و گستاخی  
کرنے والے بھی مسلمان ہوتے ہیں۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ تنقیص و توہین بے ادبی و گستاخی کے یہ سارے الزامات محض  
آپ کے اندرونی بغض و عناد کی عکاسی کرتے ہیں۔ کتاب دھماکہ کی اشاعت کا مقصد ہرگز یہ  
نہیں کہ مصنف دھماکہ فی الواقع سیدنا اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ و دیگر علماء اہل سنت کو







آپ ہی اپنی جفاؤں پہ ذرا غور کریں  
ہم اگر بات کریں گے تو شکایت ہوگی  
کماش کو آپ اپنے بابائے صحافت مولوی ظفر علی بانی اخبار زمیندار سے پوچھ لیتے  
تو وہ آپ کو بتا دیتے کہ اسلامیان ہند کی ذلت و رسوائی کا ذوق دار دیوبند کے پیشہ ور تبلیغی  
تاجروں کا احراقی گروہ ہے۔

ہندوؤں سے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے ہے  
گدہ رسوائی اسلام کا احراقی ہے  
آج اسلام اگر ہند میں ہے بخوار و ذلیل  
سب یہ ذلت اسی طبقہ قدار سے ہے (پنجستان شاہ)  
مجھے جناب! ہند میں مسلمانوں کی ذلت کا باعث اور قدار کون ہے یہ دیوبندی  
احراقی اگر ظفر علی پر بھی یقین نہ ہو تو شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال سے پوچھ لیں۔

عجم ہنوز نداند رموز دین ورنہ  
زدیوبندی حسین احمد این چہ بواجہی است  
سرود بر سر منبر کلمت از وطن است  
چہ بے خبر ز مقام محمد عرفی است  
بمصطفیٰ برسان خویش را کہ دیں ہمہ دوست  
اگر باد نہ رسیدی تمام بولہبی است! (دراخان عجم)

ملاحظہ کی آپ نے اپنے شیخ دیوبند کے سیاسی دیوالیہ پن کی تصویر اور وحشیہ پرستی  
اور اسلام اور غیر اسلام علی اللہ علیہ وسلم سے دوری۔ گاندھی کے اشارہ پر مذہب پر  
وطن کو فوقیت دینا۔

نامعلوم آپ کے نزدیک مثبت اور تعمیری کام کی تعریف کیا ہے۔ کیا آل انڈیا  
سٹی لائنز بنارس کے ایجنسی سے ہزاروں زائد علماء مشائخ کا ایک آڈر مطالبہ پاکستان کی  
تائید و حمایت تعمیری کام نہیں ہے۔ کیا سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا بچاس  
مختلف علوم و فنون میں ایک ہزار سے زائد علمی و تحقیقی کتب فتاویٰ رضویہ اور ترجمہ قرآن عظیم  
ایک تعمیری کام نہیں ہے۔ مولانا عبدالحمید بدایونی، پیر سید جماعت علی شاہ محدث

علی پوری، علامہ ابو الحسنات قادری، صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی،

حضرت ابو الہامد محدث کچھوچھو، مولانا عبدالغفور ہزاروی، پیر مائیں شریف،  
پیر محمد چندی شریف، شیخ الاسلام حضرت خواجہ حافظ محمد قمر الدین سیالوی، مولانا عبدالحکیم  
صدر نقی قدس سرار رحمہ جیسے اکابر علماء و مشائخ کا تحریک پاکستان کے لئے ایک ناست سازام  
کر دار ادا کرنا اگر نیر اور ہندوؤں اور ان پٹوؤں کا گمراہی احراقی علماء کا منہ بند کر دینا  
اور دیوبند کے مسلمانوں میں اسلامی ہمہ گیری پاکستان کا دلولہ اور غیر فانی جذبہ سید اکبر نا  
تعمیری کام نہیں۔

آج پاکستان میں اتنی فیصد سے زائد مساجد اور سیدکھوؤں کی تعداد میں دینی مدارس تعمیری  
کام نہیں۔ تحریک ختم نبوت شہسہ اور گزشتہ سالہ زانیوں کے خلاف تحریک میں نمایاں کردار  
تعمیری کام نہیں۔ غلیظہ اعلیٰ حضرت صدر الشریعت مولانا امجد علی صاحب کی عظیم کتاب بہار شریعت  
مولانا علامہ عبدالحکیم صدر نقی سیاح عالم مبلغ اعظم افریقیہ و یورپ کا انگریزی زبان میں ترجمہ قرآن مجید  
اور مذہب باطلہ سے منافی سے اور ہزاروں غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کرنا تعمیری کام نہیں، مولانا  
عبدالحکیم صدر نقی، مولانا عبدالحمید بدایونی، مولانا شاہ احمد نورانی، علامہ شاہ عارف اللہ  
قادری، مولانا محمد ابراہیم خوشتر، مولانا ارشد القادری، مولانا عبدالوہاب،  
مولانا عبدالستار نیازی، مولانا سعادت علی جیسے حضرات کا افریقی و یورپی ممالک میں تبلیغ  
اسلام کے لئے آنا جاننا ہاں مدرس و مساجد تعمیر کرنا تعمیری کام نہیں۔ کسی نے کچھ کہا ہے۔

عجب آگاہی نہ ہو تو کھلا دن بھی رات ہے  
عجب سب کو یہ لوگ آئیل غیظ و غضب میں اس قدر اندھے ہو گئے۔ برٹش گورنمنٹ برطانیہ میں  
مرزا ایتھار کی زیر قیادت میں فساد اور قتل ہونے پر بھی آنسو بہانے شروع کر دیئے۔ مسجد کے  
مقتول ہونے کا الزام عائد کرتے وقت انہوں نے مولانا شاہ احمد نورانی کی طرف سے اخبارات  
میں شائع شدہ اس وضاحت کو بھی مد نظر نہ رکھا کہ وہ مرزا ایتھار کی مسجد تھی۔ وہ مسلمانان  
اہل سنت کے قبضہ میں نہ آئی۔ لیکن مقام شکر ہے کہ قادیانیوں کا تو ایک اٹھ خند ثوابہ اسلام  
کے نام پر مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے تھے۔

گزارش احوال واقعی کے محرر اور دھماکہ کے مرتب نے بے ربط اور بے مقصد  
بائیں بہت کہاں اور ہم کبھی ایک مسئلہ پر بائیں و مختلف مسائل پر نہ گفتگو کی نہ دلائل و شواہد کی



ضرورت تھی۔ جس طرف رجحان کیا یا جو منہ میں آیا کھینچ چلا گیا اور ہوائی باتوں سے اپنا دل بہلایا۔  
ایک جگہ لکھتے ہیں: ان کو سوادِ اعظم ہونے کا بھی دعویٰ ہے لیکن اس پندار کا نتیجہ حال ہی میں لاہور  
کے ضمنی انتخابات میں جہاں ڈیڑھ لاکھ میں سے صرف دو ہزار افراد نے ان کے حق میں اپنا رستہ کا

استعمال کیا۔ ظاہر ہو گیا ہے شاید اب یہ نقشہ ہرن ہو گیا ہو۔  
کاشی کہ یہ صاحب اپنے مفقہ محمود سے یہ پوچھ لیتے کہ کونسا ضمنی انتخاب آزادانہ و  
غیر مابذارانہ ہوا ہے۔ نمبر ۲۔ انہیں یہ اعلان بھی کر دینا چاہیے تھا کہ جمعیت العلماء پاکستان  
جیسے اسلامی آئین کی حامی جماعت کو جب دو ہزار ووٹ ملے ہیں اور سوشلزم کی حامی میلز پارٹی  
کے امیدواروں کو ہزاروں ووٹ ملے ہیں تو یہ سوشلزم کی کامیابی ہے۔ علمبرداران سوشلزم  
اس ملک میں سوادِ اعظم کی جمعیت سمیت کسی بھی جماعت کو اسلامی آئین کے مطالبہ کا حق نہیں ہے  
کیونکہ عوام کی اکثریت ان کے ساتھ نہیں۔

نمبر ۳۔ یہ کہاں ضروری ہے کہ تمام سوادِ اعظم اہل سنت نے جمعیت کے نمائندہ کو  
ووٹ دیتے ہیں ہزاروں اہل سنت نے ملک بھر میں کھراہ میلز پارٹی کے نمائندہ کو بھی  
ووٹ دیتے ہیں۔ جمعیت کا نمائندہ کامیاب نہ ہوا۔ اس سے سوادِ اعظم ہونے پر کیا اثر پڑتا ہے  
اور پھر یہ سوال تو جماعت اسلامی، مسلم لیگ، جمعیت علماء اسلام سمیت کبھی سے ہو سکتا ہے۔  
ان سب جماعتوں پر مشتمل متحدہ جمہوری محاذ کے امیدوار متعدد جگہ شکست کھا گئے تو کیا اس سے  
یہ لازم آئے گا کہ ملک کی اکثریت نے میلز پارٹی کو ووٹ دیتے ہیں۔ لہذا مخالف جماعتوں کی بنیادیں  
کھراہنے اور اسلامی آئین کے نفاذ کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہے بلکہ یہ اکثریت سیدنا محمد عربی  
صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ پڑھنے والوں کی ہے مگر مسلمانوں کی اکثریت ڈارمی مشن آف ہے مینا دیکھتی  
ہے مسجدوں میں نمازی کم اور سینما میں لوگ زیادہ آتے ہیں تو کیا کسی غیر مسلم کو یا اہل دھما کہ میں سے کسی  
کو یہ کہنے کا حق ہے کہ لوگوں نے اسلام کے مقابل میں فواحش اور مغربی و فحش تہذیب کو اپنا اسلام  
کو چھوڑ دیا ہے۔ اب اس ملک میں اسلام کے نام پر لوگ اور انگریزوں کے پیروکار زیادہ ہیں۔  
سیدنا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار آپ کو چھوڑ گئے ہیں ادا ب مسلمانان الدیت میں ہیں۔ اعراس  
الہی دھما کہ نے اس قسم کی سطحی الزام تراشیوں اور لڑن ترانیوں سے دل بہلا لیا ہے جن کا ہر دار جواب  
انشاء اللہ العزیز آگے آ رہا ہے۔

## سبب تالیف

جیسا کہ ہر خاص و عام سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ برصغیر پاک و ہند دیگر ممالک اسلامیہ میں واضح اکثریت  
اہل سنت و جماعت ہر مذہبی مکتب فکر کی ہے۔ خصوصاً برصغیر میں دو بدعت و طریقت اپنی کلمہ عبارت الہدایت  
عقائد کے باعث اس قدر ہنگامہ مچا چکی ہے کہ یہاں ان پر اپنے جہد فرد کی تبلیغ کی جاتی ہے جس قدر  
ہیں وہ طریقت نے اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے سینکڑوں رنگ بدعت ہزاروں مکاروں سے کام لیا مگر  
نام کام رہے کبھی تبلیغ جماعت کا بیس لگا کر سامنے آئے تو کبھی جماعت اسلامی کے نام سے لوگوں کو دھوکہ  
دینے کی کوشش کی۔ کبھی مجلس احرار اسلام کے نام سے عوام کے لئے مخالفہ کا سبب بنے تو کبھی مجلس  
تحفظ ختم نبوت کا نام رکھ کر طریقت کا زہر مسلمانوں کو پلانے کی کوشش کی۔ کبھی جمعیت العلماء ہند اور کبھی  
جمعیت علماء اسلام کا سان بونڈ لگا کر سامنے آئے۔ کبھی تنظیم اہل سنت اور کبھی خدام التوحید والسنۃ  
کے دھکےل و پھرب نام اختیار کئے۔ لیکن علماء اہل سنت و مشائخ طریقت و سیران عظام نے ان کی  
جاریوں مکاریوں کیلئے کارہ چاک کر کے رکھ دیا۔

بالخصوص سیدنا امیر حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ اور آپ کے جلیل القدر خلفاء و تلامذہ و احباب نے طریقت کی وہ بے مثال سرکوبی فرمائی کہ  
ہر مسلمان ان کے مکر و فریب سے واقف ہو گیا۔ برصغیر میں ناکامی کے بعد سرکار انگریزی سے چھ سو روپیہ  
ماہوار لینے والے انگریز کاٹھن کی حکیم الاقت کے عیار اور بد مذہبی و شیعہ احمد گورنمنٹ برطانیہ  
سے رقم وصول کرنے والی مولوی ایسا صاحب کی تبلیغی جماعت کے ہونہار بریڈ فورڈ۔ بر سنگھم  
لندن کی طرف کلمہ و نماز کی تبلیغ کے نام پر سوائے عالم تقویت الایمان، مراط مستقیم، براہین قاطعہ  
تہذیب اناس، فتاویٰ رشیدیہ کی تبلیغ کرنے اور برصغیر پاک و ہند سے کئے ہوئے سنی مسلمانوں  
کو باہمی دیوبندی بنانے کے مشن پر روانہ ہوئے اور کمال مکاتیب سے سنی بن کر مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ  
ڈالنے لگے۔ جماعت اسلامی، تبلیغی جماعت وغیرہ وغیرہ کے دفتر کھل گئے۔ بریڈ فورڈ، سنگھم وغیرہ  
کے سنی مسلمان جو برصغیر کے ممالک کے تعلیم یافتہ یا کاروباری مسلمان بن گئے ہوئے تھے سخت حیران پریشان کہ  
عجیب سنی میں کہ لکھنؤ رسالت شرک و بدعت، عید میلاد شرک و بدعت، صلوٰۃ سلام شرک و بدعت  
کی رہیں شریف شرک و بدعت وغیرہ وغیرہ۔ جب وہاں گئے ہوئے سنی مسلمانوں کو دیکھا تو



دیوبندوں، مودودیوں کی مکاری و عیاری کا پتہ چلا تو انہوں نے اپنے علماء اہل سنت و مشائخ  
طریقہ کو ہٹا کر شروع کیا۔ ورنہ اسلامک مشن کے نام سے عالمی سنی تبلیغی  
جماعت کا قیام عمل میں آیا۔

علامہ اشد القادری، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبد الستار نیازی، مولانا شاہ  
عارف اللہ قادری، مولانا عبدالوہاب وغیرہم متعدد علماء کرام کو دعوت دی گئی۔ علماء و مشائخ  
اہل سنت کا دورہ برطانیہ ہیر و شیماء نہایت پرانیم ثابت ہوا۔ وہابیت تھلا آگئی۔ مسلمانوں کو  
مشرک و بدعتی بنانے کے سارے منصوبے ناکام ہو گئے تو کھسائی بنی کہا تو بچے کے مصداق  
اخوت و محبت اور صلہ کلیت کا درس دینے والے دیوبندیوں و مابینوں نے چندہ کی مسلسل کوششوں  
سے پاک و بھارت کے اکابر و دیوبندوں سے طویل صلاح مشورہ کرنے کے بعد حقیقت کا منہ چڑھانے  
کے لئے دھماکا نہا کا تبہ شائع کیا۔

حکمران طرح وہابیت کی ڈوبتی کشتی کو نکلے لا سہارا نہ دیا جاسکتا تھا۔ دھماکا مٹا  
ہوئے ہی خود بخود دبی تھیلے سے باہر آگئی انفسیہ تعالیٰ وہاں کے سنی علماء کو پتہ چل گیا کہ ان کے امام  
مجتہد سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی و شیخ طریقت ہر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری جیسے  
الابرار اہل سنت پر رکیک و ذلیل حملے کرنے والے دراصل دیوبندی و ہابی ہیں جو اپنی وہابیت کو سنیت کا  
لبس لگا کر پیش کر رہے ہیں۔ اس کتابچہ میں انبیاء و رسل علیہم السلام اور بندگان دین و اولیاء کا علیحدہ  
کے متعلق ان کے دل کا بخار خود ہی ظاہر ہو گیا اور ان کی چار سو جیسی کا بھانڈا جھوٹا ہے میں پھوٹ گیا۔  
انسان کا درد بول محسوس ہوا کہ مولانا احمد رضا خاں کے پوتے اپنے دادا کی تکفیری دستاویز  
لیکھ رہا ہے (برطانیہ) پہنچے مولوی محمد علی چھوڑی کو دعوت دی گئی وہ فتنہ ہو گئے ان کا لڑکا آیا۔  
بھارت سے دیوبندی آئے۔ اصل تکلیف تو یہ ہے کہ علماء اہل سنت نے برطانیہ میں کیوں قدم رخم  
فرمایا اور وہابیت کی چار سو بیسی کے منصوبوں کو کیوں خاک میں ڈالا۔ تکفیری دستاویز کا پختا تو ضروری  
تھا۔ کیونکہ اس سے قبل قہرین آئین گستاخانہ و حقارتین بھی تو لکھی چکی تھیں۔ تاہم اسے انجمن خدام التوحید  
و السنۃ برٹشم کو اس بات کا بہت ہی صدمہ ہے کہ امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ  
رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء اہل سنت کا یہ فتویٰ ہے کہ وہابیہ نجدیہ سب کافر و مرتد ہیں۔ نہ ان کی نماز نماز  
ان کے کچے نماز نماز (دھماکا مٹا)

ہم کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ اپنے خانہ ساز مذہب سے عدم واقفیت کے باعث ہے۔ کاش کہ

ان سنی عالم اسلمہ صاحب نے مولوی حسین احمد لاٹوری صدر دیوبند کی اشتہار بھارتیہ مولوی  
خلیل اعین شوری کی المہند احمد مولوی انور کا شمیری کا مقدمہ فیض الباری کو مدخل کیا ہوتا تو یہ علماء  
اہل سنت کو انرا م نہ دیتے۔

مذکور بالا اکابر دیوبند نے مذکورہ کتب میں محمد بن عبد الوہاب نجدی اور دیگر وہابیہ نجدیہ  
کی سخت مخالفت کرتے ہوئے ان کو مکمل نظام و باطنی فاسق و فاجر، علماء اہل سنت کے قاتل،  
مضرب صلی اللہ علیہ وسلم کے بے ادب و کساح قرار دیا ہے جیسا کہ آگے تفصیل سے آ رہا ہے۔  
تو بتایا جاتے خود اکابر علماء دیوبند کی تصریحات کی روشنی میں جو شخص مکفر المسلمین ہو، علماء اہل سنت  
کا قاتل ہے، فاسق و فاجر ہو، بے ادب گستاخ ہو اس کو کچھ نماز کا کیا مطلب ہے۔  
اور پھر علماء اہل سنت سے اس کی اقتدار میں نماز کو ناجائز قرار دینے کی شکایت کیسے؟

کوئی بتلاتے کہ ہم مبتلا تھیں کیا  
علماء اہل سنت یا امام اہل سنت نے حسین احمد، انور کا شمیری، خلیل اعین شوری  
سے کوئی بات زلیہ کہی جس کی تکلیف شدید محسوس کی جا رہی ہے۔  
کتابچہ صحت کو رلا کے نکالنے والے ہندوستان سے برطانیہ آئے علماء اہل سنت  
کا ذکر جسے جلتے ہوئے دل سے (بھارت سے دیوبندی آئے) بھارت کے ان مولویوں کے الفاظ  
کے ساتھ کیا ہے۔ گویا علماء اہل سنت کا بھارتیہ ہونا یا بھارت میں رہنا بھی کوئی جرم ہے۔

حالانکہ اس نے گریبان میں جھانک کر نہیں دیکھا کہ ان کامرکزی مدرسہ دیوبند بھی بھارت  
میں ہے جو ایک عرصہ سے کانگرس اور نظریہ پاکستان کے مخالفین کا گڑھ ہے۔ کانگرس کی کھڑکیلیاں  
حسین احمد، کفایت اللہ، حفظ الرحمن اور ابوالکلام آزاد بھی بھارتی تھے اور بھارتی مڑے  
اور پاکستان و عالم اسلام کی دشمنی پران کا خاتمہ ہوا۔ اور علماء اہل سنت میں انفسیہ تعالیٰ کوئی بھی کانگرس  
نہ تھا نہ ہے۔ اور آج بھی جو علماء اہل سنت بھارت میں ہیں وہ نظریہ پاکستان کے حامی اور تحریک  
پاکستان کے صف اول کے مجاہدین میں سے ہیں اور ان کی عظیم خدمات تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔ اس  
کتابچہ میں مزاحمت انداز میں دروغ گوئی سے کام لیا ہے شاید قادیانی و حرم میں بھی اس کی مثال ملے  
لکھتے ہیں: مولانا نورانی نے بریڈ فورڈ کی ایک مجلس میں افغانستان سے بھی تعاون لینے کا اشارہ  
دیا۔ سودی عرب کے خلاف ورنہ اسلامک مشن کی سرگرمیاں شروع سے نیز تقسیم حکومت پاکستان کی  
مخالفت مولانا نورانی کی آمد ثانی سے شروع ہوئی۔



یہ مقصد یا قیاس وہی خلفشار و پالائی کی علامت ہے جس کی نہ کوئی دلیل ہے اور نہ کوئی ثبوت  
آخر اس قدر کذب و افتراء سے کام لیں کہ ان کے مذہب نامہ میں مذکور تھا کہ خدا کا جبروت  
بڑا بھی ممکن ہے۔ اپنے ان بے چوڑے منہ پر کذب و افتراء و عیون پر کسی دلیل اور ثبوت کی قطعاً  
ضرورت ہی محسوس نہیں کی اور اہل سنت و جماعت میں جو ناپاک ذہن میں آتا گیا گھسٹ گیا۔ یا پھر اپنے ہی ایک  
ذمہ داری اخبار صلت کے چند حوالے نقل کر دیے۔

آجل الصفات یہ ہے وہاں دیا ہونے کی غریب کاریوں کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہاں  
دیوبندی مکتب فکر کے مسلکی مہاتر حجام ملت میں علماء اہل سنت کے بیانات شائع ہونے کا کیا مقصد ؟  
شاہ فیصل کی آڑ میں باتیں بنانے سے قبل یہ یاد رکھنا چاہیے کہ شاہ فیصل پاکستان کے ہمدرد و خیر خواہ تھے  
لیکن مولوی شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں : دارالعلوم دیوبند کے علماء نے (حمایت پاکستان  
کے جرم میں) گندی گالیاں افشاشیہ تہارت اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کئے جن میں ہم کو  
(حمایت پاکستان کے جرم میں) ابو جہل تک کہا گیا، ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ (مکاتلہ الصدیقین ص ۳۳)  
دیوبندی امیر شریعت عطاء اللہ بخاری احرار نے کہا کہ جو لوگ پاکستان کیسے مسلم ملک کو  
دھت دی گئے وہ محمد ہیں اور سور کھانے والے ہیں (چمستان از مولوی ظفر علی صاحب شاہ فیصل  
پاکستان کی حمایت کرتے تھے۔ لیکن دیوبندی علماء اور علماء دیگر امیر شریعت پاکستان کی حمایت کرنے  
والوں کو ابو جہل اور سور اور سور کھانے والے قرار دیتے ہیں۔ بتائیے اور حقیقت نہ چھپاتیے کہ آپ  
کے ذمہ دار اکابر علماء اور مریض مدرسہ دیوبند کے علماء کے فتووں اور تحریرات سے شاہ فیصل ابو جہل  
سور اور سور کھانے والے ہوتے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو پھر آپ کے اکابر علماء نے شاہ فیصل اور ہمدرد  
ہندوستان کے ان مسلمانوں کو جنہوں نے پاکستان کی حمایت کی ابو جہل اور سور کہا کہ اسلام و پاکستان اور  
مسلمانوں سے غداری کی یا نہیں ؟

اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں الشہاب الثاقب، المہند، مقدمہ فیض الباری،  
مکاتلہ الصدیقین اور چمستان کو پیش نظر رکھیں ادبتائیں آپ کے آباء و اجداد کا کہنے شاہ فیصل  
کو ب مانا۔ وہاں یہ نجدی کو دہائی نجدی کہنا جرم ہے تو مولوی حسین احمد، مولوی انور کا شمسری،  
مولوی انیسٹوری مجرم ہیں یا نہیں ؟

آخر میں ہم عالم اسلام پر یہ حقیقت واضح کرتے ہیں کہ دیوبندی فرقہ مولوی قاسم نانوتوی  
نے ہی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کی قوم جولاہے کی پیداوار ہے۔ ملاحظہ ہو سوانح قاسمی و تذکرۃ الرشید

نور مٹ برہانیر کے ایک چھوٹے سے ماہوار کے ملازم اشرف علی قاسمی کو یہ لوگ مہر دہاتے ہیں  
اور سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضور غوث اعظم سکا رہنما و  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائے نانوتوی، گنگوہی، قاسمی قاسم کے مولویوں کے پیروکار ہیں  
جن کا سنی کہنا ناچند مولوی صدی کا سب سے بڑا فراڈ ہے۔

اس رسالہ سے جن دوستوں کو دیوبندی دہائی فرقہ سے قرینہ کی توفیق نصیب ہو ان سے  
دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانان عالم کو حقیقی اور حقیقیوں کا قیام کی توفیق دے اور  
مذہب حق اہل سنت پر استقامت دلے آمین۔



## ابتدا غلط انتہا جھوٹ

مؤلف رسالہ دھماکے کے لئے حیات کے ساتھ واضح تاریخی حقائق کو مستحکم کرتے ہوئے  
مقدمہ کے ذریعہ مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنے کی مروت کی سرکھیا کرنا دلیل و ثبوت اس کی  
ذمہ داری سیدنا علیہ السلام فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ڈال دی ہے۔ ترکوں کے خلاف علیہ السلام  
کی کتب سے کوئی مستحق حوالہ یا عبارت نقل کرنے کی بجائے محض دوام العیش نامی رسالہ کا نام لکھ  
دینا کافی سمجھا۔ دیکھیں یہی انگریز ایک سازش ہے کہ اس نے اپنے پورے وقت و ترقیت یافتہ و  
ذہنیہ خوار علماء کو تباہ کر دیا جس میں سب کچھ دیا گیا کہ تم اپنے وقت کے لئے یہ مسلمانوں کے خلاف  
اکابر کو انگریز کا ایجنٹ وغیرہ قرار دینا شروع کر دینا کہ تمہاری اپنی حقیقت و اصلیت واضح نہ ہو جائے۔

کسی مسئلہ کی تحقیق شروع کرنا اور بات ہے اور انگریز کی حمایت اور بات ہے۔  
مؤلف رسالہ دھماکے یا نجد سے دیوبند تک کا کوئی بھی باغیرت دیوبندی و بالیہ ثابت کرے  
کہ علیہ السلام الی سنت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے انگریز کی حمایت کی تو ہم  
ہر حوالہ پر ایک ہزار روپیہ نقد انعام کا چیلنج کرتے ہیں اور عدم ادائیگی کی صورت میں یہ روپیہ کوئے بند رہے۔  
عدالت بھی وصول کیا جاسکتا ہے۔

ترک مسلم جماعتوں کی حالت زار پر سیدنا امام الی سنت علیہ السلام قدس سرہ کو جو بھاری تھی  
دوران کے مضامین و کتابیں سے واضح ہے۔ عظیم ہوا خبر قدیم سکندریہ نام پر علیہ السلام شمار  
۱۳۳۲ھ و السواد الاغظم جلد ۱۲ شمارہ ۱۔

مسلمانان ہند کو کس طرح علیہ السلام قدس سرہ نے دیکھ کر خیر خواہانہ انداز میں  
سلطنت ترک کی امداد کی ترغیب دلائی اور مفید و جامع تجاویز پیش فرمائیں۔ کاش مصنف دھماکے نے  
ایمانداری سے دوام العیش ہی کو دیکھا ہوتا۔ جس میں علیہ السلام رحمۃ اللہ علیہ نے صاف لکھا ہے کہ نہ  
صرف عثمانیہ سلطنت اسلام نہ صرف سلطنت ہر جماعت اسلام نہ صرف جماعت ہند و اسلام کی  
خیر خواہی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ الخ (دوام العیش ص ۱۱)

بہر حال سلطنت ترکیہ کے متعلق سیدنا علیہ السلام فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے دو دھماکے  
افکار تحقیقات واضح ہیں۔ مصنف دھماکے اگر اس کے باوجود انسا تراشی سے اپنا نامہ اعمال سیاہ

کتاب ہے تو اس کا مقدمہ منکر بات ہر ذمہ دار کی سمجھ سے باہر ہے کہ مصنف دھماکے محض  
سکنت بریلوی کی اپنی اندرونی حسد و بغض کو ترک کر کے عرب ممالک کی مخالفت کا الزام  
علیہ السلام فاضل بریلوی علیہ السلام کے سرچھاپ کر اپنا نامہ اعمال سیاہ کرنا ہے اور اس الزام کے  
ثبوت میں کوئی تاریخی دستاویز پیش نہیں کرتا۔ لیکن اس کے برعکس اس کی اپنی حالت یہ ہے کہ وہ نظام  
ترک کی حمایت کے دھماکے باوجود ان حقائق سے دیدہ و دانستہ چشم پوشی کرتا ہے۔ اسی حکومت  
ترکیہ نے خلافت عثمانیہ کے سلطان محمد دوم کے لئے ان میں محمد علی پاشا کے بیٹے ابراہیم پاشا کی کہان میں  
مصری قریب نے شہرہ میں قتل کیا اور سرے سے مٹا دیا۔ خود یہ سودی خاندان مستشرقین  
کو تباہ کر رہا اور محمد بن سعود کے ہاتھ لیں اور پہلے خود یہ سودی خاندان کے چمکتے ہوئے عہد شہ بن سعود  
کو گرفتار کر لیا۔ جس کے بعد سودی خاندان نے کویت میں سیاسی پناہ لی۔

تاہم میں سال بعد سودی خاندان نے نجد کے مصریوں اور ترکوں کے تسلط سے آزاد کرانے  
کی دوبارہ جدوجہد شروع کی۔ ۱۸۱۳ء میں سودی خاندان کے امیر ترک ابن عبد اللہ ابن محمد ابن سعود نے  
ریاض میں بدو و بارہ قبیلہ کرنے کی کوشش کی۔ وہ اگرچہ اپنی پہلی کوشش میں ناکام رہے مگر اگلے سال نجد کا  
وسطی علاقہ مصریوں کے تسلط سے آزاد کر لیا۔ اس وقت ریاض میں دوبارہ سودی خاندان کا مرکز بن گیا۔

۱۹ مئی ۱۸۱۳ء کو ترک ابن عبد اللہ السعود کو قتل کر دیا گیا۔ ان کی جگہ سے امام فیصل بن ترک السعود

مقرر ہوئے۔ مصری فوج نے نئے امام فیصل ابن ترک کے خلاف پھر کارروائی کی جس میں فیصل ابن ترک کو شکست  
ہوئی مگر فیصل نے بہت نہیں ہاری اور ۱۸۱۴ء میں وسطی نجد کے علاقہ پر پھر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ وہ  
اس علاقے پر ۱۸۱۵ء میں اپنی وفات تک حکمران رہے۔ انہیں بھی ترکوں اور مصریوں کے خلاف دہائی  
تحریک کے پیروکاروں کی امداد حاصل رہی۔ ۱۸۱۹ء میں سودی خاندان کو ایک بار پھر ترک اور مصری فوجوں  
کے آگے بے بس ہونا پڑا۔ الخ (مختصر اربعہ ۲۲ اپریل ۱۳۵۵ھ) اشاعت نواس سلطہ آخر۔

اب اس کا دھوکہ جو اب مصنف دھماکے ہی دے سکتا ہے اور دیانت اور حق گوئی کا انتہائی

بھی ہے کہ وہ صاف صاف بتائے ان جگہوں میں مصر اور ترک حق پر تھے یا سودی خاندان حق پر تھا۔

علیہ السلام فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے توہم ترکوں سے جنگ لڑی نہ ان کے خلاف فتویٰ دیا نہ انگریزوں کی

کسی بھی انتہا سے قطعاً کوئی امداد فرمائی نہ اس کا ثبوت۔ لیکن مصنف دھماکے نے جس بے شرمی سے جو

الزام علیہ السلام پر عائد کر دیا کیا سودی خاندان پر بھی وہ یہ الزام عائد کرے گا؟

کیا ان کے نزدیک ان کے اپنے الفاظ میں مسلم ممالک میں ترک سب سے زیادہ طاقتور تھا۔ اور







ازام قطعی بیرونہ اور جان چھڑنے کا ایک حربہ ہے کہ معاذ اللہ علیہ حضرت بریجی نے اکابر دیرندگی تو ہیں آئینہ  
کفریہ عبارت میں کوئی کثرت کی یا اپنی طرف سے ان کے مفہوم کو غلط معنی پہناتے یا الفاظ میں کھینچا مافی کی  
یا کفریہ عبارت میں اپنے معنی داخل کئے۔ اور عبارت پرستیدنا علی حضرت امام اہل سنت ہی نہیں بریجی کے  
اکابر و مشاہیر علماء اور جرحی کے مشائخ کرام اور نہ صرف یہ بلکہ جلیل القدر علماء و فقہاء عرب و عجم نے کفر  
کا علم شرعی لگایا ہے کیا معاذ اللہ وہ سب نا اہل تھے، اگر نرس کے ایضاً تھے، مسلم اتحاد کے دشمن  
تھے۔

ہماری اس مختصر گفتگو سے واضح ہو گیا کہ فی الواقع خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے  
ماننے پر مسلمانوں نے نہ اختلاف متناہ ہے اور جنہوں نے اختلاف کیا گستاخیاں کیں، کفریات کئے وہ  
اپنے عقائد کفریہ یقینی بنائے خود ہی مسلمانوں سے علیحدہ ہو گئے اور محال بتانے اور اختلاف پیدا کرنے  
کی ذمہ داری بھی اپنی پر عائد ہوتی ہے۔ نہ محمد بن قاسم، حفظہ اللہ ایمان، بلکہ قاطعاً اور ان کی گستاخانہ  
عبارات کا عالم میں ظہور ہوتا ان حکیم شرعی واضح ہوتا۔

کافر ہوتے جو آپ تو میرا قصہ کیا  
جو کچھ کیا وہ تم نے کیا ہے خطا ہوں میں  
مؤلف دھماکہ کا یہ کہنا کہ بارہ صدیوں میں صحابہ کرام پر کچھ اختلاف تھا مگر خلاف واقع اور  
روافض کی خوشنودی و تائید و حمایت حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اس سے دو بدعتیت کے دلیلیں  
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا چھپا ہوا بعض ظاہر ہوتا ہے اور کیوں نہ ہو ان کے قلب العالم  
مولوی رشید احمد گنگوہی بھی کہہ گئے ہیں کہ صحابہ کی تکفیر کرنے والا بھی سنت جماعت سے غاصبی نہ ہوگا  
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۷) والھول ولاقوتہ الا باللہ

اور صحیح بات یہی سمجھ سے بالاتر ہے کہ ایک شخص ایک خدا۔ ایک رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ  
علیہ وسلم) ایک قبلہ ایک کتاب پر محض ایمان لانے کا دعویٰ کرنے کے بعد بالکل آزاد ہو جاتا ہے  
کہ زبان سے تو ایمان لانے کا دعویٰ کرتا رہے اور خدا و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ان میں سے  
حرج چاہے ورنہ وہ بھی کرتا رہے ۹

اگر صحیح ہے تو پھر رانی، قادری، نقوی، پیر نیازی، رافضی وغیرہ بھی کم از کم ایک خدا  
ایک رسول، ایک قبلہ اور ایک کتاب پر ایمان لانے کے دعویدار ہیں ان کی تکفیر کیسے ممکن ہے وہ اپنے  
اپنے ان اعتقادی جہالتوں کو ان کے عقائد کفریہ کے باوجود مسلمان مانتے ہیں یا پھر انہوں نے کہیں

بعض خصوصی خصوصیات خداوندی اور تو ان کی تعظیم کرنی اور بدستور مسلمان رہنے کا پرستش حاصل  
کر لیا ہے۔ اس کو کہتے ہیں توحید اور سیدہ لہری۔ کفریات کیں، توہین و تہقیر کریں اور مسلمان کے  
مسلمان رہیں۔ اگر خدا و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین و تہقیر ہی ایمان و اسلام ہے تو  
پھر ایمان و اسلام کس چیز کا نام ہے؟ اور یہ ہے دین کو کھلی پھٹی مل جاتی ہے وہ جو چاہے خرافات  
بکے اور جھلسا دے سے مسلمان بنا رہے۔

### مذہب کی نسبت کی بحث

مؤلف کتاب نے دھماکہ کے جس دیدہ دلیری اور بے ایمانی  
سے پرستیدنا علی حضرت و دیگر علماء اہل سنت کی کتب کے  
حوالہ میں مجربانہ خیانت و بے دینی کا مظاہرہ کیا ہے اس کی تکرار نہیں ملتی۔ جب اہل کتب سے مطابقت  
کی جاتی ہے ایک دو الفاظ تو یقیناً کم زیادہ ملتے ہیں۔ اور پھر اپنی مرضی کے غلط معنی پہناتا تو اس کے ہاتھ  
باتھ لکھیں ہے۔ کیونکہ اب غالباً وہاں نہ کوئی تہقیر ہو گیا ہے کہ سچائی کی دنیا و دہال سنت کی لڑا کھت اس کے  
بیس کی بات نہیں لہذا جس قدر بیٹ جھڑکھڑکھوٹ بولا جلتے اس میں ہی وہ تو جنگ عاقبت اللہ بجاؤ کی صورت  
ملک ہے۔ لہذا مذہب کی نسبت کس کی طرف ہوتی ہے؟ کا گوارا سا عنوان جہاں لکھا ہے نہ اللہ کا پسند  
دین اسلام ہے۔ اجتہادی مسائل میں مذہب کی نسبت مجتہدین کی طرف ہوتی ہے۔ مذہب کی  
نسبت اتباع اللہ پیروی اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کسی کی طرف ہوتی ہے  
تو وہ صحابہ کرام اور مجتہدین عظام ہیں۔ ہاں امتحان اور تعارف کے لئے آپ کسی سے بھی پوچھ  
سکتے ہیں کہ تیرا مذہب کیسا ہے؟ لیکن امتیاع کی غرض سے مذہب کی نسبت مجتہدین کے بعد  
کسی شخص نے اپنی طرف نہیں کی۔ (دھماکہ ملت)

۱۔ مؤلف دھماکہ کی یہ علمی بے بضاعتی ہے کہ اس نے مذہب کی مذکورہ بالا نسبت کی  
تفصیل بتاتے ہوئے عقائد کی کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا اور چند الفاظ کو خود  
مذہب کر کے بلا دلیل و ثبوت اس کو مذہب کی نسبت کا عنوان دے دیا۔

۲۔ یہ کہ کتاب مذکور میں بکثرت مقامات پر مذہب اسلام مذہب اسلام لکھنے اور اپنی  
جہالت کا فرو چھاپنے کے بعد ملت پر مذکورہ زیر بحث حوالہ میں مذہب کی نسبت  
مجتہدین کی طرف کر دی۔ اللہ اس عبارت کی ابتداء میں دین اسلام قرار دیا۔ اس سے  
پہلے اور بعد میں متعدد مقامات پر مذہب اسلام تحریر کیا۔ اب جس شخص کی یہ جھالک اور  
بے بضاعتی کا یہ عالم ہے کہ اس کو یہی تہ نہیں کہ دین اسلام ہے یا مذہب اسلام ہے











تیس یا جب ان کی قلم کی تھوڑا بڑا عیوضت پہنچا سورت میں چکا تو وہ کوٹھارہ اعلیٰ ہے جہاں نہیں  
اعتراف حق سے روکتا رہا۔ غرضی انحراف کی ایسی شریک مثال کسی فرقے کی تاریخ میں شاید ہی مل سکے  
ایک صحیح الذہن آدمی یہ سوچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس قسم کی باتیں جب احمد رضا خاں صاحب کے قلم  
سے نکلتی ہیں تو بریلوی حضرات انہیں مناسلام قرار دیتے ہیں۔ اور ایسی کوئی بات خواہ اپنے الفاظ میں  
ان سے کتنی ہی کمزور اور سادہ کیوں نہ ہو۔ جب دوسروں کی زبان سے سکتے ہیں تو ان لوگوں کے ذہان  
لاوا د اُٹھنے لگتا ہے یہ کیا انصاف ہے حق کا کیا بھی تقاضا ہے..... وغیرہ وغیرہ۔  
مصنف دھماکہ کی اس طویل جرب زبانی اور لغاعی کا حاصل یہ ہے کہ مولانا غلام مراد قادری  
صاحب نے جس طرح رشید گنگوہی کی اپنے اتباع کی تلقین پر ذات و پٹ کی ہے۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت  
بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلاف کیوں نہیں کیا گیا۔ اتنی ڈیگیں مارنے اور شہمی بکھاسنے اور ہوائی اڑانے  
سے پہلے اگر آپ نے اپنے دماغی یا لگن کا علاج کرایا ہوتا اور پھر مولوی رشید گنگوہی اور اعلیٰ حضرت  
علیہ الرحمۃ کی عبارت کو سامنے رکھا ہوتا تو اس بیوقوف کوئی کمزورت پیش نہ آتی۔ مولوی رشید  
گنگوہی اور اعلیٰ حضرت بریلوی کی عبارت میں دن رات کا فرق ہے۔ عقلی اور معنوی طور پر قطعاً کوئی مناسبت  
نہیں۔ اگر آپ بھی گنگوہی صاحب کی طرح ہیں اور کچھ نظر نہیں آتا تو عبارت کسی دوسرے ہی سے پڑھا کر  
تصادف ثابت کیا ہوتا۔ پھر انصاف و حق پسندی کی کڑی ذمہ داری ہوتی۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی  
فاخر الحدیث مدظلہ العالی اپنی اتباع کی تلقین کر رہے ہیں اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ  
لکھے الفاظ میں مستحق الامکان اتباع شریعت نہ سمجھو و قرار ہے ہی۔ مولوی رشید گنگوہی کے الفاظ  
میں اپنی اتباع، اعلیٰ حضرت کے کلام میں اتباع شریعت ہے۔

جب آنکھ ہی نہ ہو کھلا دن بھی رات ہے  
جان کے بٹنے میں گنگوہی یہ کیسی بات ہے  
کیا اعلیٰ حضرت سے اسی لئے عناد ہے کہ انہوں نے اتباع شریعت کا فرمایا اور گنگوہی  
کی ابتداء سے نجات دلائی۔ اعلیٰ حضرت اور مولوی رشید گنگوہی کے الفاظ میں زمین و آسمان اللہ  
دن کا فرق ہے۔ لیکن یہ انصاف و حق پسندی کی دہائی دینے والے ہر چیز کو ایک ہی لائن سے ہانک  
رہے ہیں۔

اُنہی سمجھ کسی کو بھی ایسی حسد نہ دے  
دے آدمی کو موت پر پہرہ ادا نہ دے

مصنف دھماکہ نہ نہایت جلد بازی سے اثری چوٹی کا زور لگا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش  
کی ہے کہ حافظ اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مبارک کلام بھی دماغی اور ہوشیاری کا تقاضا  
مولوی رشید گنگوہی، مولوی خلیل الدین شمس، مولوی اشرف علی کی طرح گستاخانہ ہے۔ اگر انہیں خواستہ  
فی الواقع ایسا ہوتا تو پھر چھوڑا ہی کیا تھا۔ ۹۔ مگر ایسا نہیں اور ہرگز نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو  
بریلوی و عرب و عجم کے علماء و فقہاء و اُن کے مہمان نہ ہوتے اور خود عجم لوگ ان کی تائید و حمایت نہ کرتے  
مولانا غلام مراد قادری صاحب نے اپنی شہرہ آفاق عظیم تالیف فی السلب میں سیکڑوں کی تعداد  
میں دیوبندی تصادفات ثابت فرماتے ہیں۔ اس قسم کی فن ترانوں سے قبل مصنف دھماکہ کو اکابر دیوبند کے  
ان اقوال میں یکساعت ثابت کرنے کی توجہ نہ ہوتی جبکہ غلام مراد قادری نے اپنے قاتلہ سوالات سے دیوبند  
و اہل بیت کا حلیہ بگاڑ دیا لیکن نے ہزاروں سوالات کی اکابر و اصاغر دیوبند کے سروں پر  
ایک دیوار کھڑی کر دی۔ فی السلب کے جھگڑوں سے مستم کردہ دیوبند فارسی بنا ہوا ہے اور مصنف دھماکہ  
میں کج حقیقت کا سرچرہ اکر اپنا دل بہا رہے ہیں۔ یکم از کم دنیا کو یہ تو بتایا جلتے کہ بریلوی مذہب کے  
جو ایک صاحب ارشد و شرف ہیں وہ دیوبند یوں نے نجد سے دیوبند تک کی متحدہ کوششوں سے ان  
کی نکل بات کا نکل جواب دیا ہے۔ دنیا دیکھ رہا ہے فی السلب انکا بھی زور ہے۔ جواب تھا  
اور لا جواب ہے اور اللہ العزیز عاقلین تو ہیں و تحقیق کے واسطے انہیں ہونے تک لا جواب  
رہے گا۔ کیونکہ۔

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدد کے سینہ میں غار ہے  
کے چارہ جوئی کا وار ہے یہ وار وار سے پار ہے

**اکابر دیوبند اور ابن عبد الوہاب نجدی**

بریلوی تکفیر کی گولہ باری کے زیر عنوان  
لکھا گیا ہے کہ اس حقیقت سے کوئی  
مبہرا ہمار نہیں کر سکتا کہ بریلوی تھے بان احمد رضا خان صاحب آنجنابی جناب عبد الوہاب  
صاحب نجدی سلسلہ اہل ان کے تمام پیرو و کالوں کو کافر و مرتد سمجھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔  
قطع نظر اس سے کہ اعلیٰ حضرت نے مرتدین پر جو احکام شرعی نافذ فرمائے۔ مصنف دھماکہ  
کے پاس ان کا کیا جواب ہے؟

قارئین کرام اور خود مصنف دھماکہ اپنے ہی الفاظ میں اپنی مذہبی خود کشی کا تماشا بھی  
دیکھ لیں۔ عدۃ کی خط کشیدہ آخری سطر میں جناب عبد الوہاب صاحب نجدی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام



جواب ہے، ہمارے نزدیک اس (محمد بن عبدالوہاب نجدی) کا حکم وہی ہے جو صاحب  
دین مختار نے فرمایا ہے اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پیر محمد جانی کی قیامی  
تاویلی سے کہ امام کو بالکل یعنی کھرا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے۔۔۔  
۔۔۔۔۔ غلام شاہی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے۔

جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبد الوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر مغلوب ہو گئے اپنے کو حنبلی مذہب بتلاتے تھے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے۔ اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔ اے (المہند یعنی مقدمہ) دیر بند (۲۲-۲۷)

نوٹ ہے۔ اس کتاب پر دیوبند کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن مدرسہ اول مدرسہ دیوبند  
دیوبند کے حکیم اہل سنت مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی محمد احمد سابق مہتمم مدرسہ دیوبند، مولوی حبیب الرحمن  
نائب مہتمم مدرسہ دیوبند، مصنف تذکرۃ الرشید مولوی عاشق الہ آبادی، مولوی کفایت اللہ  
ملتان و مدرسہ جمعیت علماء دیوبند دہلی جیسے چوٹی کے اکابر دیوبند کی تصدیقات ہیں۔ الغرض ان  
سب کی تائید و تصدیق اور مولوی غلام احمد امین ٹھہری کے جواب اور رد مختار و علی مدہ شامی کے  
حوالہ جات سے ثابت ہو گا۔

- ۱۔ جو ہدایت خواہش کی ایک جماعت ہے۔

- ۲۔ انہوں نے اماں پر چڑھاؤ کی۔

- ۳۔ یہ جماعت قتال کو واجب کرتی ہے۔

- ۴۔ ہر وقت نیکو سے نکل کر جو میں شریف پر متغلب ہو گا (دردنہ ہمیشہ سے یہاں نہیں تھے)۔

- ۵۔ ان کا عقیدہ تھا کہ وہ مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو مشرک ہے۔

- ۶۔ انہوں نے اہل سنت و علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔

بتایا جائے جو شخص اپنے سوا ہر کسی کو مشرک قرار دے ، اہل سنت والجماعہ کے علماء کے قتل کو مباح سمجھے ایسے شخص کے متعلق اگر تین یا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ لکھ دیا اور شرعاً حکم واضح فرما دیا تو کونسا جرم کیا۔

مولوی حسین احمد صدر دیوبند لکھتے ہیں: صاحبو! محمد بن عبد الوہاب نجدی

پروکاروں نے کتاب اور تبرہ لکھ کر اتنا کہنے یا تقلید کرنے والوں کو کہتے ہیں۔ ابھی ایک ہی  
صدق پہلے اتباع کا لفظ مصنف دھماکہ کے لئے قیامت بنا ہوا تھا اور وہ مولانا ارشد صاحب کو  
حق والفاظ کی دہائی دے رہا تھا۔ اردو کی کسی بھی لغت کو اٹھا کر دیکھ لیں۔ اتباع کا اصلی پیروی  
کرنے والا ہے۔ فیروز المقات ۳۹ پیروی کا معنی تقلید، فرمانبرداری۔ پیروکاروں کا معنی اتباع  
کرنے والوں۔ مصنف دھماکہ اپنے ہی الفاظ میں خود بتاتے کہ اس نے جس نفیس پیرایہ میں دیوبندی  
دھرم کا حق کیا ہے۔ پیروی دنیا اس کی داد دے دے بغیر روکے گی۔ ہم بھی قوم کے سامنے یہ استفادہ  
پیش کرنے پر مجبور ہیں۔ مصنف دھماکہ نے اتباع کے حکم کی اعلیٰ حضرت کی طرف غلط نسبت کر کے  
صرف خیانت مجرمانہ کا ارتکاب کیا بلکہ اپنے بچے کر وہ اس معیار سے اپنے کا نام کی تلوار سے  
نا ہی مسرقل کر لیا اور اس کا اہر کذب و اقترام خیانت و فریب کی صورت میں دھماکہ کے صلوات پر  
کونسا راعی سے جو اس کو اعتراف حق سے روکتا ہے۔

غیر کی آنکھوں کا تجھے تنکا تو آتا ہے نظر  
دیکھ غافل آنکھ اپنی کا ذرا شیر بھی

باقی رہا وہاں یہ قادیانیہ وغیرہ کے متعلق اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی و تحقیقی شرعی فتاویٰ مبالغہ قوائے اثر محض پھیلتیوں سے راکھ نہیں کیا جاسکتا۔ اعلیٰ حضرت نے مرتدین و منکرین عز و ریات دین پر جو شرعی احکام جاری کئے ان میں دلائل کا مور ہے ان کا جواب دیتے۔ حوالہ جات و نقل کر دیتے مگر ان کے دلائل کو چھوڑا کم بھی نہیں۔ بتلے حاکم المومنین، الکوکبة الشهابیہ

سوانح السیاح کا بول کس کے پاس ہے، اور کیا ہے۔ — ۹

یہ عجیب بات ہے کہ مصنف دجھا کہ نے نجدی انداز کے یہ روکا روکا پر اعلیٰ حضرت  
کے فتاویٰ کا رد کیا تو رد کیا۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ ان لوگوں پر فتاویٰ شرعی کیوں جاری کئے گئے  
عبدالوہاب نجدی کون تھا اور کیا تھا۔ ذرا اپنے اکابرین سے دریافت فرمائیے وہ کیا کہتے ہیں وہ کیا

مولوی خلیل احمد انیسٹریٹھی

سوال :- محمد بن عبد الوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا  
مسلمانوں کے خون اور امان کے مال و آبرو کو اہل مقام  
لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ اس کے بارے  
میں کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو یا کیا مشرب



ملا ترمین صدی نجد سے ظاہر ہوا۔ اور جو کفر فاسدہ رکھتا تھا۔ اس نے اس سے  
 ان سنت و جماعت سے تقی و قن کیا۔ ان کو باجیر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ ان کے احوال کو  
 قیمت کا مال بھائیگا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ ان حرمین کو خسر و صا  
 الی حجاز کو عموماً اس (محمد بن عبد الوہاب نجدی) نے تکلیف شاقہ پہنچائی۔ سلف صالحین اور جنتین  
 کی شان میں نہایت گستاخی دے کر ان کے الفاظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو جوہر اس کی تکلیف  
 شریعہ کے مریض متورہ اور تکریمتہ جیوٹا پڑا۔ ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوئے  
 ان میں وہ ایک عالم و باغی و فاسق شخص تھا۔ (اشہاب الشاہدین)

### مولوی انور کا شمیری شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند

النجادی فاضل کان سر جلا بلیداً قلیل العلم فکان یشارع الی الحکم بانکثر  
 یعنی محمد بن عبد الوہاب نجدی ایک کم علم آدمی تھے انسان تھا۔ اور اس نے کفر کا علم لکھ کر اس سے  
 کوئی پاک نہ تھا۔ (مقدمہ فیض الباری از مولوی انور کا شمیری)  
 کیوں جناب مصنف دھماکہ صاحب! نے آپ نے صدر دیوبند شیخ الحدیث  
 دیوبند کے اقوال۔ معلوم ہوتا ہے آپ ان میدان میں سے آتے ہیں۔ لاش آپتین احمد مدنی  
 سے شورہ کر کے آتے تو وہ بتاتا محمد بن عبد الوہاب نجدی الی سنت و علماء الی سنت کا قائل اور نظام  
 و باغی و فاسق شخص تھا۔ شیخ الحدیث دیوبند سے شورہ کر کے آتے تو وہ بتاتا کہ تمہیں جہاد  
 ایسا تھا کہ اس کو کفر کا حکم لکھنے میں کوئی پاک نہ تھا۔ خلیل انیسٹروی، اشرف علی تھانوی، محمود الحسن  
 دیوبندی، کفایت اللہ دہلوی اور عاشق الہی میرٹھی سے پوچھا ہوتا تو وہ بتاتے کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی  
 اپنے عقیدہ کے خلاف ہر شخص کو مشرک قرار دیتا تھا۔ آپ اپنی حماقت سے زبان ضمن و مذکور ہے ہیں۔  
 اعلیٰ حضرت پر کہ انہوں نے اس کو کافر کہہ دیا، اُس کو کافر کہہ دیا، محمد بن عبد الوہاب نجدی کو کافر کہہ دیا اور  
 آپ کے اکابر کہتے ہیں محمد بن عبد الوہاب نجدی خود اپنے سوا سب کو کافر و مشرک قرار دیتا تھا۔  
 اکابر علماء دیوبند کے مذکورہ بالا اقوال سے آپ کو ایک گروہ اپنے ہاتھ میں چاہتے کا تینہ  
 عوام کو دھوکہ دینے کی دہائی حرمین شریفین پر ہمیشہ سے قابض ہیں۔



## مکہ معظمہ مکہ منورہ کفار کے قبضہ کی بحث

وہاں کے کفر و فتنے مکہ پر اس دھوٹ پر بحث کرتے ہوئے مذہب اسلام اور بیوی مذہب  
 سے منسوب کیے گئے۔ وہ عقیدہ و حقیقت سے دور کئے ہیں اور اپنے بقول مذہب اسلام کا جو عقیدہ بیان  
 کیا ہے اپنی جہات اور بے علمی کے باعث مکہ پر چھ احادیث مبارکہ نقل کی ہیں وہ اگرچہ حق و سچ ہیں  
 لیکن مصنف دھماکہ اپنی علمی بے بضاعتی کے باعث ایک حدیث بھی ایسی پیش نہیں کر سکا جس کے واضح  
 الفاظ یہ ہوں کہ مریض متورہ اور تکریمتہ پر کفار کا قبضہ ہو سکے گا۔ اور اپنے الفاظ میں بریلوی  
 مذہب اور سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ جو کچھ لکھایا  
 اس میں سو فیصدی خیانت اور بے ایمانی و جھٹ پائی کا ثبوت دیا گیا ہے اور احکام شریعت حصہ دوم  
 مستدک کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرح منین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے اگر ہجرت ہی  
 کرنا ہے تو جہاتے کابل کے مریض متورہ کو ہجرت کروں گا۔ کم از کم یہ تو ہو گا کہ مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنے  
 سے چھپاں ہزار نماز کا ثواب ملے گا۔ اور کہتا ہے دین مریض سے نکلا ہے اور پھر اس طرف پلٹ جاتے گا۔  
 پس اس جگہ سے لے کر افضل ہوگی اور اس زمانہ میں جبکہ نصاریٰ کا قبضہ اس جگہ ہے۔ کابل سے ہزاروں اس  
 جگہ کی ہجرت کو افضل کہتا ہے اور اپنے سے باعث سلامتی دین و شفاعت تصور کرتا ہے۔ زید کا یہ خیال  
 درست ہے یا نہیں؟ اور اگر ہجرت میں یہ نیت کرے کہ جب تک بیت اللہ شریف اور مریض متورہ پر  
 کفار کا قبضہ ہے اتنی مدت اپنے وطن میں نہ لگے گا۔ ایسی نیت اس کی درست ہوگی یا نہیں؟  
 بیسوا تو جروا۔

اس سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں ا۔  
 جواب ا۔ زید کے بالا کی خیالات سب صحیح ہیں۔ بیشک مریض متورہ سے کسی شہر کو نسبت نہیں















چاٹ چاٹ کر ان کو کوس رہا ہے اور بے مقصد ہندو باقی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔  
شاہ فیصل کے متعلق ان کے اپنے افکار و نظریات کیا ہیں ملاحظہ ہو۔

### شاہ فیصل کا عقیدہ

۴۔ شاہ فیصل کے متعلق ان کے اپنے افکار و نظریات کیا ہیں ملاحظہ ہو۔  
اپریل ۱۹۲۲ء (چند روز قبل) سعودی عرب کے شاہ فیصل نے جبر کو یہاں تک حمایت اسلام کا لڑنے سے روک دیا کہ وہ اپنے عقیدہ کی کارکنوں کو مشورہ دیا کہ وہ اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی نہ کریں۔  
اپنے عقیدہ کی دعوت میں تفریق کرتے ہوئے انہوں نے ایک امتداد میں کوئی نہ آنے دیں۔ اللہ تعالیٰ امداد اس کے سے تمنا ہے کہ اس نے ایک امتداد میں کوئی نہ آنے دیں۔ اللہ تعالیٰ امداد اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اعمال کو دیکھ رہے ہیں۔ (روزنامہ نوائے وقت)

۵۔ جہاں تک علماء دیوبند کا تعلق ہے وہ صاف کہتے ہیں۔  
نبی کو جو حاضر ناظر کے !  
بدلتگ شرع اس کو کافر کے

از مولوی غلام آغا خان دیوبندی دہلی۔  
جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔

جو اہل القرآن مثلاً بتائے دیوبندی مولوی غلام آغا خان کے فتویٰ کی زد شاہ فیصل پر پڑی یا نہیں۔ اور پھر بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ شاہ فیصل کے افعال ثواب سے تو ان کو اتنی پریشانی ہوئی کہ اس کو آئینہ کسبت کے خلاف نہ بان دلائی شروع کر دی۔ لیکن اپنے اکابر علماء دیوبند کو کیا کہیں گے جنہوں نے گاندھی کا فوٹو سامنے رکھ کر قرآن خوانی کی ملاحظہ ہو۔

نیک ہال میں مہاتما گاندھی کا یوم شہادت بڑی دھوم دھماکا سے منایا گیا۔ حافظ بیت اللہ دیوبندی دہلی اور بابا خضر دیوبندی نے گاندھی کی تصویر کے سامنے بیٹھ کر قرآن خوانی کی۔۔۔۔۔ جناب حافظ بیت اللہ دیوبندی نے گاندھی کی تصویر کو خراج عقیدت بابا خضر صاحبی سرپرست جمعیت علماء ہند کا پورے مہاتما گاندھی کی نسبت کو خراج عقیدت

پیش کرنے کے لئے قرآن کریم کی آیتیں اُن (گاندھی) کی تصویر کے سامنے جیٹ کر پڑھیں امداد کی توجہ کو بخش دیں۔ ایک طرف لوگ (ہندو) بھگن کا رہے تھے تو دوسری طرف (دیوبندی) جمعیت العلماء ہند کے کچھ قلمرو دار اراکین (گاندھی کے لئے) تلاوت قرآن مجید کر رہے تھے۔ (اخبار سیاست کا پندرہ یکم فروری ۱۹۴۹ء)

شاہ فیصل کے لئے قرآن خوانی آپ کو ناگوار تھی لیکن مہاتما گاندھی کیلئے قرآن خوانی کو کسی دلیل شرعی سے جارت ہے۔ کیا مذہبی غور و فکر کی ایسی شرمناک مثال دیوبندی و حرم کے سوا اور کہیں مل سکتی ہے ؟

مصنف و حاکم کو چاہیے اگر وہ شاہ فیصل کا واقعہ شہداء ہے تو حکومت پاکستان کو ملحد و کافر قرار دینا اور اس کی تمام امدادیں روک دینا اور اس کے باہر کے مہمانان مولانا غفر علی کا دفن منانے پر غصہ پانڈی عائد کرے۔ کیونکہ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے شاہ فیصل کے والد بزرگوار سلطان محمد العزیز کے تعلق لکھا ہے۔

سجود نیست اسے عبدالعزیز ابن  
برویم از مرثہ خاک در دوست  
امید ہے مصنف و حاکم اور غلام آغا خان صاحبی کا بھی مطالبہ کریں گے اور مولوی خضر علی اذہر و بانی اخبار زمیں دار کہتے ہیں۔

ابن سحر کیا ہے ؟ فقط اک حرم فروش  
برطانیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر  
اسلامیوں پر اس نے برسوائیں گوسیاں  
پھر کیوں نہ بکشتی ہو زمین دار کا میر

(مکارتان ۲۷۲ از بابائے صحافت مولوی خضر علی)  
امید ہے اب آپ کی پوری طرح تشنگی ہو گئی ہوگی لیکن ہم آپ کی حق گوئی کا یو ہا اس وقت مانیں گے کہ مولوی خاندان کے خلاف لکھنے کے جرم میں آپ ڈاکٹر اقبال اور مولوی غفر علی کی کتابوں کی ضبطی اور ان کے یوم منانے پر پانڈی عائد کرنے کا مطالبہ کر کے اپنی حق گوئی کو حق پسندی کا ثبوت دیں گے۔

دہلیت کی دلائل کرتے ہوئے مصنف و حاکم نے علماء اہل سنت پر دہلیت کی تہذیب



میں نماز ادا کرنے اور وہاں سے محرم لے کر کسی بھی جگہ پہنچے ہیں یہ بھی بہت بڑا  
 دھوکہ ہے اور عوام کو فریب دینے کا حربہ ہے جیسا کہ ہم اور پیروی خلیل احمد صاحب ایشیائی  
 مولوی اشرفی تھانوی، محمود الحسن دیوبندی، صدر دیوبند مولوی حسین احمد ندوی،  
 مولوی انور شاہ کاشمیری سے ثابت کر آئے ہیں کہ بخدی وہابی نجد سے نکلے حرمین شریفین  
 پر منتخب ہوئے۔ اپنے سوا کسی کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے اور کافر و مشرک قرار دیتے تھے۔  
 وہ فاسق و فاجر باغی و ظالم خود بخود ہیں۔ انہوں نے اہل سنت و علماء اہل سنت کے قتل کو

بیان بھیاد وغیرہ۔  
 تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جیسا کہ بخدی کے متعلق اکابر دیوبند نے تصریح فرمائی  
 ایسے بدعتیہ کے پیچھے کوئی دین شرعی سے نماز ہو جاتی ہے جب اکابر دیوبند بخدی و طہریوں  
 اور ان کے شیوا محمد بن عبد الوہاب بخدی پر اس قدر شدید و کثیر الزام عائد کر رہے ہیں تو پھر  
 مصنف دھما کہ خود فیصلہ کرے کہ کتنی مسلمان بخدیوں و طہریوں کی اقتداء میں نماز نہ پڑھ کر آخر  
 کو نئے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ یا پھر آپ کو صحیح العقیدہ اور پابند شرع متقی و پرہیزگار قرار  
 دیں یا پھر نماز کو نماز سمجھیں۔ آخر وہ غلام کیوں ہے۔ اہل حق و برائیوں کا ثابت کر رہے ہیں  
 اصل کہ اقتداء میں نماز بھی پڑھ رہے ہیں وہ حقیقت آپ کے ہاں نماز کی کچھ حقیقت نہیں  
 یہی وجہ ہے کہ آپ کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے صراط مستقیم ص ۹ پر لکھا کہ نماز میں حضور  
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال (معاذ اللہ) کرے اور جلی کی صورت میں استغرق ہونے سے زیادہ  
 بڑا ہے۔

کیا دنیا پر اب بھی یہ ظاہر نہ ہو گا کہ آپ اصول و انصاف اور حقیقت پسندی سے کتنا نڈ  
 ہیں اور ہر بات میں عیاری و متکاری اور جھوٹ سے کام لیتے ہیں۔ کیوں نہ ہو دیوبندی فرقہ  
 کی ساری عمارت ہی کذب و فریب کی بنیاد پر کھڑی ہے۔

### لیگ اور قائد اعظم پر فتویٰ

بریلوی علماء نے لیگ کے خلاف فتوے دیئے وغیرہ وغیرہ  
 ہم کہتے ہیں کہ بانی پاکستان محمد علی جناح کیا خود ایک زمانہ میں کانگریس میں نہیں تھے ؟  
 اور پھر آپ نے الزام تراشی کے جنوں میں مبتلا ہو کر یہ بھی غور نہیں کیا کہ بعض علماء اہل سنت نے

تو اس وقت کے حالات کے تحت صرف لیگ کے خلاف فتاویٰ دیئے لیکن آپ کے ابو الکلام آزاد  
 صدر دیوبند حسین احمد ندوی، اکفایت اللہ دہلوی، عطاء اللہ بخاری، حفیظ الرحمن نے اصرار  
 اور جمعیت العلماء ہند بنا کر اور براہ راست کانگریس میں شامل ہو کر کیا کانگریس کی قیادت اور  
 گاندھی خیر و کی ملک مملاتی نہیں کی۔

فدا اور ہر بھی نظر ڈال لیتے کہ قائد اعظم کو کافر اعظم کہنے والے کون تھے ملاحظہ ہو۔  
 مولانا حسین احمد صاحب (صدر دیوبند) کا بے بنیاد و بے دلیل فتویٰ نئی دہلی  
 ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو مولانا حسین احمد صاحب نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا بعد  
 قائد اعظم کو کافر اعظم کا لقب دیا۔ (مکالمۃ الصدوقین ص ۳۳)

مولانا عثمانی نے جو پیغام جمعیت علماء اسلام کے اجلاس کلکتہ کے موقع پر بھیجا تھا  
 اس میں صاف خود پر لکھ دیا تھا کہ آپ نے درجے کی شرافت و حماقت ہے کہ قائد اعظم کو  
 کافر اعظم کہا جائے۔ (مکالمۃ الصدوقین ص ۳۴)

صدر دیوبند کی کانگریس پرستی لیگ اور جناح دشمنی و طغیت پرستی اور بدین سے نفی  
 دیکھ کر ہی ڈاکٹر اقبال نے کہا تھا۔

محکم ہونہ نماند رموزہ دین و رنہ  
 نہ دیوبند حسین احمد ایں چہ برا بھیجی است  
 سرور بر سر منبر کہ وقت اند و عن است  
 چہ بے خبر اند مقام محمد عسری است

میر تقی میری مولوی حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی صدر دیوبند کی مجلس اصرار اس قدر  
 جوش میں آئے کہ دانت پیستے جاتے تھے۔ غصہ میں آکر ہونٹ چباتے جلتے تھے کہ دس ہزار  
 جنان اور شوکت اور ظفر جو اہل حق و حق کی نوک پر قرار کئے جاسکتے ہیں۔ (چستان ص ۱۷)  
 یہ دیوبندی اصرار ہی کا تھے جو کہہ رہے تھے مسلم لیگ کو (پاکستان کہتے) ووٹ لینے  
 والے سودھی اور سود کرکھانے والے ہیں۔ (چستان غفر علی خاں ص ۱۸)

حضرت علامہ مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب مدظلہ العالی اور شیر پیشہ اہل سنت  
 مولانا شمس علی خاں صاحب قی سلف کے فتاویٰ تو آپ کو نظر آگئے مگر حسین احمد صدر صدر دیوبند  
 امیر شریعت عطاء اللہ بخاری وغیرہ کے فتوے آپ کو نظر نہیں آتے۔ تاہم گواہ ہے دنیا باقی ہے



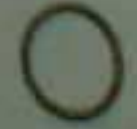
۵۲ ہزار سے زائد علماء اہل سنت آل انڈیا سنی کا فرائض بنارس کے اسکے سے مسلم لیگ کے مطابق پاکستان کی سوسائٹی کو رہنے کے لئے علماء اہل سنت ہی تھے جنہوں نے نظریہ پاکستان کے مخالف کفری علماء کا منہ بند کر دیا تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی بھی صحیح ہے کہ علماء اہل سنت نے ایسی قائم کو خدا اور رسول اور نبی نہیں مانا لیا تھا۔ لیکنوں کے بعض غیر شرعی الفاظ پر بعض علماء

ایسی سنت نے فتویٰ شرعی بھی دیئے جیسا کہ ایک نظم میں امیر الہ آبادی کی نے لکھا تھا۔  
اے محمد اور علی کی چلتی پھرتی یادگار  
تیرے رُخ سے پر تو شبیر و شبیر آشکار  
تیرا پسیر خالد و طارق کا زندہ شاہکار  
تو سیاست کا بھی ستاروں کا ہر فرد نگار  
ملاحظہ ہو مسلم لیگ اخبار انقلاب میوں۔ ۲۶۔ دسمبر ۱۹۷۵ء  
اور ایک اور بڑی شاعر حیرت مانے صاحب نے لکھا تھا۔  
جنگیاء ہے مسلمان ہند کی کو بھلا کس نے  
بنایا ہے مسلمان کو سیاست کا خدا کس نے

ام خدا کو خدا، رسول کو رسول، نبی کو نبی مانتے ہیں۔ جیل جلا وطنی اللہ علیہ وسلم ایسی قائم کو خدا، رسول اور نبی مانتے کے لئے تیار نہیں۔ مذکورہ بالا اشعار میں اگر شرعی لغزش نہیں تو آپ موجودہ اکابر و بوجہ جس سے کسی سے ان اشعار پر فتویٰ سے کر دیکھیں۔ حق واضح ہو جائے گا۔

مگر آپ حق کے متلاشی کہاں آپ تو اس مسئلہ میں بھی محض سطحی باتیں بنا کر حکومت اور علماء کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ علماء اہل سنت پاکستان کے خلاف تھے اور دیوبندی علماء کا قیام قائم کو کافر اہل اسلام کو بیدستان کہنے کے باوجود پاکستان کے حامی تھے۔

قرب ہے یار و رفیق ہفت چھ کشتی کا خون کیلا کر  
جو چپ رہے گی زبان خبر ہو کارے گا آئیں کا



# مسئلہ ایصالِ ثواب

مصنف، حما سے رسا و تصنیف کرتے وقت غالباً یہ جہد کیا تھا کہ لازماً ہر بات غلط کرے گا اور عوام میں قطع پر ہو کرے گا بلکہ یہ سب سب دے مقصد ہائے تقیہ کرنا چاہتے گا۔ اور جب کوئی سنتی اس سے کہے گا کہ یہی فعلیہا ہے تو یہ مطلب ہے تم کہیں تائی مت کہو تو میں خود بہرہ فدا کا تذریر اس میں، ہر اس میں قاضی، حلفاء و اہل ان کی تو میں آمیزگیاں خانہ عیارات کو میں اسلام تسلیم کرو۔ لہذا جان بوجھ کر اس کی جگہ غلط باتیں اور اسلام تراشیاں لگائی ہیں۔ مثلاً اگر ایصالِ ثواب کے بارے میں عنوان جہا کہ مذہب اسلام اور بریلوی مذہب کی فنی سرخیوں کے تحت ایصالِ ثواب پر اپنے سرخیوں کا ذکر شروع کر دیا۔ مذہب اسلام کے تحت تسلیم کیا کہ ایک عالم کا ثواب ان کی نیتوں کے مطابق مرتبین کو پہنچتا ہے۔ جب مصنف کو تسلیم ہے تو پھر غریب اور حاجت مندوں کو کھانا کھانا بھی تو نیک عمل ہے اس کا ثواب پہنچے گا۔

اس کے بعد لکھتا ہے ایصالِ ثواب برحق ہے مگر چیزوں کو ہی لکھ دینا کہیں ثابت نہیں۔ شکر ہے اتنا تو تسلیم کیا کہ چیزوں (علماء و اشیدم) کا ثواب پہنچتا ہے مگر اصل چیزیں نہیں پہنچتیں۔ مگر یہ کہا کس نے ہے کہ اصل چیزیں پہنچ جاتی ہیں۔ عام لوگوں کو اپنے مردوں کو اصل چیزیں ہی بھیج دیں چاہئیں ایسا کسی نے بھی نہیں لکھا۔ غفلت و غلطی حضرت حق سے اول سے یہ نفی کرنا کہ ایک بلال نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرا کفن ایسا خراب ہے مجھے اپنے ساتھیوں میں جلتے شرم آتی ہے۔ پرسوں فلاں شخص آئے واپس ہے اس کے کفن میں اچھے کپڑے کا کفن رکھ دینا۔ صبح کو صاحبزادے نے اٹھ کر اس شخص کا دریافت کیا معلوم ہوا کہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں۔ تیسرے روز خبر مل کہ اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ لڑکے نے فوراً نیا عمدہ کفن سلا کر اس کے کفن میں رکھ دیا اور کہا کہ یہ میری ماں کو پہنچا دینا۔ رات کو وہ

لہ مذہب اسلام کو کچھ چیز نہیں یہ اصطلاح غلط ہے اور مصنف دھماکہ کی جہالت ہے۔ دین اسلام ہے نہ کہ مذہب اسلام۔ اور بریلوی مذہب کہنا خود مصنف دھماکہ کی تصریح کی روشنی میں غلط۔ لیکن وہ دل کا بھڑاسن کا لٹے کے لئے ہار ہار لکھے جارہا ہے۔



۵۶  
 خیر خواہی تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا خدا تمہیں جزائے خیر دے گا مگر بہت اچھا نہیں  
 یہ واقعہ بیان کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ ہر شخص اس طرح کفن اور کھانے سے کی دیگر اشیا  
 کے لئے سرے والوں کے ساتھ بھجوا رہے۔ نہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تحریر فرمایا نہ کسی اور مفتی بریلوی  
 عالم سے یہ ثابت ہے۔ اس واقعہ پر چند طریقوں سے غور لازم ہے۔ اول یہ خواب ہوا تھا میرا اعلیٰ حضرت  
 قدس سرہ نے تحریر فرمایا وہ صالحہ تھیں ذریعہ تھیں۔ ہم الی سنت کا عقیدہ ہے شہداء اولیا اپنی  
 قبروں میں زندہ ہیں رزق دیتے جاتے ہیں۔ اس واقعہ میں ان صالحہ ولیہ بزرگ خاتون کی کرامت  
 پوشیدہ ہے۔ مصنف دھما کہہ رہا تھا اس کو واقعہ کے اس جز پر بھی اعتراض کرنا چاہیے تھا کہ  
 غلط ہے وہ سند درست آدمی کیسے مرگا۔ کوئی کب مرے لایہ غیب کی بات ہے اللہ ہی جانتے  
 ولی ولیہ کو کیا خبر۔  
 بہر حال ہم الی سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل کی عطائے انبیاء علیہم السلام و اولیاء  
 کرام قدس سرہم کو ان کی شان کے لائق عظیم غیب حاصل ہے۔ ان کے کرامت کے ساتھ خاتون نے  
 تار و پاز خواتین آنے والا ہے۔ جب وہ اپنی کرامت سے یہ معلوم کر سکتی ہیں کہ فلاں مرنے والا  
 ہے اور آنے والا ہے تو کرامت کے طور پر ان کے پاس کفن پہنچا دیا گیا ہے۔ ہر شخص  
 صاحب کرامت نہیں ہوتا۔ نہ ہر شخص کو کفن پہنچا جاتا نہ کھانا بھیجا جاتا ہے۔ البتہ شہداء کی یہ شان  
 ہے کہ اللہ عزوجل خود فرماتے ہیں کہ ان کو رزق بھی دیا جاتا ہے۔ ہر کسی کے لئے یہ علم نہیں۔ اعلیٰ حضرت  
 بریلوی قدس سرہ نے کرامت کے طور پر اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔  
 افسوس اگر مصنف دھما کہہ چکا ایک سطر کے اندر تحریر کیا تو احترام میں کسی کے سحر سے بے کام نظر ہو  
 کرنے کا جرات نہ کرتا۔ امام الی سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے ایک سطر کے اندر حضرت  
 رحمان بن صیفی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ لکھا ہے۔ ان کے کفن میں ایک تہہ بند تھوڑا سا لکھا  
 شب کو اپنے صاحبزادے کی خواب میں تشریف لائے اور فرمایا یہ تہہ بند لیا اور کفن پر ڈال دیا  
 صبح کو ان کی آنکھ کھلی تو وہیں رکھا ملا۔  
 یہ صحابی رسول رضی اللہ عنہ کی عظیم کرامت ہے کہ کفن واپس آگیا۔ وہ صاحب ولیہ کی  
 کرامت ہے کہ فلاں آنے والا ہے اس کے ساتھ کفن بھی دینا۔ مگر جو کرامات کا دشمن ہے  
 وہ ضرور ہتھیال کئے گا اور احترام میں کرے گا۔ لاش کہ مصنف دھما کہہ صحابی رضی اللہ عنہ کے واقعہ  
 کو بھی بیان کر دیتا تو جواب خود بخود ہو جاتا۔ مگر اس نے خیانت کوئے کا عہد کیا ہوا ہے اور

۵۷  
 اس کے بغیر جاری نہیں۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ اپنے دادا زادہ پھر ان سے آگے جو اجزا و گذر  
 چکے ہیں ان کو کفن پہنچتے رہو۔ من گھڑت باتوں سے اپنے طائفہ کا دل بہلا تا اس شعار ہر تہہ  
 کیا کیئے۔  
**حاشیہ ۱۔** حقیقت یہ ہے کہ سینا امام الی سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی بیان فرمودہ  
 اور کلام الی کو کس نہایت وہ اس کی اصل نہ پاس کے تو اس کی اپنی طبیعت بے بضاعتی ہے وہ حقیقت  
 یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ جیسا کہ فرمایا کوئی بات بلا دلیل و ثبوت کیسے تحریر فرما سکتا ہے۔  
 مصنف دھما کہہ اپنی طبیعت بے بضاعتی کے باعث کفن بھیجے پر اعتراض کر دیا۔ امام اہل علم و امام  
 جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے بھی "فتاویٰ الکلیب" بلقاء الحلیب میں کفن بھیجنے کا بالکل اس  
 قسم کا ایک واقعہ نقل فرمایا ہے طالعہ ہو۔  
 ابن الدینار کتاب المقامات میں مسئلہ ایسی شہد کے ساتھ جس میں کو حوی نہیں  
 ہے۔ ما شاہدین سید سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کی بیوی فوت ہو گئی۔ خواب میں بہت سی  
 عورتوں کو دیکھا لیکن ان میں اپنی بیوی کو نہ دیکھا تو اس نے ان سے اس کے بارے میں دریافت کیا  
 انہوں نے کہا جو حکم نے ان کو کفن دیا ہے اس نے وہ ہمارے ساتھ تھے جس میں شرم محسوس  
 کرتا ہے۔ پھر وہ شخص نے کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ حال بیان کیا۔ آپ نے  
 فرما دیکھو کوئی ثقہ شخص دنیا سے رخصت ہونے والا ہے ؟ تو ایک انصاری ملا جو قریب الموت  
 تھا۔ اس نے اس سے اس کا تذکرہ کیا تو اس انصاری نے کہا اگر کوئی مردہ کو پہنچا سکتا ہے تو  
 میں پہنچا دوں گا۔ اس کے بعد اس انصاری کا انتقال ہو گیا۔ پھر وہ مذکور سے زعفران میں  
 رنگے ہوئے لہرا اور ان دونوں کپڑوں کو انصاری کے کفن میں رکھ دیا۔ اس کے بعد جب رات آئی  
 تو اس نے عورتوں کو دیکھا اور ان کے ساتھ اس کی بیوی بھی گئی اور اس پر وہی زرد رنگ کے کپڑے تھے  
 اب مصنف دھما کہہ کو چاہیے کہ علامہ امام جلال الدین سیوطی نہ صرف آپ بلکہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 جنہوں نے ارشاد فرمایا کہ کوئی ثقہ شخص دنیا سے رخصت ہو گیا ہے فرمایا پر اسی طرح زبان میں دوا  
 و تسخیر۔ ان کے جہنم کا بھیج حق داد ہو جائے۔ جس طرح اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ پر اس قسم کا واقعہ بیان  
 کرنے پر طرقات کا مظاہر ہو گیا تھا۔  
 (اقبال صفحہ ۲۱)



اس نے بعد اس عید مصطفیٰ سے چھ سیدنا انکار است علیہ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ  
 ل اس نصیحت پر اعتراض کر کے مذاق اڑایا ہے  
 اعزلا سے اگر لطیف خاطر ممکن ہو تو فاتحہ ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے کسی  
 کچھ جمع دیا کریں۔ دودھ کا لطف خانہ ساز۔ اگر بیسنس کا دودھ ہو۔ سرسٹ کا بریانی، مرغ کا کھانا  
 بڑی کا ہوا شامی کباب، پر اسٹے اور بالائی۔ فیرنی، ارد کی پھیری والی مع اورک و لوازم  
 گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، سوڈے کی بوتلی دودھ کا برف۔  
 (دعایا شریف میں مذکور دوسری کتب خانہ لاہور)  
 اس عبارت کے نقل کرنے میں مصنف نے یہ کارگیری دکھائی کہ نگلگرمی اور نانو توڑی سے  
 درنہ میں ہی ہونے پر دینا تھیامت سے کام لیکر فاتحہ پر مشتمل اسی وصیت کے یہ الفاظ ایسے ہی اعلیٰ  
 کے خلاف سمجھتے ہوئے لکھ دیئے۔  
 اگر دودھ خانہ ایک چیز ہو سکے یوں کو دیا جیسے مناسب جائز و مکر لطیف خاطر میرے  
 لکھنے پر مجبور نہ ہو اور اسی وصیت کے مندرجہ ذیل الفاظ میں ایسی خیانت کی تندر  
 کر دیئے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے وصیت کا ابتداء میں فرمایا۔  
 "فاتحہ کے کھانے سے اعتیاد کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقر کو دین اور وہ بھی  
 اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ نہ کہ بھروسہ کر۔ غرض کہ بات خفیہ سنت نہ ہو۔"

بقیتہ صحیفہ گذشتہ میں۔ علاوہ ازین سید بن مسعود علیہ السلام ابان (بن مسعود غسانی صحابی  
 رسول اللہ علیہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے میں وصیت کی تھی  
 کہ میں میں مجھے کفن نہ دینا۔ فرماتی ہیں کہ ان کی وصیت کے برعکس میں کفن دے دیا تو ان کے  
 دین کر دینے کے دوسرے دن صبح کو اچانک ہم نے دیکھا کہ جس قیام میں انہیں کفن دیا گیا تھا وہ  
 کھوٹی پریشانی پر تھا۔  
 دیوبندی اعلیٰ حضرت کی کس کس بات کو غلط ثابت کرے گا۔ اعلیٰ حضرت دشمنی میں سارا ہی  
 اسلام پھوٹنا پڑے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کی کوئی بات بلا دلیل و ثبوت نہیں ہوتی۔  
 ان مختصر معروضات کے بعد اب ہم مصنف دھما کے حکیم الامت کے گھر سے ایسی معتبر ترین شہادت  
 پیش کرتے ہیں جس سے ایوان دیوبندیت و دواتیت میں گھرے شگاف پڑ جائیں گے۔  
 (بقیہ اگلے صفحہ پر)

وصیت کے ابتدائی اداغری جسے کہہ چکے ہیں اس پر اس وقت اس کی ہے ایمانی سے تلف نہ کرنا  
 تو اس کا جواب ہمیں دینے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اس وصیت پر مصنف نے عامیاناہ انداز میں جو  
 حاشیہ آرائی فرمائی ہے شیطان بھی توجہ کر گیا ہوگا۔  
 مہلک اس وصیت پر بدزبانی کا کیا موقع تھا۔ کفن ساتھ بھی دیا گیا تو اعتراض کی گنجائش  
 نکال لی مگر اعلیٰ حضرت نے یہاں توجہ فرمایا تھا کہ فاتحہ کے کھانے سے اعتیاد کو کچھ نہ دیا جائے  
 صرف فقر کو دین سا علیحدہ کرتا آخری وقت میں اپنا نہیں فقر کو کا خیال تھا، غرض کہ خیال تھا۔  
 باقی دیا گیا وہ غیر فقر کو دینے اور بارہ غیر ان پھر دینا کو کیسے کا مخاطب تو ہے اس کی اپنی  
 حالت و صیحت کی ضرورت کے باعث ہے۔ بارہ غیر میں ہی اعزہ سے اگر لطیف خاطر ممکن ہو تو  
 فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ جمع دیا کریں۔ یہاں بھی فاتحہ کا لفظ نمایاں  
 طور پر جو ہے جو اس سے ان کے باعث نظر نہیں آتا یا یعنی فاتحہ کے لئے جمع دیا کریں نہ کہ خود ہی  
 قبر میں ادا کیا جائے میں ہی یہی مذکور ہے۔ فاتحہ کے کھانے سے اعتیاد کو کچھ نہ دین۔ مصنف کا دینا  
 توجہ ثابت ہوتا کہ اعلیٰ حضرت یہ فرماتے فاتحہ کے کھانے سے اعتیاد کو کچھ نہ دین میرے لئے  
 مزار میں بھی دیا کریں۔ مگر اسے اول و آخر کچھ نظر نہیں آتا کہ نگلگرمی کو کچھ نظر آیا ہو تو اسے  
 نظر آئے

(بقیتہ حاشیہ) مصنف دھما کو ایک صالح خاتون کے پڑا (کھن) منگو نے پر توجہ بہترا اور  
 اس نے جذ بہ عنایت سے خوب بھڑکھڑا ہوا ہشت کا مستقل عقیدہ قرار دے دیا۔  
 اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو صالحہ کو کچھ اچھینے کا کھاتا تھا۔ لیکن  
 حکیم الامت متناوی صاحب نظر رہے ہیں کہ قبر سے کچھ ادا پس آ بھی سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو  
 لکھتے ہیں۔  
 "ابو عبد اللہ محمد بن ظفر شمری بڑے شیخ عارف ربی صاحب کرامات و علامات تھے۔  
 آپ کی ایک عجیب کرامت یہ نقل کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ آپکی بیوی بہت نیک تھیں۔ آپ نے ان کے  
 علاوہ اور کوئی نکاح نہیں کیا تھا۔ دونوں آپ میں محبت تھی۔ دونوں نے ساتھ ہی کیا اور حکم مکرمہ  
 میں سات سال تک ساتھ رہے اور آپ میں یہ عہد کیا کہ دونوں میں سے جو پہلے مر جائے گا دوسرا  
 اس کے بعد اوز نکاح نہ کرے گا۔  
 (بقیہ اگلے صفحہ پر)







۶۲  
 مذہب میں سرکار بغداد سرکار سرحد لکھا شرک خاص ہونا چاہیے۔ وہم یہ کہ مصنف مذکور  
 کے ان ہر دو پسندیدہ حوالوں پر اذلتا آخر نظر ڈال کر کہیں اس میں کوئی ایک لفظ بھی مسلک اہلسنت و  
 شریعت کے خلاف اور دیر بندیت کی تائید میں نہیں۔ شرک و بدعت سے روکنا اولاد جانتا سنت و  
 شریعت کی تلقین کرنا ہمارے موقف کے خلاف نہیں۔ خود سیدنا علی حضرت رضی اللہ عنہ کے صدقہ  
 نادری و مصفا شرک و بدعت کے رد میں حقائق جو عبارت کمال کمال کی فہرست کے طور پر مصنف نے  
 نقل کی ہے اس میں بھی مثلاً یہ بات واضح ہے۔  
 "عمر بن کوئی بات خلاف سنت نہ ہو۔ اس سے دو سطر اوپر ہے کہ کفر پر کوئی دو سطر  
 قیمتی چیز یا سامان نہ ہو۔ کوئی بات خلاف سنت نہ ہو۔ مثلاً اور مثلاً پر ہے کفر و فحشاء سنت پر  
 انقضیٰ خود امام اہل سنت سیدنا علی حضرت رضی اللہ عنہ نے ہر کلام و ہر مقام پر سنت کو تکرار کیا  
 سرکار بغداد و سرکار سرحد نے بھی اپنے اقوال میں سنت پر عمل کی تلقین کے ساتھ شرک و بدعت سے  
 روکا ہے اور یہ ہمارے خلاف نہیں مگر سرکار بغداد و سرکار سرحد نے شرک و بدعت کے  
 من مائے نادری نہیں دیئے۔ ہر چیز و ہر بات کو دیر بندوں کی طرف شرک و بدعت قرار نہیں دیا مصنف  
 دھماکہ کو معلوم ہونا چاہیے کہ سرکار بغداد و سرکار سرحد کے یہ ارشادات بھی ہیں۔  
 بَلَاذِ اللَّهِ مُتَكِنٌ عَنَّا حَتَّىٰ وَوَقْتِي قَبْلَ قِيَتِي قَدْ صَفَايَ نَظَرْتُ  
 اِنِّي بِلَاذِ اللَّهِ جَمْعًا - كَحَرْزٍ دَلِيَّةٍ عَلَىٰ حَكِيمٍ اِتِّصَالٍ -  
 (بقیہ حاشیہ)  
 دیر بندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی کتاب الاختصاص الیوم جلد  
 چہارم ص ۱۹ پر ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اچھی عمدہ اور تقویٰ  
 غذائیں کھانا چاہیے اور خوب کام کرنا چاہیے۔ ہمارے حضرت علی (علیہ السلام) صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
 فرمایا کرتے تھے کہ اہل اللہ اگر عمدہ غذا کھاتے ہیں تو ان کو اس میں نعماء جنت کا مشاہدہ ہوتا ہے  
 پھر فرمایا کرتے تھے چار انگشت حریر کو جو جائز فرمایا گیا ہے اس میں بھی فقہاء نے یہی  
 حکمت لکھی ہے جیسا کہ ہدایہ میں مذکور ہے۔ لیکون انموذجاً من حریر الجنة۔  
 امام اہل سنت علی حضرت قدس سرہ بلاشبہ اہل اللہ حکم اہل اللہ کے مشوا تھے۔ نعماء  
 غذائیں پر قائمہ کی نصیحت بلاشبہ جنت کی نعمتوں کے مشاہدہ کے تحت کی جا رہی تھی۔  
 علی مدعی لاکھ پر بھاری ہے گواہی تیری

۶۱  
 بتائیے حضور غوث اکرم قدس سرہ کے یہ اشعار مبارکہ دیر بندی و حرم میں خالص شرک و  
 بدعت ہیں یا نہیں۔ ۹۔ اور سرکار سرحد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔  
 "خواجہ محمد اشرف دہلوی نسبت الہی و انوشیروانی کہ مجھ سے استیلا یافتہ است کہ  
 در صلوات آں را مسجد خود می نامند و می چند و اگر فرشتہ آلفی کہ منتفی نمی گردد و محبت  
 احوال این دولت متمناست طلب است از انہارال کے لڑکر ہم چند صاحب این  
 معاملہ مستعد نام الما سبب است تحمل کہ بالہک محبت شیخ مقدس جمیع کمالات اولاد  
 جذب نماید الہی و انوشیروانی کہ مجھ سے استیلا یافتہ است کہ مجھ سے استیلا یافتہ است کہ  
 آلفی نہ کنند خود را نام دولت سعادت مندین را متوجہ او باشند نہ درنگ جماعت  
 ہے دولت کو خود را مستغنی دانند و قبلہ توجہ را شیخ خود متوجہ سازند و معاملہ  
 خود را بر ہم زنند۔  
 کتبات مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ جلد دوم کتاب سیمہ مطبوعہ مکتبہ مریدیہ  
 لکھا کہ تصور شیخ اس قدر غائب ہے کہ نمازوں میں اس کو اپنا سجود جانتا ہے صحت شیخ ہی کو  
 سمجھ نظر آتا ہے۔ جناب شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ دولت سعادت مندوں کو  
 ملتا ہے طالبان حق کو اس دولت کی تلاش ہوتی ہے۔  
 بتائیے حضرت مجدد الف ثانی سرکار سرحد کی یہ عبارت شرک خاص ہے یا نہیں؟  
 کتبات شیخ مجدد دیر بندوں کے نزدیک شرک و بدعات کا مجموعہ ہے یا نہیں۔؟ کہیں  
 مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے تو جناب سرکار بغداد و حضور غوث اکظم و سرکار سرحد مجدد  
 الف ثانی قدس سرہ اسرار ہم کا نام گرامی نہیں یا ہمارا دہ نہ ان بزرگان دین کے ارشادات کا  
 تو ایک ایک لفظ و عبارت کے لئے نشتر ہے۔ سرکار بغداد و سرکار سرحد کے مسلک و تحقیق  
 کے خلاف خود ان سرکاروں کا نام لینا کتنا برا فرادہ ہے۔  
 علی براہی عقل و دانش بہاید گریست  
 لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔  
 سیدنا علی حضرت مجتہد دیر بندوں کی وقت فاضل  
 برہموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دلائل سے لاجواب ہو کر ان کا مٹا غیبتی توڑ پیش کرنے کی بجائے مصنف  
 دھماکہ لے اس کو توہم پر ہی لفظی ہر پھر کے ذریعہ چکر چلانے کی ناکام کوشش کی مگر وہ اپنے دام میں







اولیاء اللہ مسلمان نہیں ہوتے۔ اگر اس میں ہے حیا کی اور ہے شرمی نہ ہوتی تو وہ اعلیٰ حضرت  
 قدس سرہ کے ان الفاظ سے سمجھ سکتا تھا کہ اولیاء کرام کو جو ایصالِ ثواب کہتے ہیں اسے انہیں نہ دینا  
 کہتے ہیں۔ کیا اعلیٰ حضرت معاذ اللہ اولیاء اللہ کو کفار سمجھتے ہوتے ان کی فاقہ کو نہ دینا نہ دینا  
 حکم دے رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے تو عام مسلمانوں کے مقابلہ میں اولیاء کرام  
 مقبولانِ بارگاہِ الہی کا ذکر کیا ہے مگر مصنف دس کہ کا اندھا پن ہے کہ وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں  
 اولیاء اللہ کو معاذ اللہ کفار سمجھ رہا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ اس کو دراصل اس بات کا ہے کہ  
 اعلیٰ حضرت نے اولیاء کرام کی تمام مسلمانوں سے بڑھ کر تعظیم کیوں فرمائی اور ان کی فاقہ کو تعظیم  
 نہ دینا کیوں کہا۔ یہ ان کے مذہب کے مخالف ہے۔ یہ سب کو ایک جیسا کہتے ہیں۔  
 اپنے مثل جلتے ہیں۔ انہیں یہ کس طرح گوارا ہو کہ اولیاء اللہ کو عام مسلمانوں سے ذرا تعظیم و  
 عزت سے ذکر کیا جائے۔ لہذا اس بد بخت نے ان پر تاثر دیا کہ کیا اولیاء اللہ مسلمان نہیں کہتے  
 نجد یا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری  
 کفر کیا شرک کا فضل ہے سجاست تیری

**ختم میں ستر ہزار چھوہارے** یہ عنوان جہاں مصنف دھماکنے عرفان  
 شریعت کا ایک حوالہ لکھا کیا۔ اور پھر  
 حسبِ عادت اس پر بھی ہوا تیاں اڑاتیں اور سفرے پن کا مظاہرہ کیا۔ حالانکہ بات صرف اتنی ہے  
 اگر سیدنا اعلیٰ حضرت امام الہی سنتِ قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہو کہ شرعاً ستر ہزار چھوہارے  
 مقرر ہیں اس سے کم و بیش نہ ہوں تو واقعی قابلِ اعتراض بات تھی۔ لیکن اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی  
 علیہ الرحمۃ تو عرفانِ شریعت میں بڑا فرار ہے ہی کوئی ذنن شرعاً مقرر نہیں۔  
 اتنے ہوں ستر ہزار پورا ہو جاتے۔ عرفانِ شریعت صلاً جب کوئی شرعاً ذنن مقرر نہیں تو پھر کوئی  
 شخص ستر ہزار چھوہارے تو کیا ستر لاکھ سونے کی ڈیول کو خیرات کرے تو کس طرح اعتراض کیا  
 جاسکتا ہے اور اس کی ممانعت کون سی دلیل شرعی ہے یہ آدمی کی اپنی گنجائش پر منحصر ہے۔  
 عرفانِ شریعت ہمارے پاس بریلی شریف کا مطبوعہ ہے اس میں کسی جگہ کہیں بھی  
 چھوہاروں کا نام و نشان نہیں اور نہ ہی آج تک کسی جگہ چھوہاروں پر سوئم کا فاقہ ہوا۔ غالباً  
 اس عرفانِ شریعت میں جو مصنف دھماکنے دیکھیں غالباً سوئم کی بات کے باعث چھوہاروں کی بجائے  
 چھوہارے لکھا گیا۔ چھوہاروں پر سوئم کے فاقہ سے خود میں بھی تعجب ہوا مگر بریلی کے مطبوعہ

عرفانِ شریعت میں ایسا نہ لکھا تو ہم نے سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ لال پور کے شائع کردہ  
 عرفانِ شریعت سے مطابقت کی تو وہاں صلاً پر اگرچہ چھوہاروں کا ذکر ہے لیکن اس کی نمبر ستائیس  
 میں صلاً پر میت کے سوئم کے چھوہاروں کا ذکر ہے نہ چھوہاروں کا ذکر ہے۔ لہذا یہ ماننا چاہیے کہ  
 کہ یہ کتابت کی لاپرواہی سے چھوہاروں لکھا گیا مدعا ایسی کوئی مثال ہی نہیں کہ سوئم کا فاقہ چھوہاروں  
 پر تھا ہو۔ اور چھوہارے ہی ہوتے تو کوئی قیامت آئے گی تھی۔ حسبِ استطاعت اس سے  
 بھی بھر کر رکھتے ہیں۔ مگر صلاً کہ اعلیٰ حضرت نے خود فرمایا کوئی ذنن شرعاً مقرر نہیں۔ بتائیے  
 اس سے شریعت میں کیا مداخلت ہوتی ہے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جو ستر ہزار چھوہارے  
 کا فرمایا تو اس سے ہے کہ ستر ہزار چھوہارے پر چھوہارے۔ اس کا مدعا شریف کا ثواب  
 فوت ہونے والے کی روح کو بخشا جائے۔ اس کی طرف غایت صرف اتنی ہے خواہ کچھ بڑا  
 پھر بھی ستر ہزار کلمہ شریف پڑھا جائے اور ایصالِ ثواب کیا جائے۔ جب مصنف خود ایصالِ  
 ثواب کا قائل ہے جیسا کہ دھماکنے پر تحریر ہے تو پھر یہاں کلمہ کے ایصالِ ثواب پر بد زبانی  
 کرنے کا کونسا موقع تھا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے تو ستر ہزار لکھا تھا۔ لیکن ہائی مدر سر دیوبند مولوی  
 خود شہید حسین عرف قاسم نانوتوی صاحب اپنی تحذیر الناس کے مقدمہ پر لکھتے ہیں۔  
 حضرت جنید کے کسی مرید کا رنگ یکا یک متغیر ہو گیا۔ آپ نے سبب پوچھا بروئے کاشف  
 اس نے یہ کہا کہ اپنی ماں کو دونوں میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید نے ایک لاکھ یا پچتر ہزار بار کہیں  
 کلمہ پڑھا تھا تو یہ کلمہ کہہ کر بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے۔  
 اپنے ہی ہاں میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ دی۔ مگر کتنے ہی لوگ دیکھتے ہیں کہ  
 وہ جوان ہشتا ہشتاں ہے۔ آپ نے پھر پوچھا۔ اس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا  
 ہوں۔ مصنف دھماکا اب اپنے ہائی مدر علوی دیوبند سے دریافت کرے کہ حضرت آپ نے  
 ہیں کیوں اٹنی پھری سے ذبح کر دیا۔ ہم تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ستر ہزار کلمہ پڑھانے پر  
 معترض تھے۔ آپ نے ایک لاکھ یا پچتر ہزار کلمہ پڑھنے اور بخشنے پر دوزخ سے رہائی اور جنت میں  
 داخلہ کی بشارت دے دی۔ اور نہ صرف یہ بلکہ ہائی مدر سر دیوبند نے بھی مان لیا کہ حضرت جنید  
 تو حضرت جنید ان کے مریدوں کی اتنی طاقت ہے کہ وہ جنت اور دوزخ پر نظر رکھتے ہیں اور ان  
 علم ہوتا ہے کہ کون جنت میں ہے اور کون دوزخ میں ہے اور کس کو دوزخ سے نکال کر جنت میں



داخل کر دیا گیا ہے۔  
 یاد ہے یہ وہی جنید ہیں جو مشہور مصنف دھماکے کے لئے موت بن گئے ہیں مصنف  
 دھماکے اپنے مخصوص اذاز میں ذرا قاسم نا تو قوی کی روح سے ذرا سوال کرے کہ حضرت آپ کیا  
 فرما رہے ہیں کہ مرہک ماں دونوں میں چل گئی پھر ایک لاکھ یا پچھتر ہزار کلمہ شریف کے ایصال ثواب  
 کے بعد وہ جنت میں داخل ہو گئی۔ کیا قیامت قائم ہو گئی۔ میزان سے فراغت ہو گئی۔ ہم تو آج  
 تک اپنے قلب عام مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انیسوی کے برائے قاطع  
 کے فرمان کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم بھی نہیں مانتے اور آپ ہیں کہ  
 حضرت جنید کے مرید کو جنت و دوزخ کا علم مان رہے ہیں یہ کیا ہے؟ کہاں کی توحید ہے؟  
 مصنف دھماکے میں اگر فرقہ بھر بھی دیانت ہے تو وہ خود بتاتے کہ خدا ہی خود کشی کی ایسی  
 بدترین مثال دنیا کے کسی مذہب میں بھی دیکھی گئی۔ جنوں یا چھو باروں یا کسی چیز کے شریکار  
 عدد کا مقصد شریکار کلمہ شریف پڑھو اگر ایصال ثواب کرنا ہے اور اس پر دوزخ سے رہائی اور  
 جنت کی نشانی ملے۔ تحفہ الناس مشہور ہے۔

### مزاروں پر لڑکیوں کے چڑھاؤ کا اقرار

المفتوح حصہ موسم کے ایک حوالہ سے اخذ کیا ہے جرجی مذہب میں تو بڑے گوں کی قبروں پر چڑھاؤ  
 عورتوں کا چڑھاؤ بھی چڑھتا ہے۔ مزارات اولیاء کے قریب کے جرجیوں وہ لڑکیاں بھی لڑکیوں  
 جاتی ہیں اور مردان باصفال بھر لیاں ان سے حاجت پوری کرتے ہیں۔ دھماکے مشہور  
 اصول دیانت کا تقاضا یہ تھا کہ یہ دلیل اقرار کرنے سے پہلے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتب سے ثبوت کیا جائے کہ مزارات اولیاء اللہ پر لڑکیوں کا چڑھاؤ چڑھانے  
 اور مردوں کو ان سے حاجت پوری کرنے کا فتویٰ دیا ہے۔ لیکن بے شرمی کی بھی کوئی انتہا ہوتی  
 ہے دعویٰ کچھ اند دلیل کچھ۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت  
 سیدی عبدالوہاب اکابر اولیاء کرام میں سے ہیں۔ حضرت سیدی احمد کبیر بدوی کے مزار پر بہت  
 بڑا میدان بچھو ہوتا تھا اس مجمع میں چلے آتے تھے۔ ایک تاجر کی کنی بڑے گاہ پڑی تو گاہ  
 پیرل کہ حدیث میں ارشاد ہے۔

النظر الاولیٰ للک والمثانیۃ علیک پہلی نظر تیرے لئے ہے اور دوسری

تجربہ پہلی نظر کا کوئی گناہ نہیں اور دوسری کا مواخذہ ہوگا۔ شریک گاہ تو آپ نے جرجی مگر عجب آپ کو  
 پسند آئی۔ جب مزار شریف پر حاضر ہوئے (حضرت سیدی احمد بدوی نے) ارشاد فرمایا کہ  
 عبدالوہاب وہ کنیز تھیں پسند آئی۔ عرض کی ہاں اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہیے۔  
 ارشاد فرمایا اچھا ہم غم کو وہ کنیز ہیبت کی۔ آپ آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس آج  
 اور حضور ہیبت فرماتے ہیں ہذا ہمارا چہرہ ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقامت میں کی تھوڑی۔  
 خادم کو اشارہ ہوا۔ انہوں نے آپ کی تھوڑی۔ ارشاد فرمایا عبدالوہاب اب دیر کا ہے کی نگاہ  
 جموں میں ملے جا کر اور اپنی حاجت پوری کر۔

دیوبندیوں کے جدید و کمال مصنف دھماکے نے شرعی فقہی مسائل سے ناواقفیت اور  
 اپنے خالق کے اکابر سے دور میں مل ہوئی جہالت سے اعلیٰ حضرت کی اس عبارت پر اعتراض  
 جڑا ہے۔ اقل تو اس بدعت کو اگر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہیں تو کم از کم سیدی ام شمرانی  
 علیہ الرحمۃ اور آپ کے شیخ طریقت حضرت سیدی احمد کبیر بدوی علیہ الرحمۃ کا تو پاس درحاضر اور  
 ادب و احترام گناہا جیتے تھا۔ یہ وہ امام عبدالوہاب شمرانی ہیں جن کو مصنف دھماکے کے حکم اقامت  
 مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے "سبحان الاولیاء" مشہور پر دوبار اور مشہور امام شمرانی  
 امام شمرانی کہہ کر حوالہ جات نقل کئے ہیں۔ ان بزرگوں کا بھی نہ کم از کم اپنے حکم اقامت کی حیا  
 کی ہوتی کہ وہ انہیں امام شمرانی علیہ الرحمۃ کو امام مان رہے ہیں۔ ان کے حوالوں کو معتبر و مستند سمجھ  
 رہے ہیں۔ یہ اعلیٰ حضرت کا ایسا واقعہ کھائی من گھڑت کہانی تو تھی وہ تو صرف ناقل ہیں۔ کیا اس ساری  
 زبان طعنی اور لگھو لگھو کی زد ہوا دست علیٰ سامام شمرانی اور آپ کے پیر و مرشد سیدی احمد کبیر بدوی  
 پر نہیں پڑتی۔ اعلیٰ حضرت کے بعض دھماکے یہ لوگ کہاں کہاں تک ہاتھ صاف کر رہے ہیں۔ مصنف  
 دھماکے نے نہ تو نقل پر اعتراض کیا نہ حوالہ کا انکار کیا اور اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کیلئے اعلیٰ حضرت  
 علیہ الرحمۃ کے خلاف جو اس باری شریف کر دی۔ اس عبارت پر عنوان مزاروں پر لڑکیوں کا چڑھاؤ  
 ہی اپنے ذیل کے عنوان سے کسر مختلف ہے۔ عنوان میں تو یہ تاثر دیا گیا ہے کہ مزاروں پر لڑکیوں کا  
 چڑھاؤ چڑھتا ہے لیکن ذیل میں کنیز کا ذکر سپرد کرنے کا ذکر ہے۔ شرعی باندی کا سپرد کوئی دلیل شرعی  
 سے ناجائز ہے۔ یہ تو خدا کے قہار کا قہر غضب ہے کہ دیوبندی قوم کے علم سلب کر لیا گیا ہے۔ یہ کتنی  
 بڑی خیانت اور کتنا بڑا ذلک ہے۔ کنیز شرعی باندی کو تو لڑکی بنا دیا اور سپرد کرنے کو چڑھاؤ قرار دیا  
 اور بے ایمانی کے اس جوڑے توڑ کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ذمہ لگا کر بریلویوں کا مستقل مذہب قرار دیا کہ



مزدوں پر لڑکوں کا چڑھا دیا جاتا ہے۔ ہمیں اختصار مانع ہے قدر خود دیو بند کتب کی تصنیف  
 میں یہ کہ مسائل اور کثیر (شرعی ہادی) کے احکام تفصیل سے بیان کرتے۔ حدیث شریفہ کی بنیاد میں  
 ہے کہ حضرت ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ کہتی ہیں میں نے ایک کثیر آزاد کو لیا  
 جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے حضور کو اس کی اطلاع دی۔ فرمایا اگر  
 تم نے اپنے ماموں کو یہ کہہ دیا تو میں نے ان کو آزاد کر دینا یا تم کو دینا یا ام ولد بنانا  
 اس کے حمل کا استنشاہ کیا یا یہ شرط کہ تم اسے داپس کر دینا یا آزاد کر دینا یا تم کو دینا یا ام ولد بنانا  
 یا مکان میں کیا یہ شرط کہ اس میں سے کچھ حصہ معین منکر یا غیر معین منکر اس کی تہا کی چوڑائی  
 داپس کر دینا یا یہ شرط کہ اس میں سے کچھ حصہ معین منکر یا غیر معین منکر اس کی تہا کی چوڑائی  
 میں یہ بھی ہوگا (دہلیہ دفعہ) اور در مختار میں ہے کثیر کے حکم میں جو بچہ ہے اسے آزاد کر کے  
 میر کیا جائے۔ سادہ اگر حمل کے جاریہ کو یہ کیا جائے نہیں۔ اب دیو بند کا کثیر یا تو کثیر کے ہر کا  
 ایسا رکھتا اور اس کو شریعت اسلامیہ سے بجا لکھتا ثابت کریں (شرعی ہادی) جو بصورت ملک  
 بغیر نکاح حلال ہے اس کا حرام ہونا بحوالہ کتب احادیث و فقہ ثابت کریں یا پھر شیعہ احمد کثیر جودی  
 علیہ الرحمۃ کے کہتے ہوئے ہیں اور حضرت علامہ امام عبدالمطلب شہرانی علیہ الرحمۃ کے کثیر کو عروہ میں سے  
 جانے اور حاجت پوری کرنے پر اعتراض نہ کریں۔ کیا یہ حضرات علیہم السلام و اولیاء کا عین مسکن  
 دہا کہ جتنی بھی استدلال نہ رکھتے تھے ؟

نیز بحوالہ الابریز مشرف میں موجود ہے جہاں سے علی حضرت امام ابن مسعود رضی اللہ عنہ  
 نے نقل کیا ہے و اعتراف الابریز پر ہونا چاہیے۔ لیکن ان پر بھی کیا اعتراض جیسا کہ اپنی نوعیت  
 اور تعلقات کے ساتھ اس میں کوئی شرع قیامت نہیں جیسا کہ مفصل مذکور ہوا۔  
 وَبِكُنِ الْوَحَابَةُ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ



## ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی کا اہتمام

معتاد دھماکے سے متاثر ہو کر مسلمانوں میں بریلوی طرز کے ازواج مطہرات کی گستاخی  
 کا الزام ٹھکانا ہے مگر یہ اس کہہ ہوئی ہے کہ اپنے اکابر کو حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام  
 بلکہ خود حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی گستاخی ہے۔ ادنیٰ اندیشوں پر کچھ کہنے کی جرأت نہیں کرنا اور  
 نہ اس گستاخی و تفتیش کو گستاخی و تفتیش سمجھنا۔ اس کے برعکس عوام کی آنکھوں میں جوں  
 جوں کھٹکے گئے ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی کا حضور و رشتہ رہا ہے وہ کیا گستاخی ہے  
 جو ازواج مطہرات کی شان میں کی گئی۔ کس نے کی سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ مفسر کلمات حق  
 سوم ص ۱۰ پر لکھتے ہیں: "انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے ان پر  
 تقدیر حق و وعدہ اللہ کے لئے نفس ایک آن کو موت کا ہی ہوئی ہے پھر خود ان کو دیکھ ہی حیات عطا  
 فرمادی جاتی ہے اس حیات پر وہی احکام و فراموش ہیں ان کا ترکہ بائمانہ جائے گا ان کی ازواج کو  
 نکاح حرام نیز ازواج مطہرات پر قدرت نہیں وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں۔ بلکہ  
 سیدی محمد بن عبدالباقی رد مقانی فرماتے ہیں کہ دنیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج  
 مطہرات ہمیشہ کی جاتی ہیں۔ وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ اگر مصنف دھماکہ یہ بچتی مبارک  
 نقل کر دیتا تو اس کی بے ایمانی اس کے دھماکہ کی زد میں آ جاتی۔ اسے ازواج مطہرات کی گستاخی  
 سے کوئی سروکار نہیں ہے ایک حقیقت ہے جب یہ لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کی گستاخی کو گستاخی  
 نہیں سمجھتے تو ازواج مطہرات کی گستاخی کو گستاخی کیسے سمجھیں گے بات دراصل یہ ہے کہ سیدنا  
 اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے اس ایمان افروز ارشاد سے اس کا تقویت الایمانی و حریم خطرہ میں  
 پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ اسماعیل قبیل مر کے مٹی میں ملنے کے نائل ہیں اور اعلیٰ حضرت کا ایمان افروز ارشاد  
 حیات انبیاء علیہم السلام کی وکاسی کر تک ہے جو اس کے لئے تیر و شتر کا حکم رکھتا ہے اب اگر یہ  
 علی الامان حیات انبیاء علیہم السلام کا انکار کرتا تو برعکاس اس کی گستاخی ہے ایمانی کا اظہار  
 ہو جاتا لہذا اس نے بڑی عیاری سے ازواج مطہرات کی گستاخی کا بہانہ بنا کر حیات انبیاء علیہم السلام  
 کا انکار کیا ہے۔ حقیقتاً ہی اس کا ادلی مدعا ہے اور اگر یہ نہیں تو پھر یہ خود ہی بتا دیتے کہ جب



اس اعلیٰ حضرت کے ارشاد کی پوری عبارت میں نہ تو انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی دنیاوی پر  
 اعتراض کیا نہ احکام و رموز پر اعتراض کیا نہ ترکہ نہ بننے پر اعتراض کیا نہ انبیاء علیہم السلام کی ازدواجی  
 کے مکانات حرام ہونے پر اعتراض کیا نہ صرت نہ ہونے پر اعتراض کیا نہ قبور میں کھانے پینے اور  
 نماز پڑھنے پر اعتراض کیا تو اس کا یہ مطلب ہو گا کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی حیات حقیقی و دنیاوی  
 حیات کا نام ہے تو پھر شب باشی سے اس پر کون سی قیامت ٹوٹ پڑی اور کون سے ضابطہ کی  
 سے اس نے اس کو ازدواجی معہرات کی گستاخی پر قبول کر لیا۔ جب یہ قبور میں کھانے پینے نماز پڑھنے  
 میں کو خاموشی سے قبول کر رہا ہے۔ حیات حقیقی میں دنیاوی تک کے الفاظ پر معترض نہیں تو  
 پھر شب باشی پر ہی گستاخی کی راہ کیسے نکال لی۔ جب انبیاء علیہم السلام کو حیات حقیقی دنیاوی  
 حاصل ہے تو پھر شب باشی سے گستاخی کس طرح ہو گئی اس کا مطلب تو یہ ہو گا کہ ایک آن کے دور  
 الیہ سے قبل جب انبیاء علیہم السلام ہماری ظاہری آنکھوں کے سامنے تھے تو معاذ اللہ شب باشی  
 سے اس وقت بھی ازدواجی معہرات کی گستاخی ہوتی رہی۔ یا تو معصوف و محاکمہ ایک آن کے  
 دور سے قبل ہی شب باشی کا انکار کرے اور اگر نہیں تو پھر یہ اپنے ہی بقل شب باشی کا الزام  
 مان کر کہ یہ خود بھی ازدواجی معہرات کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوا یا نہیں؟ اور اگر یہ حیات  
 انبیاء علیہم السلام کا قائل ہے تو پھر شب باشی سے گستاخی کیسے ہو گئی؟ اور اگر خدا تعالیٰ سے اس  
 کے نزدیک گستاخی ہی ہے تو پھر شب باشی سے انبیاء علیہم السلام کی بھی توین ہوئی تو معصوف  
 دھماکنے اپنے ضابطہ کے اعتبار سے توین انبیاء علیہم السلام سے توینم پوشی کی اور درگزر سے  
 کام لیا لیکن ازدواجی معہرات کی گستاخی کو غمگین کیا۔ جو شخص ان ازدواجی معہرات کے مقدس مقامات  
 کی توین کی پروا نہ کرے وہ ان کی ازدواجی کی عزت و آبرو کے معاملہ میں کہاں تک غلصہ ہو سکتا  
 ہے؟ اس کا فیصلہ قادرین احد ہر حقیقت پند ذی فہم و شعور انسان پر چھوڑا جاتا ہے۔ اور پھر  
 معصوف دھماکہ کو اتنی شرم نہیں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں فرمائی  
 اور صاف لکھا ہے کہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی (صاحب شرح مواہب لدنیہ فرماتے ہیں  
 رؤیضا جمع از واجد و یستمتع بعین اکمل من الدنیا۔۔۔  
 شری زرقانی جلد ۶ صفحہ ۱۹۹) لہذا اعلیٰ حضرت تو صرف ناقل ہیں۔ اگر کوئی اعتراض تھا تو علامہ  
 امام زرقانی پر ہونا چاہیے تھا نہ کہ اعلیٰ حضرت پر لیکن معصوف دھماکنے نے اعلیٰ حضرت کے پیچھے  
 حوالہ کو چھلایا نہ اس کا انکار کیا نہ علامہ زرقانی سے اس نظریہ کو غلط ثابت کیا اور اندھا دھند

اعلیٰ حضرت کے خلاف اپنی خلافاتی کو پکڑا دیا۔ کہ شب باشی کی شہرت بھی ہو تو اس میں وجہ  
 اعتراض کیا ہے؟ جب انبیاء علیہم السلام بھیات حقیقی زندہ ہیں۔ اور پھر شب باشی کا لفظ بھی عام ہے  
 اور اسی کا معنی غیر مذاہنات مثلاً چہرے کو کھانے۔ شب باشی رات رتے والے ہے۔  
 شب باشی اسی نام ہی کو مستلزم نہیں ہے اور اگر یہی صورت ملو لی جائے تو کیا حیات میں ایسا  
 نہیں ہو گا؟ اور کیا قبور انبیاء و روضہ من میں یا ضلحہ نیست نہیں ہیں؟ اب آئیے دیکھ لیں  
 عظیم الامت جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی ٹیپے۔ وہ فرماتے ہیں۔ محمد اعلیٰ حضرت  
 ۔۔۔ آپ اہل میں سے تھے آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تین  
 شہروں میں غلامانہ عہدہ ایک وقت پر طے ہے۔ اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باشی  
 ہوئے تھے (حال انہ یادداشت) اب معصوف دھماکہ اپنی انٹی کھوپڑی سے کیا یہی آفتور کر دیا۔  
 کہ میں بزرگ کو مولوی اشرف علی صاحب اہل اور صاحب کرامت مان رہے ہیں وہ کئی کئی  
 شہروں میں ایک ہی شب میں شب باشی آیا ہی میں آپ فرماتے تھے۔ اب وہ خود ہی تہلکے کتب شب باشی  
 کا جو مطلب اس کے نزدیک ہے وہ ایک شب ہی کئی کئی ایک وقت میں متور و غارتی سے  
 کس طرح ممکن ہے؟ انبیاء علیہم السلام کو حیات حقیقی دنیاوی حاصل ہے یہ فقیرہ فقط سنیہ  
 اعلیٰ حضرت تا مل بر مولوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی نہیں ہے۔ علامہ اہل حافظہ الحدیث امام جلال الدین  
 سیوطی علیہ الرحمۃ نے بھی اس مسئلہ پر انباء و الاذکیاء و بیوۃ الانبیاء و قریر فرمایا اور اس کے ستم بہت  
 کے سہ علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کا نام گرا ہی کافی ہے۔ اور نہ صرف یہ بلکہ دیوبندیوں کے  
 رئیس الحدیث مولوی خلیل احمد انیسوی صاحب برائین قاضی میں اپنی اور اپنے اہل ایک گستاخی  
 پر پردہ ڈالتے ہوئے حضرت انبیاء علیہم السلام کی حقیقی دنیاوی کرامات اور علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ  
 کی تاثیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "ہمارے نزدیک ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت علی اشرف علیہ السلام  
 و سلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی ہے۔۔۔۔۔ یہ حیات برزخی  
 نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ انباء و الاذکیاء  
 بھیات انبیاء میں تصریح لکھا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین بک نے فرمایا ہے کہ انبیاء و اولاد  
 شہید کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور مولوی علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا  
 اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو پڑھنا ہے۔ الخ۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت علی اشرف  
 علیہ السلام کی حیات درموی ہے" (رسالہ المہذب از مولوی خلیل احمد انیسوی صاحب مشافہ)







بھی پڑتے ہیں۔۔۔ اسی تعداد اور انداز میں خود کشی کی ایسی بدترین مثال دیکھیں فریق کے سوا کسی اور مفہیب

میں نہیں ملتی۔۔۔  
 کی غیر متنی انقلاب آسمان ہو جائے گا  
 دین برفی پائمال سٹیاں ہو جائے گا  
 جب یہ جملہ اکابر دیر بند بغاوت حیات دنیوی کے قائل ہیں تو پھر انبیاء علیہم السلام کا  
 تہر میں دنیاوی حالات سے جھکا رہنا کون سی دلیل شرعی سے ناجائز و حرام ہو سکتا ہے ؟ اور  
 شب ہاشمی کو کس طرح ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی قرار دیا جاسکتا ہے ؟

شب ہاشمی کو کس طرح ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی قرار دیا جاسکتا ہے ؟  
 اور پھر مصنف دھماکہ کا بیان علم و حد پر بے جا دلگی و بدگوئی کے عالم میں اسکا صہارت پر بحث کے  
 دوران دماغی توازن کھو کر ٹھکے۔ محمد بن عبدالباقی نے یہ لغو بات کہاں کہی ہے جو سکتا ہے  
 اس بے چارے پر جھوٹ ہی باندھا گیا ہے اور دھماکہ صوم بھو سکتا ہے کے سوا مصنف دھماکہ  
 لایا سہا ہے۔ بے چارہ محمد بن عبدالباقی زندقہ کی نہیں بے چارہ مصنف دھماکہ ہے جس کو نہ اپنے  
 اکابر کے عقیدہ مسلک کی تحقیق نہ عام محمد بن عبدالباقی زندقہ کی عقیدہ و مسلک کی تحقیق  
 مقام نمونہ دیکر ہے جس شخص کو اپنے ہی اکابر کے مذہب و مسلک اور عقیدہ کی خبر نہ ہو وہ کس طرح اور  
 کس نمونے سے فاضل بریلین جیسے علامہ عرب و علم کے مروج کے مسلک و عقیدہ پر تنقید کر سکتا ہے جس  
 شخص کو تحقیق مذاہب اور کتب فقہ سے کوئی واسطہ ہی نہ ہو وہ کس نسبت سے کہہ سکتا ہے کہ یہ جہل  
 میں نے بھی یہ بات کہی بڑی لغو بات کہی ہے اپنی استعداد و قابلیت کو یہ حال ہے کہ یہ ۱۳۰۰ھ میں  
 عبدالباقی زندقہ کی عقیدہ و مسلک کی تحقیق نہ عام محمد بن عبدالباقی زندقہ کی عقیدہ و مسلک کی تحقیق  
 آئی ہے۔

شب ہاشمی کے نام سے تو اس پر سکتا کہ عالم جاری ہو گیا ہے لیکن اس کو کیا کہے دھماکہ مروجی  
 اشراف علی صاحب تھانی لکھتے ہیں محمد بن حسن بڑے ماریفین ہیں سے تھے۔ آپ کی کرامتوں میں  
 یہ ہے کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضور نے ایک روٹی عطا فرمائی ہیں  
 میں سے کچھ تو انہوں نے حضور کے سامنے کھائی اور کچھ اپنی برابر رکھ لی۔ جب بیدار ہوئے تو  
 (روٹی) بلا بریں موجود پائی۔ (جمال الادبیاء ص ۳۹)

اب مصنف دھماکہ بتائے انبیاء علیہم السلام بحیات حقیقی زمرہ نہیں اور ان کی حیات  
 دنیوی نہیں تو پھر خواب میں دی گئی روٹی فی الواقع کس طرح برابر میں موجود پائی گئی کیا مصنف

دھماکہ اپنے ستر ہزار چور باروں والے انرازیں میں ہیں اپنے حکیم الامت اشرف علی صاحب تھانی  
 سے دیا یہ سوال کہہ گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس قبضہ میں روٹی کہاں سے آئی۔  
 معاذ اللہ کیا حضور نے خود پکائی اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک اُشتی کو ایک ایک روٹی  
 بھی دیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ات گجگ ایک ایک ارب ہے اُشتی روٹیاں کہاں سے  
 آئیں گی۔ کون پکائے گا۔ کس طرح تقسیم ہوں گی اگر ایک روٹی دیکھنا تک کی بھی ہوتا ایک ارب  
 روٹیوں کا کتنا وزن بن جائے گا۔ تھانی صاحب کے قلم سے اس ایک بزرگ کی ایک کرامت  
 کے باعث تمام بریلوی دھماکہ کو اپنا پڑے گا۔ حضور علیہ السلام خواب میں روٹی عطا فرمادیں۔  
 اور باقی ہزار میں موجود پائی جائے تو آپ کی حیات حقیقی دنیاوی ثابت ہوئی۔ روٹی تقسیم فرمادیں  
 تو تمام نسبت ہوئے ہر نعمت کے حضور کے دست کرم سے ملتی ہے یہ ماننا پڑے گا خواب میں  
 جس طرح ایک اُشتی کو شرفِ نبیات بخشا اسی طرح ہر اُشتی کو شرفِ ملاقات بخش سکتے ہیں یہ مان  
 لیا تو اقرار کرنا پڑے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہر اُشتی سے طوق ہیں علم غیب کا آزار  
 کون پڑے گا ہر اُشتی کو ہر جگہ روٹی عنایت فرمائی گئی تو آپ کو مافوقِ ظہر ماننا پڑے گا۔ ارے  
 حکیم الامت یہ آپ نے کیا کھا اس طرح تو رہے ہے (دلیو بیری) جو پہلے ہی اقلیت میں ہیں  
 دلیو بندیت چھوڑ جائیں گے۔

مصنف دھماکہ اور اہل دھماکہ کو فوراً کرنا چاہیے جس طرح ازواج مطہرات کا پیش کیا جانا  
 دنیاوی معاملہ ہے اسی طرح روٹی خواب میں عنایت فرمانا اور بیداری کے بعد برابر موجود  
 پانا نہ صرف دنیاوی معاملہ بلکہ آپ کی حقیقی دنیاوی حیات پر دلائل کرتا ہے شب ہاشمی  
 تاکن ہے تو روٹیوں کی تقسیم کس طرح ممکن ہو گئی ؟

## بے شرع جاہل پیروں سے مرعوب کرنے کی تدبیر کا الزام

مصنف دھماکہ نے اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے زیادہ تر ہوائی باتوں اور نقائل کا  
 منظر پیش کیا ہے اور سیدنا اعلیٰ حضرت الامام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ پر ملفوظات حقہ دوم  
 کے حوالہ سے بے شرع جاہل پیروں سے مرعوب کرنے کا الزام لگایا ہے۔ ہم مصنف دھماکہ  
 سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ خود اور ان کے اکابر بے شرع اہل پیروں کو مانتے ہیں اور حقیقی شرعی پیروں  
 سے مرعوب ہوتے انسان کی نیاز مندی اختیار کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ

بے شرع جاہل پیروں سے مرعوب کرنے کی تدبیر کا الزام







کئے واضح اور صریح ارشادات ہیں بے شرع جالی پر لٹکے پھانے کے لئے اور وہ ایک انکشاف  
 فیروزہ تھا جس میں ہر صفت و صفا کے اس کو بے شرع و جالی ہی پر بیان لیا۔ اور پھر بات ہماری  
 کہ سے بالآخر ہے کہ صفت و صفا کے فاسق فی اہل پر تو مقرر ہے لیکن فاسق فی العقیدہ نام نہاد  
 بیرون شریعت و شریعت صاحب گنہگار موری اشرف علی صاحب قاضی جو شکر مزیں و مزیں اور گنہگار

ہیں کے متفق کوئی حرف اس کی زبان پر نہیں آیا۔  
**اشعار اعلیٰ حضرت**  
 اوست صفت و صفا کہ کی علمی بضاعتی و فنی پر گندگی

کام الامام امام الکلام  
 کام الملک ملک الکلام

الطہر الامام الیٰ شہد مولا شہد مولا صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت  
 علمی پر اپنے بیگانے رشک کرتے ہیں ان کی تصانیف میں علم و تحقیق کے بادل گہرے ہیں ان کے علمی و فنی  
 لازماً میں پر مرتب و مہم جو رہے ہیں۔ جن کی ایمان افروز و جد اور کیف و سرور سے ہر نوید فخر و شہادت  
 ادب و عشق و محبت کے میلے آباد ہیں۔ جن کے شاعرانہ ادب کی پختہ کاری کا نوالہ۔ اقبال و حسیف  
 جالندھری۔ حسن کاوردی اور ضیاء القادری۔ اکبر و لکھنوی جیسے مشاہیر زمانہ شہر اور نئے ماہ۔ جو توحید و نبوت  
 کے طور پر خود فرطے ہیں۔

جو کے شعر و پاس شرع دونوں کا شکر کئے کرتے  
 لا اے پیش جلوۂ زمزمہ رضا کہ یوں !!

یہ الطہر الامام الکلام ہے۔ جو آداب شریعت کی پابندی زبان کی پابندی و عبادت کی طاعت  
 الفاہکی وضاحت کام کی بافت عبادت کی رنگینی مضامین کی دکھی و فنی تشبیہات کی لہجہ استقامت  
 کی قربانے مرتب ہے جن کا کوئی شعر ایسا نہیں جس کا ثبوت آیات قرآنیہ احادیث نبویہ اقوال ائمہ و اصحاب سے نہ  
 ملتا ہو اگر کسی کو نہ ملے تو یہ اس کی اپنی علمی بے بضاعتی و فنی بخشش ۱۳۲۵ھ ہے مگر ۱۵۱۱ھ کے شریعت  
 ہوتے ہیں اس دوران سے کچھ دن مناظرے ہوئے اور ان میں کتابیں لکھی گئیں لیکن شاہیر و امام بریلوی نے  
 کسی کو الطہر کے کسی شعر یا اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوئی آج شریعت بدل آج دعا کہ کا گناہ صفت الطہر  
 کے اشارہ مبارک پر بزم خود مقرر ہوا ہے۔

ہوا میسند کی کو زکام اشراش

کہتے ہیں کہ ایک صفت و صفا کہ بزم خود بہت بڑے ادیب و شاعر تھے کسی نے ٹاکر اقبال کے  
 اس شعر کا مطلب پوچھا۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے  
 خدا بندے سے خود بڑے ہے بتا تیری رضا کیلئے

تو اس نے بحث کیا کہ خودی کو اتنا بلند کرنا چاہتا ہے کہ جلا جلا کہ تقدیر کے اوپر جا چڑھا اور  
 وہاں پہنچ کر جب تھے سڑی گئے تو صبح خدا خود تیرے سے بڑے ہے بتا تیری رضا کیلئے یہی حال  
 صفت و صفا کا ہے۔

ظہر اردن گشتا چوئے آنکھ

الطہر کا شعر اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں اس کو نالوتوری کے چھوٹے  
 جہاں غلام احمد کا مافیٰ کا امدادی سمجھ کے ناہوں کی شان میں نظر آتا ہے۔

آہ اُس شمع ستم گار سے جس کی آنکھیں  
 ذوق رکھتی ہیں دُعا کی کا بدل جانے کا۔

الطہر قدس سرہ کے اشارہ مبارک پر عقیدہ و تبصرہ کا بتدائیج میں خدا تعالیٰ کے بارے میں مضمون  
 ہمارے مذہب اسلام بتا رہا ہے اللہ تعالیٰ واجب الوجود اور شریک ہے۔ اس کے سوا جو کچھ ہے وہ حادث  
 ہے مخلوق ہے اللہ ممکن الوجود ہے اور واجب الوجود اور کوئی نہیں۔ نہ ممکن الوجود سے بالا  
 کہ بے حد حق درجہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس میں بعض باتیں تو ایسی ہیں جن پر نہ تو کسی کو اعتراض ہے نہ انکار ہے لیکن بعض باتیں محض  
 دہم خیال ہیں۔ اگرچہ صفت و صفا کہ ان کو کسی کی طرف متوجہ نہیں کیا یہ اچھا ہوتا کہ بحوالہ کتب  
 یہ بھی بیان کر دیا جاتا کہ کس نے کہا کہ بشریت کے پر وہ میں خدا زمین پر آکر ٹپا اس نے کہا خدا کسی  
 کا ماتحت ہے، کس نے کہا خدا پر کسی کا طالب ہے، کس نے کہا خدا تعالیٰ نے اپنے اختیارات  
 کو مخلوق کو مستقل طور پر دے رکھے ہیں یا اللہ تعالیٰ نے اپنی خدا کی چارچ کسی کو دیدیا ہے  
 یہ سب وہاں بیان چکر بازیاں ہیں کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے۔

کاٹن صفت اپنا اور اپنے مخاطب کا عقیدہ بحوالہ کتب محبت و بیان کرتا اور ہر کوئی تبصرہ  
 کرتا تو بھی کوئی بات تھی لیکن صفت نے ایسا نہیں کیا اور فرنی باتوں سے اپنا جی بھلایا۔ اور کچھ نہیں  
 سوجھا تو دے مارا کہ بریلوی مذہب (بشریت کے پیر دے میں خدا) خط کشیدہ الفاظ







اس شعر کے مجھے میں مصنف دھماکہ کو طوطیوں کا ناپاڑی۔ حالانکہ اس کا سیدھا سادہ  
مطلب فقط اس قدر ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) امام المذہب (خدا تعالیٰ) کے سرار کی کان ہیں اور ذات  
واجب الوجود اور ممکن الوجود مخلوق کے درمیان بزرگ سیما و قیاس ہیں اور اس کی تفصیل المصنف نے ہمارے ایک درجہ  
شرعی ہے فرماتے ہیں۔

حق یہ کہ میں عبداللہ اور عالم امکان کے شاہ  
حق یہ کہ میں عبداللہ اور عالم امکان میں عام نہیں ہمارے ساتھ ہے  
بمذہب میں وہ سرخشاہ بھی نہیں وہ بھی نہیں یعنی عالم امکان میں عام نہیں ہمارے ساتھ ہے  
جیسے نہیں بلکہ شاہ ہیں اور اللہ نہیں بلکہ عبداللہ ہیں۔ تباہی اس میں کون سا شرک ہے کون سا کفر ہے  
اور اس پر دلیل کیا ہے؟ مزید فرماتے ہیں۔

فکری میں یہ قدرت کہاں واجب میں معیت کہاں  
تیراں ہوں یہ مجاہد ہے خطا ہے مجاہد نہیں وہ بھی نہیں  
جو خیر مقام حیرت ہے۔ عظمت و شان رسالت جہادی فہم و ادراک سے بالاتر ہے ممکن میں یہ  
قدرت کہاں کہ وہ بے شریعت کو واپس کریں۔ پانچو کے دو ٹکڑے کریں۔ انگلیوں سے پانی کے چٹے جاری  
کریں۔ پتھروں سے کمرے پر حوائش مگر سرخشاہ فرماتے ہیں اللہ واجب (خدا تعالیٰ) میں معیت کہاں یہ ممکن  
ہی نہیں کہ کوئی بندہ واجب الوجود ہو واجب میں معیت نہیں۔ مگر سرخشاہ فرماتے ہیں۔ اور اپنے رب کے  
عبادت گزار ہیں بلکہ سرکار عالم امکان میں عام ہیں نہ ہی واجب الوجود ہیں بلکہ  
بمذہب میں وہ سرخشاہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

مصنف دھماکہ نے منہ پر لکھا ہے۔ جب آپ خالق ہیں تو نہیں مخلوق بھی نہیں تو آخر میں کیا ہے؟  
الذات پر ہے کہ "بریلوی مذہب والحق کو یہ اعتراف ہے کہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں  
وہ کسی قطعی اور یقینی مقدمے پر نہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ یوں نظر رکھو کہ نہ برہم ہیں نہ

اپنے بیگانے خدا ہیں ان کو !!

آپ یہ بات مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب سے پوچھیں وہ کہتے ہیں۔

رہا جمال پر ترے عجب بشریت

نہ جانا کچھ بھی کس نے بجز ستار (قصائد قاسمی ص ۱)

یعنی (یا رسول اللہ) صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے جمال پر بشریت کا عجب رہا اور آپ کو اللہ تعالیٰ

کے سوا کوئی نہ جان سکا اور لکھتے ہیں۔

عاج مقل ہے گل اُس کے نور کے آگے

زبان کا منہ نہیں بزدل میں کمرے گفتار

مصنف دھماکہ کو معلوم ہے کہ یہ عظمت و شان رسالت کا معاملہ ہے یہاں تو بانی مدرہ سرخشاہ  
کو بھی اعتراف کرنا پڑا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بجز ستار (خدا تعالیٰ) کے کوئی بھی نہ جان سکا اور ان کی  
نور کی مقل ہی نہ جاتا ہے گل اس کے نور کے آگے۔ تو پھر آپ ایک دیوبندی ہو کر اپنی عقل کی کند  
سیالانیاں بہت بخل صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالنے کی ناگاہم کوشش کیوں کرتے ہیں اور بریلویوں کو کیوں  
موصفا الزام ٹھہراتے ہیں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کسی قطعی یقینی مقدمے پر نہیں۔ جب حضور  
علیہ السلام خالق بھی ہیں مخلوق بھی نہیں تو کیا ہیں۔ اس کا بہتر جواب بانی مدرہ سرخشاہ نانوتوی صاحب  
نے قصائد قاسمی میں دیا ہے۔

کہاں وہ کرتب کہاں عقل نارسا انج

کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدار (قصائد قاسمی ص ۱)

المصنف نے اپنے اشعار میں کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور الہی کہہ دیا تو مصنف دھماکہ  
نے آسمان سرخشاہ یاد دلائے کہ مولوی قاسم نانوتوی پر کیا جانا نازل فرماتے ہیں۔ وہ مندرجہ بالا شعر میں  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور خدا کہہ رہے ہیں۔





# اول آخر کی بحث

دھاکہ کے بے بصیرت مصنف نے اپنی محدود سوجھ بوجھ کے مطابق تینوں اعلیٰ حضرت  
 امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے شہزادہ و ملا جاہ حضرت علامہ الاسلام مولانا شاہ احمد مدظلہ  
 صاحب فوروں رضوی قدس سرہ کے ان اشعار مبارکہ پر بھی اعتراض کیا ہے جن میں اول و آخر کا لفظ  
 استعمال کیا گیا ہے وہ اشعار یہ ہیں۔

کمان مکان کے چھوٹے فطرت اول و آخر کے پیر میں ہر  
 عید کی چال سے قوی ہو کہ مرے لئے کہ مر گئے تھے  
 وہاں ہے اول دم کہ ہے آخر دم کہ ہے ظاہر وہاں ہے باطن  
 اُس کے جوئے اُس سے ملے اُس کے اُس کی طرف گئے تھے

احقر

ظاہر و باطن اول و آخر یہ فروع تین اصول  
 بارگ رسالت میں ہے تو ہی کی غنچہ جز پتی شاخ (حقائق قول مش)

ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن۔ بکلی شئی حلیم۔  
 روح محفوظ مذموم۔ نہ ہو سکتے ہیں دو اول نہ ہو سکتے ہیں دو آخر۔ تم اول و آخر ابتداء تم انتہاء تم  
 مصنف دھاکہ نے ص ۲۹ پر یہ اشعار نقل کر دیے لیکن اس کو سمجھ کر لکھا شعر صیب من  
 علی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں ہے۔ اللہ ہر جم تجھے میں مصنف کی محنت یوں برباد گئی کہ ان اشعار کو  
 دلائل شرعیہ کی مدد سے غلط ثابت نہ کر سکا۔ البتہ ص ۲۹ پر قرآن کریم کی آیت ہو الاول و  
 الآخر و الظاہر و الباطن دھو بکلی شئی عظیم (پتہ تعدید)۔ اللہ تعالیٰ کی  
 شان میں ہے لکھا ہے۔

گویا مصنف کی اس تحریر سے صرف اتنا پہنچتا ہے کہ اول و آخر ہونا اللہ تعالیٰ کی  
 شان ہے اس لئے اول و آخر کا اطلاق دوسرے پر ناجائز ہے۔ اس کے متعقد جواب ہیں۔  
 اول مصنف نے شعر کے سمجھنے میں سخت غلو کر رکھا ہے۔ اس کو یہ معلوم ہی نہیں کہ اعلیٰ حضرت

کا شعر۔

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن  
 اُس کے جلوئے اُس سے ملے اُس کی طرف گئے تھے۔

کس کے تعلق ہے۔ اس کا انصاف مقب اس کو کچھ سمجھنے نہیں دیتا محنت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت  
 علیہ الرحمۃ کا یہ شعر حق تبارک و تعالیٰ کے متعلق ہے کہ وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر  
 وہی ہے باطن یعنی اللہ تعالیٰ اس کی دلیل کیا ہے۔ اُس کے جلوئے اُس سے ملے اُس کی طرف گئے تھے۔  
 کی طرف گئے تھے۔ اگر اول و آخر کے الفاظ پر مشتمل پہلے مصرعہ سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام کی ذات ہاں کو یہ جلتے جیسا کہ مصنف و صما کرتے تھے تو پھر شعر لا سارا مہم ہی ہوتا  
 ہے اور ضرورتاً اُس کے جلوئے اُس سے ملے اُس کی طرف گئے تھے سے یہ نتیجہ برآمد  
 ہوتا ہے کہ معراج پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جلتے خود حق سبحانہ و تعالیٰ تشریف لے گئے  
 تھے۔

یہ ہے دیوبندیوں کی شعر نہیں مسجد جس شخص کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ شعر میں کس لفظ کی ضمیر کس  
 کی طرف پیش ہے وہ اپنی کم علمی و بے بغاقتی کا اہم کرنے کے بجائے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی پر  
 اعتراض کر رہا ہے اور اس شعر کے مفہوم کا علیہ لگا کر لکھتا ہے۔ آپ (یعنی رسول پاک صلی اللہ  
 علیہ وسلم) خود ہی ذات اول تھے اور خود ہی آخر ہیں اور آپ معراج کی رات خود اپنے آپ سے ہی  
 ملے گئے تھے۔ (دھاکہ ص ۲۹)

حالا اگر صحیح مفہوم یہ ہے کہ وہی ہے اول یعنی اللہ وہی آخر یعنی اللہ وہی ہے ظاہر یعنی  
 اللہ وہی ہے باطن یعنی اللہ اور اُس کے جلوئے (یعنی حضور اقدس نبی اکرم رسول مہتمم صلی اللہ  
 علیہ وسلم) اُس (اللہ تعالیٰ) سے ملے اُس سے اُس کی طرف گئے تھے۔ یہ کہتے اس میں شرعاً  
 کیا اعتراض ہے۔

قصیدہ معراج کے اس حصہ میں اتنی دقیق باتیں ہیں جن کا تحقق الفاظ نہیں کر سکتے۔ اور  
 ان تک علم نامقام کی رسائی ممکن نہیں۔ ان کا بیان کر دینا اعلیٰ حضرت کا کام ہے جو لوگ ان حقائق کی  
 گردنگ نہیں سمجھتے وہ انہیں کیا جانیں وہ ضرور اعتراض کریں گے۔

باقی رہا رسول پاک صاحب کولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اول و آخر ہونا وہ اپنی  
 شان کے لائق اول و آخر ہیں۔ حق تبارک تعالیٰ اپنی شان کے لائق اول و آخر ہے اللہ عزوجل  
 باطنی اول و آخر ہیں قدیم ہر شے کے قبل ہے ابتداء کو وہ تھا اور کچھ نہ تھا اور ضرور قادر علی اللہ



۸۸  
 ہر دہم میں منی اول کہ مخلوق میں سب سے اول جیسا کہ حدیث شریف میں اقول صا خلق الله  
 نورانی۔ سب سے پہلے اللہ نے سب سے اول کو پیدا فرمایا۔ اس حدیث شریف کو یونہی  
 حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے لفظ الطیب میں منکر پر نقل کیا ہے  
 اور درہمندی قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ مستندہ  
 لکھتے ہیں شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے اقول صا خلق الله نورانی کو نقل کیا ہے اور  
 بتایا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے۔ معلوم ہوا مخلوق کے اعتبار سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ  
 وسلم اول اور اللہ تعالیٰ باری منی آخر کہ ہر شے کے ہولک و فنا ہونے کے بعد رہنے والا  
 سب فنا ہو جائیں گے اور وہ ہمیشہ رہے گا۔ اُس کے لئے انتہائیں اور حضور اقدس صلی  
 اللہ علیہ وسلم باری منی آخر کہ آپ قائم البقیۃ ہیں سب سے آخری نبی ہیں۔ مصنف و مباح  
 نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ سے بعض کے نشر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 کے اول و آخر ہونے پر اعتراض کر کے درحقیقت مرآتیت و قادیانیت کی تائید و ہموالی کی ہے  
 کیونکہ قادیانی مرآتانی بھی مولوی محمد قاسم صاحب تھانوی کی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی  
 نہیں مانتے جیسا کہ تحفۃ التماس و تہذیب لکھا ہے۔ مگر اہل ایم پر یونہی ہوگا کہ تقدیم و تاخر مرآتانی  
 میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں و لکن رسول الله و خاتم النبیین  
 فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔  
 اب معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تقدیم و تاخر مرآتانی اور  
 اول و آخر ہونے سے کیوں چڑ ہے۔ اس کی وجہ صرف مرآتیت کا حق ملک ادا کرنا ہے۔  
 باقی رہا آیت کریمہ ہوا الاقل والآخر والظاهر والباطن و هو بکل  
 شئی علیم تو شیخ المہین شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز اپنے شہرہ آفاق  
 کتاب مدارج النبوة کے خطبہ میں فرماتے ہیں۔  
 ایں کلمات اسماء زلمات ہم مشتمل بر حمد و ثناء الہی است  
 و ہم متضمن نعت و وصف حضرت رسالت پسنا ہی است (مولانا غلام)

درجہ نبوت  
 درجہ نبوت

ماخیزہ۔ یہ شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ خطبہ دارالنبوة میں فرماتے ہیں ہوا الاقل  
 والآخر والظاهر والباطن و هو بکل شئی علیم۔ ایں کلمات اسماء زلمات ہم مشتمل  
 بر ثناء الہیت تعالیٰ و تقدس کہ ملکتاب مجید خطبہ کراچی خود خواند و ہم متضمن نعت حضرت رسالت

اور مولانا فاضل علی قادری علامہ تھانوی سے شرح شفا شریف میں نقل کرتے ہیں عبد اللہ بن عباس  
 رضی اللہ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جبریل نے حاضر ہو کر مجھے یوں  
 سلام کیا السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا ظاہر  
 السلام علیک یا باطن۔ میں نے فرمایا کہ جبریل یہ صفات تو اللہ عزوجل کی ہیں اسی کو لائق  
 ہیں جو سے مخلوق کیونکہ ہو سکتی ہیں۔ جبریل نے عرض کیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ  
 حضور پر تو سلام عرض کروں۔  
 اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء و مرسلین پر ان خصوصیت  
 بخشی اپنے نام و وصف سے حضور کے نام دو وصف مشتق فرمائے۔ و سماک بالاول لانت  
 اول الانبیاء خلقا و سماک بالآخر لانت آخر الانبیاء فی العصر خاتم الانبیاء  
 الی آخر الاحسن۔ حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آخر میں میں مقدم ہیں اور  
 حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانہ میں مؤخر و خاتم الانبیاء و نبی امت کے  
 آخر میں ہیں باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی شہری نور سے سابق و  
 برافروختہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو ہزار سال پہلے اب تک لکھا پھر مجھے حضور پر نور  
 پہنچنے کا حکم دیا۔ یہ کہ حضور پر ہزار سال دو ہزار سال پہلے اللہ ہزار سال پہلے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے  
 حضور کو مبعوث کیا۔ خوشخبری دینا اور سننا اور اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلا تاوان و جگہ تا  
 سویر حضور کو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اس نے حضور کو تمام دنیا پر ظہور و علیمہ دیا اور حضور کی  
 شریعت و فضیلت کو تمام اہل سموات و ارض پر ظاہر و آشکار کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے  
 حضور پر تقدیر نہ کی ہو اور اللہ حضور پر درود بھیجے فریبک محمود و انت  
 محمدا و ربک الاول والآخر والظاهر والباطن و انت الاول  
 والآخر والظاهر والباطن۔ پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد حضور کا  
 رب اول و آخر و ظاہر و باطن ہے۔ حضور اول و آخر ظاہر و باطن ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ  
 تعالیٰ علیہ وآلہ و سلم نے فرمایا الحمد لله الذی فضلی علی جمیع النبیین  
 حق فی اسمی و صفتی یہ سب خوبیاں اللہ عزوجل کو کہ میں نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی  
 یہاں تک کہ میرے نام و صفت میں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ (تجلی البقیۃ ص ۱۲)



یعنی یہ آیت محمد الہی ہی ہے اور نعمت مصطفائی بھی۔ صفات الہی ہی ہے اور صفات  
 رسول بھی اصل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مصنف دھماکہ کو معلوم ہو کر وہی شیخ متعلق علامہ عبدالحق محدث  
 دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کو انہوں نے خود دھماکہ کے مت پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ  
 لکھتے ہیں کہ کہ معتبر رہا ہے ان کو محدث تسلیم کیا ہے۔ ان کی تصانیف کو مستند سمجھا ہے ورنہ ان  
 کی تصانیف کے حوالوں کی کیا ضرورت تھی۔ وہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس آیت کو غیر  
 کو محمد الہی ہی بتا رہے ہیں اور نعمت مصطفائی بھی۔ یہ مصنف دھماکہ کے لئے موت ہے۔  
 مصنف دھماکہ خود بتاتے کہ اس کے خانہ ساز شرک کی روشنی متعلق علامہ عبدالحق محدث دہلوی  
 علیہ الرحمۃ پر پڑتی ہے یا نہیں؟  
 مصنف دھماکہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ اول و آخر ہے دوسرے کو خواہ کسی کی ہونے سے پر  
 اول و آخر کیا شرک بتا مگر اللہ تعالیٰ تو کو ہمیشہ محبوب ہے اور ارشاد ہے یَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ  
 مَا أَغْنَىٰكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمُ۔ لیکن مصنف دھماکہ صحت پر کھتا ہے۔ لے قرآن کریم کی آیت  
 وہ قرآن کو کریم مان کر خود اپنے شرک کے فتویٰ کی زد میں خود آیا یا نہیں۔ ۹۔ جس تاویل کے ساتھ  
 قرآن مجید کو کریم کہنا ہوا اسی تاویل کے ساتھ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اول و  
 آخر کہنا جائز ہوگا۔  
 مصنف دھماکہ ص ۱۹ کے حاشیہ پر اپنے قصور میں خیرے انداز میں لکھتا ہے۔ غرض صاحب  
 بریلوی نے سے شاعر ہوتے تو اسے مبتلا قرار دے کر ہم آگے نکل جاتے۔ بر سے مٹتی ہوتے  
 تو اسے شیطانی موفیہ میں جکڑ لیا جاتی۔ کیوں کی شریعت پر مصنف دھماکہ یا اس کے آبا و اجداد کی  
 اجارہ داری ہے۔ وہ شاعروں اور موفیوں کو کوئی دلیل شرعی پر نظر اٹھانے کے تھے میں اور ان کے شرک  
 کو ایمان و اسلام قرار دے کر آگے نکل جانے کے عزم کا اظہار کرتے ہیں۔ ۹۔ مصنف دھماکہ  
 کے نزدیک اگر کوئی موفی اور شاعر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اول و آخر کہتا تو اس کو کوئی اعتراض  
 نہیں۔ موفی اور شاعر کا شرک قبول ہے۔ معلوم نہیں موفیوں اور شاعروں کو اس نے کوئی دلیل شرعی  
 سے کبھی چٹنی دیکھی ہے اور اسی کا اختیار اس کو کہاں سے مل گیا ہے۔ ۹  
 اس کے بعد ہم ذیل میں ایک ایسے صاحب اشعار نقل کرتے ہیں جو صرف ڈاکٹر تھے جو صرف  
 شاعر تھے بلکہ مصنف دھماکہ کے اپنے الفاظ میں نقاش پاکستان علامہ ڈاکٹر اقبال۔  
 دھماکہ ص ۱۹ علامہ اقبال بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں۔ ۱۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر  
 وہی قرآن وہی فرقان وہی حسین وہی طہ  
 وہ دانائے شہل خیم رسول مولائے گل جس نے  
 غبار راہ کو غشاقت رونق داد حق سینا  
 فرماتے صاحب: نقاش پاکستان علامہ ڈاکٹر اقبال کے تعلق صاف و صریح حکم  
 شرعی کیا ہے۔ ۹۔ یا تو علامہ اقبال کے متعلق حکم شرعی بیان کریں۔ ورنہ انہوں نے بتایا کہ علماء  
 عرب و عجم کے مذہب امام ابی سلت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کیا مناد ہے۔ ۹۔  
 مصنف نے علیحضرت قدس سرہ کے مطلقاً اول و آخر کے حوالے کیا ہے اپنے ہا پر تبصرہ  
 کے بعد ص ۱۹ پر شیعہ حضرت علامہ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان صاحب قبلہ خلیفہ کبر و عظیم اعظم  
 امام ابی سلت علیحضرت قدس سرہ کے جو من اشار نقل کئے تھے۔  
 هُوَ الْأَوَّلُ هُوَ الْآخِرُ هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ الْبَاطِنُ  
 بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ لَوْ أَنَّهُ حُدِثَ بِكُمْ  
 بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ ہر کہتے ہیں وہ اول نہ ہو کہتے ہیں وہ آخر  
 تم اول اور آخر ابتدا و تم انتہا تم ہو  
 حشر کہتے نہیں بھی حشر کہتے نہیں بھی  
 حشر پر اس کو چھوڑا وہ کہتے کہ کیا تم ہو  
 ان میں اول الذکر وہ اشار پر ملتے نام بھی تنقید و تبصرہ نہ کر سکا۔ اور آخری مصرع  
 خدا پر اس کو چھوڑا ہے وہی جانے کر کیا تم ہو  
 بروہی کہہ کہ ڈاکٹر جو اس سے قبل سابقہ اوراق پر کہہ چکا تھا یعنی بروہی مذہب و اصول کو یہ اعتراف  
 ہے کہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں وہ کسی قطعی اور یقینی عقیدے پر نہیں۔ اگر  
 مصنف دھماکہ اپنے قاسم العلوم والیزات مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی باقی مدرسہ دیوبند کا  
 دانہ لکھتے تھے تو انہیں قصاص قاسم سے یہ شہادت مل جاتی۔  
 رہا جمال پر ترے سحاب بشریت  
 نہ جانا کہہ بھی کسی نے تجھے بجز ستار  
 بتائے اس میں کیا فرق ہے شہزادہ علیحضرت مولانا شاہ محمد حامد رضا خان صاحب



قد ستر العزیز فرار ہے۔  
خدا پر اس کو چھوڑا ہے وہی جلتے کر کیا تم ہو

اور باقی مدرسہ و بوند مولوی محمد قاسم ناٹووی صاحب کہتے ہیں۔

نہ جانا کچھ بھی کسی نے تجھے بجز ستار

ایک ہی چیز کو دو مختلف فقروں میں بیان کیا گیا ہے۔ لیکن مصنف و محقق اس میں حنا ساز  
شریعت سے ایک کو معاف کر رہے ہیں اور دوسرے کو اسی جرم کی بنا پر مجرم ٹھہرا رہے ہیں۔

غیر کی آنکھوں کا تھک کو نہکا آتا ہے نظر

دیکھ غافل آنکھ اپنی کا ذرا شہتیر بھی

مصنف و محقق نے اسی ضمن میں مشاعرے کے حاشیہ پر املفوظ حصہ اول سے دفع

دوسرے کے لئے علی حضرت علیہ الرحمۃ کے اس ارشاد پر غصہ کیا ہے۔ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ

رَسُوْلِهِ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ يَكْفِي شَيْئًا عَظِيْمًا۔

مگر یہ نہیں بتایا کہ اس پر اسے کیا تکلیف ہے۔ ہمارے دیکھ میں تو یہ آتا ہے کہ مولوی کو یہ

ماجب قیل نے تصویت الایمان میں جو شریکات کا مخاطب جاری کیا تھا۔ اللہ کے صواب

کسی کو نہ مان "تقویۃ الایمان"۔

اور اس سے قبل مشاعرے "اوروں کو مانتا محض خط ہے"۔ لیکن

علی حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے برعکس یہ فرمایا "آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ"

یعنی میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسول پر۔ لہذا مصنف و محقق اگر علی حضرت قدس سرہ کا یہ

ایمان افروز جملہ قتیل بالاکوٹ کے وہاں نہ احکام سے معارض نظر کیا ہوتا تو کس دلیل اس

پر عبادت عادت و طبیعت سے مجبور کی کے باعث پختی کس نکالی اور اس میں راضی ہو گیا

لاش کہ مصنف و محقق اول و آخر کی بحث کا آغاز کرتے اور سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ

کے اشارہ مبارکہ نقل کرتے وقت اپنا ہی نقل کردہ شعر

ظاہر و باطن اول و آخر زین فروغ زین اصول

باغ رسالت میں ہے تو ہی غنچہ جڑ پختی شاخ

پیش نظر رکھتا اور محقق کی کوشش کو تا تو اس کی تسبیح ہو سکتی تھی اور ضرورتاً میں پہلے لفظ باغ رسالت

اس کی تسبیح کے لئے کافی ہو سکتا تھا۔ لیکن یہ ہے کہ بے حیا کفار کی قیامت کے دن اللہ عزوجل کے

حضور نہ ہو کہیں کے وہاں بھی زبان ملیتی ہی جلتے گی یہاں تک کہ زبان پر شہر فرمائی جلتے گی اور اعضا

کو حکم ہوا ہو۔ اَلَيْسَ لَكُمْ نَجَاتٌ مِّنْ اٰفْوٰا هٰجِمٌ وَنَقَلْنَا اٰيٰتِنَا فِيْمٌ وَتَشْمَكُ

اَزْجَلْتُمْ مِّنْ يِّنَا كَاَفْوٰا يَكْسِبُوْنَ۔

لہذا مصنف و محقق نے بھی بے حیا زبان و زار کفار کے اشتہار میں جو نہ صرف ایک بے ذکر

کہہ دیا اور مصنف کی پہلی سطر میں نمایاں طور پر کچھ دیا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں بریلوی واضح طور پر

حضور کو خدا تسلیم کر رہے ہیں۔

خدا خواستہ الراقی بریلوی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واضح طور پر خدا

تسلیم کر رہے ہیں تو اکا بر علماء و محدثین نے ان کو مسلمان کیوں تسلیم کیا۔ ان کی اقتداء میں نارا کو حیا نہ

کیوں نہ کر لیا۔ ان کو ہم کے مفصل بیان کر رہے۔ اللہ اور خود مصنف و محقق نے بھی

و محقق کے بتائے ہیں یہ دونوں گذارش حوالہ واقعی جو مسلمان بھارت میں رہ گئے "کہہ کر مسلمان

تسلیم کیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ توجہ و حشاشی سے یہ بھی کہہ رہا ہے یہ وہ مقام ہے جہاں

بریلوی واضح طور پر حضور کو خدا تسلیم کر رہے ہیں۔ و محقق نے

گویا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واضح طور پر خدا تسلیم کرے وہ مسلمان ہی رہتا ہے۔

یہ کہتے جہاں وہ بات پر وہاں نقل نہیں رہتا اور جہاں نقل ہو وہاں وہ بات نہیں آتی۔ ایک سائنس

میں دو متضاد باتیں اور اس پر سینہ زوری اور جملہ نامک و علول کا کچھ ٹھکانہ نہیں۔

مصنف پر علی حضرت محمد دروین وقت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصیدہ معراجیہ سے یہ شعر نقل

کیا گیا ہے۔

آنھے جو قبر وئی کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے

وہاں تو مجاہد نہیں ہوئی کی نہ کہہ کر وہ بھی نہ تھے ارے تھے

اس شعر کی تشریح میں اس کے مفہوم کا علیہ اس طرح بکاڑا گیا ہے جس طرح انہوں نے اپنے

ایمان و اسلام کا علیہ بکاڑا تھا۔ بالکل بے ربط و بے مقصد الفاظ استعمال کئے گئے۔ شعر کا

مفہوم تو یہ بیچارہ کیا واضح کرنا اس کو یہ خبر ہی نہ رہی کہ اس کا قلم کیا گھسیٹ رہا ہے۔ مصرعہ ثانی

کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے کیا گنواروں کی کس زبان استعمال کی گئی ہے۔ یہ سوال ہی پیدا نہیں

ہوتا کہ وہاں دو جہتیاں تھیں خدا اور اس کا رسول نہیں وہ نہ کہہ یہ نہ کہہ آپ ہی وہ نہ تھے یعنی خدا

نہ تھے ارے حقیقت یہ ہے کہ آپ ہی وہ تھے۔



بنایا جاتے۔ دھکا بیل اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے کوٹے شعر یا مصرعہ کی تشبیہ ہے؟  
 حالانکہ اس شعر شریف کی صاف اور سیدھی فہم و واضح تشریح ہے۔  
 اُنھے جو قہر و فدا کے پردے کوٹ کر دے تو کیا خبر ہے  
 وہاں تو خواہی نہیں دُر کی کی  
 جب وہاں دُر کی (دوسرے) کی ہا ہی نہیں تو کوٹ کر کیا خبر دے —  
 نہ کہ وہ بھی نہ تھے، ارے تھے  
 دُر کی کی نفی دوسروں کے لحاظ سے ہے (یعنی محبت و محسوس کے سوا یہ نہ سمجھا اور کہا  
 وہاں وہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہ تھے ارے وہ تھے۔ ان کے علاوہ دُر کی کی جائیں۔ لی  
 مع اللہ وقت لا یسفی فیہ تلافی مقرب و لاجی موصول۔  
 مصنف دھکا کرنے چونکہ دیوبندیت کی دلائل پر سیدھا ہات کو اُٹا کر کے پیش کرنے  
 لاکھیر کیا ہوا ہے۔ اس لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے اعلیٰ حضرت شریف حضرت دہم سے اس  
 ایمان افزہ ارشاد پر اعتراض کر دیا۔ اگر الوہیت عطا فرماتا بھی زیر قدرت ہوتا تو ضرور بھی  
 عطا فرماتا۔ بتاتے اس میں اعتراض کی کوئی بات ہے جو ایک دم معاذ اللہ باندھا دیا گیا۔  
 دھماکہ کا مصنف غالباً اس سے اس نے چونکہ پُر کا اعلیٰ حضرت کے اس ارشاد سے اس کی اس  
 کتاب کا پتہ چاک ہو گیا کہ یہ وہ مقام ہے جہاں برہم و جہل پر حصّہ کو حجت تسلیم کر  
 رہے ہیں۔ (ص ۱۱۱) اعلیٰ حضرت کے متذکرہ بالا ارشاد سے اس کے اس غریب کا بھلا ہوا پُرت  
 گیا اس لئے وہ اس پر اپنی دُرستی ناؤ کو بچانے کے لئے اعتراض کر رہا ہے۔ اگر اعلیٰ حضرت  
 برہم و جہل علیہ الرحمۃ کا یہ ارشاد اگر الوہیت عطا فرماتا بھی زیر قدرت ہوتا تو ضرور یہیں عطا (و آ  
 غلط ہے تو کیا مصنف دھماکہ کا یہ عقیدہ الوہیت عطا فرماتا بھی زیر قدرت ہے — ۹ ورنہ  
 اعتراض کا کیا حق — ۹

اُنھی سمجھ کہ کو بھی ایسے خدا نہ دے  
 دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے  
 اس کے بعد مصنف دھماکہ نور محمد نامی مجموعہ لغت مجدد بک ڈلو لکھا بازاری لفظ  
 کے سہارے آگے بڑھتے ہیں اور لکھتے ہیں مولانا احمد رضا خاں کے ایک دیوبندیوں کے اہل لغت خواں  
 نور محمد ابن آبادی اپنے مجموعہ کلام میں لکھتے ہیں۔

ہیں سو حباؤں، مصطفیٰ کہتے کہتے  
 کہتے آنکھ سے ملے کہتے کہتے  
 حبیب خدا کو خدا کہتے کہتے  
 خدا کو خدا کہتے کہتے کہتے

ان اشعار کے اعلیٰ اور مولانا نور محمد کے نام منسوب کر سنے میں کس قدر ہے ایمانی  
 کی گئی۔ اس کا اکثر نقیب تھا جب ہم نے شیخ کلام حسین کتب فروش کشمیری بازار دہریہ کا شائع کردہ  
 کتاب لغت نور محمد کو اپنی آنکھوں سے دیکھا مصنف دھماکہ کی حیاتیات میں مد نظر ہوں۔ نہ تو مولانا  
 نور محمد صاحب رحمہم اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ العزیز کے مرید ہیں  
 نہ شیخ غلام حسین کے شائع کردہ کتابچہ مولانا نور محمد ابن آبادی کا نام مذکور ہے۔ البتہ۔

حبیب خدا کو خدا کہتے کہتے  
 خدا کو خدا کہتے کہتے کہتے  
 خدا کو خدا کہتے کہتے کہتے کہتے

جو کسی غیر ذمہ دار یا بد عقیدہ کاتب کی لفظی یا بد عقیدہ کے باعث حبیب خدا کو خدا کہتے کہتے  
 لکھا گیا۔ اس مصرع میں حبیب خدا کا لفظ ہی بتا رہا ہے کہ شاعر حبیب خدا کا قائل ہے۔  
 حبیب خدا کو خدا کہنے کا قائل نہیں ورنہ حبیب خدا نہ کہتا۔ لہذا مانا پڑے گا کہ یہ مصرعہ حقیقتاً  
 اس طرح ہے "حبیب خدا مجھے کہتے کہتے اور مصنف دھماکہ کی یہ بات تو بالکل ہی غیر ذمہ دارانہ  
 اور سراسر افتراء ہے کہ ان (برہم و جہل) کے لغت خواں برہم و جہل تھے ہیں۔

جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر  
 اتر پڑا وہ دھم سے میں مصطفیٰ ہو کر

مصنف دھماکہ نے پہلے اعلیٰ حضرت کے حوالوں میں کتر بیونت اور جوہری کی۔ غلط  
 مفہوم پہناتے حتیٰ کہ مولانا نور محمد رحمہم کے ذمہ غلط اشعار تھوڑے ساں میں کی بیشک اور  
 آخر میں اگر جوہری فائز نگ شروع کر دی۔ نہ شعر کہتے والے کا نام نہ کتاب کا نام انہی سے شرمی  
 یہ کہ ان کے لغت خواں برہم و جہل تھے ہیں۔ لفظ اللہ علی لکھا دیا کی اسوالا کھر لوسیدہ دروہ کی  
 تاکہ شیخ نجدی دھم ہو۔



مستف دھماکا اشارہ اعتراضات کے خبط میں مبتلا ہو کر جوگی میں آیا ہے سوچ کے کھتا  
چلا گیا حتیٰ کہ مندرجہ ذیل اشارہ کو بھی ہدف تنقید بنایا -

وہی لامکان کے کیس ہوئے سرعوش تحت نہیں ہوئے  
وہی ہے جس کے ہیں یہ مکان وہ خدا ہے جس کا مکان نہیں (۱)  
وہی فرحق وہی خلق رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا شبہ  
نہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمیں نہیں کہ زمان نہیں

لکھتا ہے اسلام کا عقیدہ ہے کہ ہر چیز کو وجود خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے۔  
(اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ) یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ مگر بریلوی  
مذہب یہ ہے کہ ہر چیز کو وجود حضور سے ملتا ہے۔ کچھ ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا شبہ  
(ان لفظوں پر غور کیجئے) اولاً تو یہ مصنف دھماکا کتنی بڑی جہالت ہے کہ اسلام کا عقیدہ  
ہے کھڑا ہے۔ اسلام تو دین ہے عقیدہ تو اس کو اپنانے والوں کا ہوگا نہ کہ خود اسلام کا  
البتہ یہ کہا جاسکتا تھا کہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کیا اسلام خود بھی کوئی عقیدہ اختیار کرتے  
ہوئے ہے۔

ثانیاً مصنف دھماکا اپنا یہ دعویٰ کوئی شرع کے کسی حصہ سے ثابت کرے گا ہرگز  
وجود حضور سے ملتا ہے۔ اور پھر وہ دعویٰ تو یہ کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا  
کرنے والا ہے۔ تو اس پر لازم تھا کہ وہ علماء اہل سنت یا سرکار اعلیٰ حضرت کی کتب سے ثابت  
کرتا کہ علماء اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر چیز کے پیدا کرنے والے ہی  
یہ وہ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا۔ لہذا اس نے کمال ہوشیاری سے اس کے مقابلے میں یہ لکھا  
کہ بریلوی مذہب یہ ہے کہ ہر چیز کو وجود حضور سے ملتا ہے۔ پیدا کرنا اور بات ہے اور دینا اور  
بات ہے۔ ہے انہیں سے سب کہنا اور بات ہے۔ مصنف دھماکا کی جہالت ان چیزوں کو علیحدہ  
علیحدہ سمجھنے میں آڑے آرہی ہے۔ اس بچارے کو تو یہ خبر بھی نہیں کہ شعر لکھتے وقت کوئی  
نشانی لگائی جاتی ہے اور مصرعہ لکھتے وقت کوئی نشانی لگتی ہے۔ لہذا وہ اپنا اسی جہالت  
کے باعث مسئلہ پر ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب پر تبصرہ کرنے سے پیشتر اس  
مصرعہ پر شعر کی نشانی لگاتا ہے حالانکہ مصرعہ کے لئے یہ ہوتا ہے اور پھر اہل  
سلاحتوں کا فقدان ملاحظہ ہو کہ جب چاہا موقع ہے موقع الفاظ کو بریکٹ میں بند کر دیا۔

ہے رابطہ وہی مقصد بنا کر رکھ دیا۔

بہر حال اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے منکر بالادوا اشارہ سے اس کو تو خراہ کر شعر  
برا اعتراض ہے۔ پہلے شعر پر اپنی علمی بے بضاعتی کے باعث ہاتھ نہیں ڈال سکا چنانکہ اس کی  
آنکھیں اڑکتے اور سلاخی کھٹکتے تھے اس لئے نقل وہ لوگوں ہی کر دیتے۔ آدمی کی اپنی طبیعت و  
عادت کی تبدیلی ہی ہوتی ہے چونکہ یہ پہلا شعر وہی مکان کے کیس ہوئے تھا ایک لفظ  
ہی تنقید نہیں بھول سکا۔ لہذا ہم بھی اہم کو چھوڑتے ہوئے اس کے ہدف تنقید شعر  
وہی فرحق وہی خلق رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا شبہ  
نہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمیں نہیں کہ زمان نہیں

پہلی فقرہ گھٹو کرتے ہیں۔ مصنف دھماکا بریکٹ میں بند کر کے لکھتا ہے (ان لفظوں پر غور  
کیجئے) ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب۔ کیا بہتر ہو تا کہ وہ اپنے دل کا بھار  
بھوٹا ہر گز دیکھ کر اس شعر پر اُسے کیا اعتراض اور کونسا دعوہ حق ہے۔ آئیے ہم  
خود بتاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب جو شبہ عالم  
کائنات کا فائدہ قدرہ حضور آدمی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدق میں بنایا گیا اور یہ سب  
ہے انہیں کے دم قدم کی بارش عالم میں بہا رہا  
وہ نہتے عالم نہ تھا مگر وہ نہ ہوں عالم نہیں

ابن عسکر سیدنا سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضرت عزت حق جلال نے  
حضور پرورد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا بھی۔ میں نے ابراہیم کو خلیل اللہ کہا۔ تمہیں  
اپنا حبیب کہا اور تم سے نیا وہ اپنی بارگاہ میں عزت و کرامت والا کوئی نہ بنایا۔ وَفَعَلَتْ  
لَخَلْقَتِ الدُّنْيَا وَآهَلَهَا إِلَّا غَيْرَ قَسَمٍ كُنْ أَمَتَكَ وَمَنْزِلَتِكَ عِشْدَتِي  
وَنُؤْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا۔ میں نے دنیا اور مخلوقات دنیا اسی لئے بنائی  
کہ میری بارگاہ میں جو منزلت و عزت تمہاری ہے ان پر ظاہر فرما دوں۔ اگر دُا سے حبیب  
صلی اللہ علیہ وسلم تم نہ ہوتے تو میں دنیا نہ بناتا۔ یعنی دنیا و آخرت کچھ منہ ہوتی۔ کہ  
آخرت دارالجزا ہے اور دارالجزا پر دارالعمل کا تقدم ضروری۔ جب دارالعمل بلکہ عالمین ہی  
نہ ہوتے تو دارالجزا کہاں سے آتی۔ حاکم نے صحیح مستدرک میں روایت کی حضرت عزت حق جلال نے  
آدم علیہ السلام کو دیکھا بھی لَوْلَا تَحْسُدُ مَا خَلَقْتُكَ وَلَا أَرْضَاكَ وَلَا سَمَاعًا۔ اگر



کہے انہیں سے سب  
 برہمن یعنی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ایمان اور عقیدہ کی تائید و تصدیق ادا کرنا ہی تہذیب الفانی  
 یعنی اللہ تعالیٰ عنہ سے پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی ایک یا دو یا تین  
 اور ستر کی اسنت دھماکے کے قابل قبول نہ ہوں۔ اگرچہ ان کا ہر علم و ادب ہندوؤں کو متاثر نہ  
 ہیں۔ مگر چونکہ نفسا کو دھماکے کی قوت و رسالت کے مثلنے اور گھسانے میں اس کا قوت  
 اکابر سے بھی مختلف ہے۔ سیل کے گشت اور ان میں بیان کرتے ہیں اور آگے بھی کہہ گئے۔  
 لیکن تہذیب الفانی قدس سرہ کی ذات گرامی اس کے نزدیک یقیناً معتبر اور گہمت ہے۔ کیونکہ  
 یہ خود دھماکے کے پر سرکار سر پرندہ شریف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے کمر آشوب  
 و خرم کتاب ۲۲ سے ایک حوالہ نقل کر چکا ہے اور وہ ۲ پر بھی ادا کرنا ہی تہذیب الفانی کو متاثر نہ  
 کھلے اب ہمارا بھی کا حوالہ پیش کرتے ہیں جن کو یہ انکار جاتی عقیدہ الفانی کہتا ہے۔ ان کے کہنا کہ  
 حکویات خسوف کبر و معتبر و متبرک کہتا ہے۔ ملاحظہ ہو یہ بھی ادا کرنا ہی تہذیب الفانی کو متاثر نہ  
 فرماتے ہیں۔ حدیث قدسی سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ  
 تبارک و تعالیٰ سے عرض کیا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ بَاۡدَاۡ صَاسُوۡاۡ الْکُوۡکُبَ اِنْ خَلَقْتَ۔ میں  
 اے اللہ تو ہے اور میں ہوں اور عیسےؑ سوا کسی ہے سب کا کہنے سے تیسرے نے چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ  
 نے اسے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا والحمد للہ انما طاعت دعا سواک خلقت لاجلک  
 نے محبوب میں ہوں کہہ گئے اور میرے ہوا جو کچھ ہے سب کو کہنے سے تیسرے نے چھوڑ دیا  
 پسد الیہ ہے۔ (کتوبات شریف جلد دوم کتابت مش) ادا ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں  
 اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا۔ کُوۡلَاۡکَ کَمَا  
 خَلَقْتَ الْاَفْلاَکَ۔ کُوۡلَاۡکَ کَمَا خَلَقْتَ الْاَفْلاَکَ۔ کُوۡلَاۡکَ کَمَا خَلَقْتَ الْاَفْلاَکَ۔ کُوۡلَاۡکَ کَمَا  
 الْاَفْلاَکَ۔ میں کہے محبوب اکرم کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو میں آسمان کو پیدا نہ کرتا مگر  
 الترتیبیہ۔ میں کہے محبوب اکرم کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو میں آسمان کو پیدا نہ کرتا مگر  
 تہا لا پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو میں زمین کو پیدا نہ کرتا۔ اگر تو بار پیدا کرنا مجھے منظور نہ ہوتا تو میں

اپنا رب ہونا چاہتا ہے کہ دنیا (موجودات مرئیہ) حضرت امام ربانی محمد الف ثانی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے جس کے بعد کہ وہ اپنے رب سے ملے گا۔

۹۹

اسے محبوب سب کو میں نے تیرے سے بدل لیا ہے تو بات بڑا ہے۔ انہیں کا سب معلوم بڑا کر سکا۔ اعلیٰ حضرت کا فر ہے، چوں سے سب ہے انہیں کا سب آوارہ و گمراہ اور تباہی آگاہی و اللہ ثانی علیہ الرحمۃ کے اقوال ہیں کا مخلص و مقتدر بار ہے اور مصطفیٰ و مہمکار و حقیقت و اعلیٰ حضرت پر تیرا ازای کے پروردگار و حقیقت احادیث و مہمکار کو جھٹلا رہا ہے اور عقیدہ اللہ ثانی علیہ الرحمۃ پر تیرا ازای کر رہا ہے۔ جب احادیث شریفہ اور اقوال کا آرائی علیہ الرحمۃ سے یہ ثابت ہو گیا کہ انہیں سے سب ہے انہیں کا سب تو پھر صمد ثانی پر کیا اعتراض رہا۔ مصطفیٰ و مہمکار خود تفسیر کے ان تصریحات کی روشنی میں کیا

نہیں ان کی حکم میں آسمان کی زمیں نہیں یا زماں نہیں۔ — ۶

بالی مدرسہ عربیہ اسلامیہ قضا و تفسیر ص ۱۰۸ پر لکھتے ہیں۔

نہیں ان کی ملک میں آسمان کو زمین نہیں یا زراں نہیں — —

ظہیر آپ کے لئے کائنات کی ہستی

کما ہے کہ یہ رقم کو مبدا و الاثار

جلو میں آکر سے آئے اسی سے تا اب خود

قیامت آپ کی بحق دیکھئے تو رک رہتا

اس پر حضرت کسٹرو ادا نہیں کیجئے۔ حضورؐ کی اکرام رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حکایں  
آسمان اور زمین و نہالی ہیں یا نہیں یہ ملاحظہ فرمائیں مجبوراً یہ ہے کہ کسٹرو فیضیائے  
و کثافت خلقت ضعیف اور بیشک متعصب تھا ہاں رب نہیں اکتا دے گا کہ تم راہی ہو جاؤ  
گے۔ اور الگ دوسری آیت کریمہ میں فرمایا انا ان غطینا انک انکوشہ۔ اسی کے ترجمہ  
شاخ کردہ شجر برکت علی اند ستر کشمیری بازار لاہور میں دیہندگی حکیم الامت مولوی اشرف علی  
مٹوالوی صاحب لکھتے ہیں۔ بیشک ہم نے آپ کو کوشہ (ایک خوش کام) اور خیر و کیش و کیشی  
موجی و اصل ہے عطا فرمائی (ترجمہ قتالوی صاحب مثلاً) قرآن مجید میں ہے۔ کلّ متاع  
الدنّ دنیا فلیش بہاں کل متاع دنیا کو فلیش فرمایا لیکن اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
کو جو کچھ عطا فرمایا وہ کیش نہیں، اکثر نہیں بلکہ کوشہ ہے یعنی بہت ہی زیادہ اور اس سے قبل فرمایا  
تھا ہاں رب نہیں اکتا دے گا کہ تم راہی ہو جاؤ گے۔ جب حق تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب کو  
بہت ہی زیادہ دیا اور اکتا نہ کیا وہ کیش پر فرمایا تم راہی ہو جاؤ گے تو پھر زمین آسمان کی ایک شے ہے  
جو حضور اقدس علیہ السلام کو عطا نہ فرمائی گئی ہوا حد آپ کی حکمت نہ ہو۔ نیز قرآن مجید میں ہے

卷之五



وَمَا فَتَنُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَتْلِهِمْ ۚ أَوَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَاتٌ أَنْ يَسْتَغْنُوا ۚ

لگا۔ یہی ذکر اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔  
غنی (دولت مند) کون کر سکتا ہے جس کے اپنے پاس سب کچھ ہو۔ یا وہ جو کسی چیز کا  
بھی مختار نہ ہو جس کے پاس اپنا گزarah ہو وہ کیا غنی کر سکتا ہے۔ غنی وہی کر سکتا ہے جس  
کے پاس سب کچھ ہو۔ ظاہر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حکیت میں سب کچھ ہے۔  
حدیث شریف میں ہے۔

بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور مالک المصباح صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں بَلِّغْنَا مَا نَسَمُّ إِذْ جِئْنَا بِسَلَامٍ خَرَّ رَجُلٌ لَدُنْهُ  
خَدِجَتْ فِي يَدَيْهِ ۚ میں سوسا تھا کہ تمہاراں زمین کی گتیاں لائی گئیں اور میرے  
دونوں ہاتھوں پر رکھ رکھ گئیں۔ معلوم ہوا کہ ساری زمین کے سارے خزانوں کی ساری گتیاں  
اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرما کر مالک و مختار بنا یا جسے تو  
نکل جاتی ہے سچی بات سُنْہ سے مستحق ہیں۔

کے زیر مصداق باقی مدد دیو بند جناب مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کو بھی اعتراف کرنا پڑا  
لکھتے ہیں۔

زمین پر جیلہ ناما میں محمد قاسم صاحب  
یہاں نانوتوی صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار تسلیم کیا ہے اور لکھتے ہیں  
شکر اس کی اگر حق سے کچھ لیا جائے تو اس سے کہہ کہ اگر اللہ سے ہے کچھ دیکھ  
یہی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب  
بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مقرر مقرر  
جو وہاں سے ہو ہیں کے ہر جویہاں نہیں تو وہاں نہیں

ان روشن آسرخات کے بعد کوئی اندھا ہی اس بات کا انکار کر سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے  
یہ غلط لکھا ہے کہ ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب۔ باقی رہا شعر کا ابتداء کی حقیقت  
- وہی نور حق وہی خلیل رب تو اس کا ثبوت اقل و آخر اور نورانیت کی بحث میں احادیث شریفہ  
اللہ اکبر دیو بند کے حوالہ سے گندہ چکا ہے۔

# حضرت غوث پاک

کو

## کن مکن کے اختیارات

مصنف دھما کہ اس عنوان کے تحت لکھتا ہے حضور کو دے لفظوں میں خدا بنا کر  
سارے اختیارات حضرت غوث پاک کو دواتے ہیں۔

بھلا اس سے بڑھ کر مصنف کو تو سیدنا غوث اعظم سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت ہوگی اور حقانیت مذہب الہی مستحق اس سے بڑھ کر اندکیا دلیلی ہو سکتی ہے کہ ان کا  
بدترین دشمن اللہ بدگو اور آپ کے خداداد فضائل و کمالات کا منکر بھی آپ کو حضرت غوث پاک کہ  
رہا ہے اور ایک جگہ نہیں متعدد مقامات پر کبہ رہا ہے ملاحظہ ہو دھما کہ ص ۳۵ و ص ۳۶ ص ۳۷  
ص ۳۸ (مثلاً ادا دیر ص ۳۸ از حاجی امداد اللہ صاحب) وغیرہ۔ غوث کا مستحق ہے فرما دیکھیں  
والہ۔ ملاحظہ ہو فرورہ اللغات ص ۳۵

اب اس سے آدمی سے کون پوچھے کہ جناب جب تم خود انہیں غوث پاک مان رہے ہو تو  
آخر خدا کس بات کا ہے جب حضور سیدنا غوث پاک سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما دیکھ  
پہنچنے والے ہیں تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہہ دیا تو کونسا قصور کیا۔

احمد سے احمد اور احمد سے احمد کو  
کن اور سب کن مکن حاصل ہے یا غوث  
تصرف والے سب منظر ہیں تیرے

تو ہی اس پر دے میں فاعل ہے یا غوث (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مصنف دھما کہ اگر ایک دو جگہ غوث پاک لکھ دیتا تو کتابت کی غلطی پر محمول کر لیا جاتا  
لیکن بکثرت مقامات پر غوث پاک کہنا فی الحقیقت ایک تابندہ و درخشندہ کرامت ہے۔ حضور سیدنا  
غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب غوث فرما دیکھنے والا سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو  
تسلیم کر لیا تو یہ ماننا پڑے گا کہ وہ ہر فرما دیکھنے والے سے واقف ہیں اور ہر ایک کا علم ہے



خواہ وہ دنیا کے کسی علاقہ و خط میں ہو۔ اور اس بات کا اقرار بھی کرنا پڑے گا کہ حضور غوث پاکؑ کی ان  
 تعالیٰ خواہ فریاد کرنے والے ہزاروں ہزاروں کی فریاد کو پہنچنے میں اور ایک وقت میں متعدد  
 مقامات پر جلوہ گر ہو سکتے ہیں۔ جب وہ ہزاروں فریاد کرنے والوں کی فریاد کو پہنچتے ہیں تو سب کی  
 حاجتیں یقیناً ایک ہی جگہ سے ملتی ہیں تو مختلف لوگوں کی مختلف حاجتوں کو پورا فرماتا۔  
 کن ممکن کا اختیار نہیں تو اور کیا ہے یا تو سب سے آپ کے غوث (فریاد کو پہنچنے والے)  
 کا کام کرتے ہیں لیکن اس اقرار کے بعد کہیں جلتے فرار نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ فریاد کو  
 پہنچنے والے تو ہیں لیکن پہنچ کر کسی کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکتے ہوں تو پھر پہنچنا ہی بیکار جب پہنچنے  
 کی طاقت حاصل ہے تو پھر یہ بات بڑے لاکھ  
 احمدی احمد اور احمد سے تھو کو  
 کن اور سب کن ممکن حاصل ہے یا غوث  
 ایک بیچارہ مصنف دیکھا کہ یہی بات دیکھ کر ہندو مولوی اسماعیل صاحب دہلوی مصنف  
 تفسیر بیہ الایمان اپنی ملازم مستقیم کے ساتھ دہلی پر مولوی مناظر حسن صاحب کیلانی صدر  
 دیوبند مولوی حسین احمد صدیقی کا لکھی کی صدقہ اور حجاب قاری طیب صاحب کی تصحیح کہ سورۃ ناک  
 میں جلد ۱ پر مولوی عاشق الہی صاحب میرٹھی تذکرۃ الرشید کے صفحہ ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ پر  
 غوث اعظم و غوث پاکؑ غوث الثقلین کہہ کر آپ کو فریاد کو پہنچنے والا تسلیم کر رہے ہیں تو پھر  
 مصنف دیکھا کہ کن ممکن کے اختیار سے انکار سراسر ہے معنی اور معنی پر حماقت ہے اور اس  
 کا انکار ہی کر سکتا ہے جس کے دماغ میں دیوبند ہو۔  
 ہم آگے چلے کر اس کو قرآن مجید و احادیث شریفہ و اقوال ائمہ و مشائخ کرام بلکہ اکابرین  
 دیندہ سے پوری طرح واضح کریں گے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ قارئین کو یہ بتانا بھی ضروری ہے  
 کہ مصنف دیکھا کہ بھی ہے اور تھوٹے آدمی کا حافظہ نہیں رہتا۔ دیکھو جو لکھتا ہے۔  
 "یہ وہ مقام ہے جہاں بریلوی واضح طور پر حضورؐ کو خدا تسلیم کر رہے ہیں۔" صفحہ ۳۰  
 اس کے بعد لکھتا ہے۔ "حضورؐ کو دیکھ لفظوں میں خدا بنا کر پھر سارے خدائی اختیار حضرت  
 غوث پاکؑ کو دلاتے ہیں۔" (دیکھا کہ صفحہ ۳۲) جب واضح طور پر خدا تسلیم کرنے کا الزام لگا چکا ہے  
 تو اس کے بعد آخر بے باؤں خدا بنانے کا الزام لگانے کا یہ مطلب ہے ایک ہی سانس میں بدعت خدا  
 دوسرے کیا پاگل ہیں کی علامت نہیں۔ اور پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے متذکرہ بالا اشعار کی  
 یہ غوث الثقلین کے معنی ہیں اللہ و جن کی فریاد کو پہنچنے والے۔

۱۳۳  
 من گھڑت تشریح میں یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ سے حضور پاکؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور حضور سے  
 آپ (غوث پاکؑ) کو کون کے سب اختیارات مثال ہیں جیسے خدا کی شان ہے۔ دیکھا کہ صفحہ ۳۳  
 بتا چکے کہ یہ جیسے خدا کی شان ہے یہ شعر کے کس حصہ کا ترجمہ ہے۔ "خدا تعالیٰ کی رحمت  
 ذاتی ہے اقدس و اذلی ہے اور محبوبان خدا کو بعد اختیارات عطائی ہیں بلا عطاء خداوندی ایک  
 ذرہ کا اختیار نہ تھا کسی گھٹے۔" اور خود تیسرا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے خالص الہی حق و حقیر  
 میں ان امور کو مفصل بیان فرمایا ہے۔ اور جب واضح طور پر یہ موجود ہے۔  
 کن اور سب کن ممکن حاصل ہے یا غوث  
 کیا حاصل ہو گا اس بات کی دلیل نہیں کہ قال اللہ تعالیٰ کے برابر یا اللہ تعالیٰ جیسے یا اللہ تعالیٰ  
 جتنے اختیارات کا عقیدہ نہیں رکھتا۔ اگر یہ نہیں تو پھر بعض اختیارات کے تو اکابر دیوبند بھی قائل  
 ہیں جن کو کن میں شامل کیا جاسکتا ہے جن کا مفصل بیان آگے آرہا ہے، تو کیا یہ خالص شرک نہ ہو گا؟  
 کیا بعض امور میں شرک میں اسکا ہو جائے گا، کیا شرک اسی وقت شرک رہتا ہے جب بعد اس میں کسی کو  
 خدا کا شرک ٹھہرا جائے۔ "۔ مصنف دیکھا کہ ان اشعار و عبارات کے بعد اعلیٰ حضرت پر  
 اہل سنت و جماعت اللہ تعالیٰ عزوجل کا ایک اور شعر کا قسم کا نقل کیا ہے۔  
 ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مفتار بھی ہے  
 کار عالم کا مدیر بھی ہے عبدالقادر  
 میرے خیال میں یہاں اور یہ شعر نقل کر کے اپنے خیال یا خواہش یا مزاج میں معاملہ نہ سمجھ کر سراسر  
 جہالت اور اکابر ائمہ و محدثین کے اقوال سے بے خبری ہے۔ کاش مصنف نے اعتراض ماری سے  
 قبل شیخ محقق ملا شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی زبدۃ الآثار تخلصیں سمجھ کر اسرار کا  
 مطالعہ کیا ہوتا تو اس قسم کے اعتراضات کی جرأت نہ کرتا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے متذکرہ بالا ہر دو اشعار  
 "زبدۃ الآثار سمجھ کر اسرار کے کلام سے ہی مایوس ہیں ملاحظہ ہو۔  
 شیخ عزاز بلبلہ بھائی نے پیشگوئی کی تھی کہ شمس میں ایک لڑکوں جس کا نام تیفہ یا عبد القادر  
 ہو گا ظاہر ہو گا۔ اس کی ہدایت سے ہی مقامات و ولایت ظاہر ہوں گے اور اس کی جلالت سے کرامات  
 ظاہر ہوں گی وہ ہر حال پر چاہا جائیں گے اور محبت خدا و ذی کی بندوں پر پہنچ جائیں گے  
 تمام عالم امکان ان کے حوالے کر دیا جائے گا۔  
 شیخ منصور بطاحی کی مجلس میں جناب غوث الاعظم کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا عنقریب وہ وقت



آنے والا ہے کہ سیدنا عبدالقادر کو بہت جلد مقام مل جلتے گا۔ دنیا کے تمام عارفین اُن کے ماتحت ہوں گے اور انہیں اس حالت میں وصال ہوگا کہ ان سے بڑھ کر خدا اور رسول کی نظروں میں زمین پر محبوب ترین انسان دوسرا نہیں ہوگا۔

حضرت شیخ محمد وہاب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چاہتے تھے تو آپ نے فرمایا: اگرچہ سیدنا عبدالقادر بھی نوجوان ہی مگر میں اُن کے سر پر دو جہنم سے لگے دیکھ رہا ہوں۔ یہ جہنم سے ولادت کے ہیں۔ ان جہنموں کی فرمانروائی تخت المرئی سے لیکر ملکوت اعلیٰ تک ہے۔ (زبدۃ الآئینہ خلیص ج۱ ص ۱۰۱) شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور اس کے عقیدہ آسا گئے ہیں۔ ابو سعید قلیوی سے قطب وقت کے اوصاف دریافت کئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ قطب تمام امور وقت کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے اور کون و مکال کے تمام امور کا اختیار اسے دیدیا جاتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا پھر ایسا قطب وقت آپ کی نظروں میں کون ہے۔ آپ نے فرمایا شیخ سید عبدالقادر جیلانی کی ایسی شخصیت ہیں۔

شیخ عقیل منہجی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جناب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ بیان کیا گیا کہ ایک نوجوان رضی اللہ عنہ میں قیام ہے تو آپ نے فرمایا اس کا حکم تو آسمانوں پہنچ چکا ہے وہ ہزارین سالن نوجوان ہے۔ ملکوت میں اسے سفید باز کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ (زبدۃ الآئینہ خلیص ج۱ ص ۱۰۱)

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اپنے چچا ابوالغنیب سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ (۵۶۰ھ) جناب غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو آیا۔ میرے چچا نے آپ کا نہایت ہی ادب کیا۔ آپ کے سامنے دو زانو ہو کر غرض کہ وہ مجھے رہے۔ جب میں مدرسہ نکلا میں گیا تو اپنے چچا سے پوچھا کہ آپ اس قدر مؤدب کیوں ہو گئے تھے۔ آپ نے فرمایا میں ادب کیوں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اختیارات و جود و ملکوت میں بھی عطا فرماتے ہیں۔ میں اس کا ادب کیوں نہ کروں جب اللہ تعالیٰ نے میں ادب کرنے کا حکم دیا ہے۔

شیخ موسیٰ الزملی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ کا نہایت ادب کیا کرتے تھے۔ جب لوگوں نے وہ دیانت کی تو فرمایا کہ وہ سلطان الاولیاء ہیں اور سید العارفین ہیں۔ میں ان کیسے ادب نہ کروں۔

جبکہ ان کے سامنے فرشتے بھی ادب سے حاضر ہوتے ہیں۔ (زبدۃ الآئینہ خلیص ج۱ ص ۱۰۱)

ابو محضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصور تو صرف اتنا ہے کہ شیخ المحقق شیخ محقق علامہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے کلام اور شیخ عزاد بجا بھی، شیخ منصور بجا بھی، شیخ حماد وہاب، شیخ عقیل منہجی، شیخ شہاب الدین عمر سہروردی، شیخ موسیٰ الزملی قدس سرہ رحمہ صیہ الاولیاء اللہ کے اقوال و بیانات کو منظم کر دیا۔ لیکن مصنف دھما کہ اپنی آنکھوں پر انداز کی مضبوط پٹی باندھ کر مذکورہ بالا اولیاء کرام اور شیخ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی طرف تو دیکھتا بھی نہیں اور نہ ہی بدذاتی و الزام تراشی کا مظاہرہ ابو محضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی کے خلاف کر رہا ہے۔ جیسے اس کی زبردہ راست مذکورہ بالا اکابر اولیاء کرام قدس سرہ رحمہم و شیخ محقق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ پر ٹپکتا ہے یا نہیں۔؟ اور ابو محضرت امام اہل سنت کا یہ شعر ہے

ذی تعریف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے  
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر

اس کا کوئی حصہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے کلام سے مختلف ہے۔ یہ وہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں جن کو سوانح قاضی صاحبؒ پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور فتاویٰ رشیدیہ میں لکھو ہی صاحب معتبر رہتے ہیں اور علامہ خود مصنف دھما کہ بھی ص ۱۰۱ پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھ کر معتبر رہتے ہیں۔ معاذ اللہ کیا شیخ محقق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور مذکورہ بالا حضرات اولیاء و مشیوخ کرام مشرک تھے آخر کچھ تو شرم و حیا پہنچتے۔ مصنف دھما کہ نے جہلگئے جہلگئے عقوقات ابو محضرت حصہ اول و ۱۲۹ ص ۱۰۱ حوالہ نقل کر کے اپنی کور باطنی کاثوت دیلے کہ بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔ اس پر اسے کیا اعتراض ہے اور اس کی دلیل کیا ہے؟ بلا غور و فکر محض حوالہ نقل کر دینا ہی تو کافی نہیں ہوتا۔ مصنف دھما کہ اور دیوبند سے نجد تک کے دہائیکہ کو جان لینا چاہیے کہ یہ فاضل بریلوی ہیں اُن پر اُن کے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ کرم ہے کہ ان کی زبان و قلم سے کوئی بات بلا دلیل و ثبوت نہیں نکلتی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ معاندین مگر میں مار مار کر مر جاتی ہیں اور انہیں حوالہ نہ ملے۔ یہ ان کی اپنی ہے بس تو ہو سکتی ہے مگر سرکار ابو محضرت مجدد دین و ملت کے ان ایسا نہیں کہ کوئی بات بلا دلیل و ثبوت کہی جلتے۔



۱۰۶  
 کاش مصنف دھماکے کی بجائے بھگتے بھگتے اپنے اس مرض  
 لا رونا رہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **الْأَبْدَانُ فِي أُمْنٍ مَلَكُوتٍ**  
**يَحْمِلُهُمُ الْإِنْسَانُ وَنَحْمُ تَسْطُرُونَ وَنَحْمُ تَسْطُرُونَ**۔ ابدال میری اُمت  
 میں ہیں! انہیں سے زمین قائم ہے۔ انہیں کے سبب تم پر مینہ اترتا ہے۔ انہیں کے ہاتھ  
 نہیں دوڑتے ہیں۔ **أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْكُفْرَ مِنْ عِبَادَةِ اللَّهِ تَعَالَى عَنِ**  
**إِسْنِدٍ صَحِيحٍ**۔  
 مصنف دھماکے کی دیر دیر اس انتہا کو پہنچی ہے کہ وہ اپنے مہر و مظاہر علم  
 واقفیت کا نام تو کرتا نہیں اور بڑی دھماکی سے جو بان خدا کے خدا و افضال و کمالات  
 کا انکار ہے دریغ کرنا چلا جاتا ہے۔ مستند کتاب کے مولانا احمد رضا حضرت شیخ  
 عبدالقادر جیلانی کی طرف نسبت کر کے لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا **أَقْدَابُ فَلَوَاحِشٍ** نہیں کرتا جب  
 تک مجھے سلام نہ کرے۔ یا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے۔ **وَالْأَمْنُ وَالْعِلْمُ**  
 اور یہ مولانا احمد رضا کے صاحبزادے مصطفیٰ رضا کا کتاب **شرح استمداد** میں لکھتے ہیں۔  
 "اولاً میں ایک مرتبہ اصحاب النکوحین کا ہے جو حیرت میں وقت چاہتے ہیں موجود ہو جاتی ہے  
 جسے کن کہا دھما ہو گیا۔ (شرح استمداد مستند)  
 مصنف دھماکے کے حملے تو بڑی جلدی نقل کر دیے مگر سیدی امام ابی سنت محمد دین و  
 ملت قدس سرہ العزیزہ اللہ سیدی امام العلماء حضور مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب  
 مدظلہ العالی نے جو زبردست دلائل قائم فرماتے ان کو چھوٹے جوتے مصنف کے دانت  
 کٹے ہوتے تھے۔ دیوبندی قوم میں ذرہ بھر غیرت اور سنی بھروسہ تھا تو اعلیٰ حضرت فاضل  
 بریلوی اور آپ کے شاگرد و الا جاہ حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب  
 قبلہ مدظلہ العالی کے دلائل کا توڑ کتے زبانی باتوں سے نہ پناہی پہلاتے نہ عوام کو گمراہ کرنے  
 کی سعی کرتے۔ معلوم نہیں مصنف دھما کی ہمت کہاں رخصت ہو گئی تھی۔ حوالہ تو نقل کر دیا  
 مولانا احمد رضا الامین والعلیٰ میں یوں لکھتے ہیں۔ مولانا احمد رضا کے صاحبزادے مصطفیٰ رضا  
 شرح استمداد میں یوں کہتے ہیں۔ ٹھیک ہے کہتے ہیں مگر کیا آپ کی طرح بے دلیل و بے ثبوت  
 کہتے ہیں وہی خیالی اور نہانی باتوں سے دل پہلاتے ہیں۔ انہوں نے دیوبندی قوم پر دلائل کی  
 ایک دیوار کھڑی کر دی ہے۔ زبان دلازی اور قلمی خرافات کے تحت سے تجربے کو ہموار ہے ہیں

۱۰۷  
 لیکن انہوں نے جو کچھ لکھ دیا اور جو دلائل قائم فرماتے ان کا جواب کہاں ہے۔  
 الامین والعلیٰ اور مشورۃ استمداد آج بھی ہیں۔ الامین والعلیٰ  
 کا سن تالیف ۱۳۳۸ھ الاستمداد کا سن تالیف ۱۳۳۸ھ ہے۔ گویا الامین والعلیٰ  
 آج سے ۸۵ سال قبل اور الاستمداد آج سے ۵۹ سال پہلے سے شائع ہوئیں۔ جب  
 سے اب تک مولوی قاسم صاحب نانوتوی پانی پور سر دیوبند۔ مولوی رشید گنگوہی صاحب  
 مولوی اشرف علی تھانوی صاحب۔ مولوی علیل احمد انیسٹری صاحب۔ مولوی انور کا شمیری  
 صاحب اور مولوی محمد الحسن دیوبندی صاحب جیسے کئی ہونے والے گزشتہ سے لیکن کسی کو  
 الامین والعلیٰ یا الاستمداد کے ایک حرف پر بھی جرات لب کشائی نہ ہوئی یا  
 اکابر دیوبند ۸۵ سال تک شرک قبول کرتے رہے۔ اور آج دیوبندی قوم میں مصنف دھما کے  
 ہی ایک فاضل اور شیک و توجہ میں امتیاز کرنے والا پیدا ہوا۔ دیوبندی قوم مصنف دھما کی  
 بھتیجیوں پر غش تو ہو سکتی ہے لیکن دنیا اب بہت آگے نکل چکی ہے اب علم کی آنکھوں کی دھول  
 نہیں جھونکی جاسکتی۔ ہر ذی اہم و شعور و منصف مزاج دیکھ رہا ہے جب امام ابی سنت سیدی  
 اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلم کا جواب نانوتوی، گنگوہی، تھانوی، انیسٹری وغیرہ سے  
 نہ ہو سکا تو پھر مصنف دھما کیسے شمار و قطاریں ہے۔ بلاشبہ  
 یہ وہ دوبار سلطان قلم ہے!  
 یہاں پر سرکشوں کا سر قلم ہے  
 اب آئیے سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیزہ نے جو کچھ ارقا فرمایا اس کا  
 حوالہ دلائے فرماتے۔ لکھتے ہیں امام ابی سنت سیدی نور الدین، ابوالحسن علی شافعی قدس سرہ  
 الرزاقی (جنہیں امام علیل عارف باللہ سیدی عبداللہ بن اسعد مکی یا مکی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ  
 نے صراحتاً الجنان میں الشیخ الامام الفقید العالم المحقر ادنیٰ سے  
 وصف کیا۔ کتاب مستطاب بہجتہ الاسرار شریف میں بسند خود روایت ہیں اخبارنا  
 ابو محمد عبد السلام بن ابی عبد اللہ محمد بن عبد عبد السلام  
 بن ابراہیم بن عبد السلام البصری الاصل البغدادی المولود  
 والدار بالقاهرة سنة احدى و سبعين قومت صائغ قال  
 اخبارنا الشیخ ابوالحسن علی بن سلیمان البغدادی ان اخبار بغداد



۱۰۸  
 سنہ ثلث و ثلثین و ستمائة قال اخبرنا الشيخان الشيخ ابو القاسم  
 عن محمود بن الحارث والشيخ ابو حفص عمر اليميني في بعد اد  
 سنة احدى و تسعين وخمس مائة قال كان شيخنا الشيخ عبد  
 القادر رضي الله تعالى عنه يمشي في الهواء على رؤس الاشجار  
 في مجلسه وليقول ما تطلع الشمس حتى تسلم على و يحيى السنة الى و  
 تسلم على و تحبوني بما يجري فيها ويحيى الشهر ويسلم على و تحبوني  
 و بما يجري فيه و يحيى اليوم ويسلم على و تحبوني بما يجري فيه و تحبوني  
 و في ان السحابة والاشجار والحيوان على عيني في التوح المعنوي انا  
 غائض في بحار علم الله و مشاهدتها انا حجة الله عليكم جميعكم  
 انا نائب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و دارته في الارض  
 يعني امام اهل حضرت ابو القاسم عمر بن مسعود بنار و حضرت ابو حفص عمر بن مسعود  
 تعالى فرسے ہیں ہمارے شیخ حضور سیدنا عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مجلس میں  
 بر ملا زمین سے بلند کر کے ہوا پر شیڈ کرتے اندر ارشاد فرماتے آفتاب غروب نہیں کرتا یہاں تک کہ  
 بھر پر سلام کرے۔ نیا سال جب آتا ہے بھر پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے ہوا میں  
 ہونے والا ہے۔ نیا مہینہ جب آتا ہے بھر پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس  
 میں ہونے والا ہے۔ نیا ہفتہ جب آتا ہے بھر پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ  
 اس میں ہونے والا ہے۔ نیا دن جو آتا ہے بھر پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ  
 اس میں ہونے والا ہے۔ مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم تمام سیدنا و شقی بھر پر پیش کرتے جلتے  
 ہیں۔ میری آنکھ روح محفوظ پر لگی ہے یعنی روح محفوظ میرے پیش نظر ہے میں اللہ عزوجل  
 کے علم و مشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ زن ہوں۔ میری سب پر رحمت الہی ہوں میں رسول اللہ  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب ہوں اور زمین میں حضور کا دارت ہوں۔  
 یہ کچھ شیخ متقی علامہ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا آثار  
 صفحہ ۸۱ پر لکھتے ہیں کہ شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بنار اور شیخ ابو حفص عمر بن مسعود  
 روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ شیخ سیدنا عبد القادر جیلانی بادشاہ میں سیر کر رہے تھے اور آپ  
 نماز الی مجلس کے سوا پڑھتے تو آپ نے فرمایا جب تک مجھے آفتاب سلام نہ کرے طلوع نہیں ہوتا

۱۰۹  
 ہر سال اپنے آغاز کے پہلے میرے پاس آتا ہے اور مجھے اہم واقعات سے آگاہ کرتا ہے  
 اسی طرح ماہ و مہینہ میرے پاس آکر سلام کہتے ہیں اور اپنے دوران جو چیزیں رونما ہونے لگی  
 ہوتی ہیں مجھے آگاہ کرتے ہیں۔  
 فرماتے جناب اس میں امام اہل سنت فاضل ہر پوری علیہ الرحمۃ کا کیا قصور ہے۔  
 مصنف و صحابہ کو علی حضرت دینی میں سیدنا شیخ عبد الحق محدث دہلوی، شیخ ابو القاسم عمر بن  
 مسعود بنار، شیخ ابو حفص عمر بن مسعود بنار وغیرہ کا ہر واقعہ دین سب سے پہلے ہوتا  
 ہے گا ساس و پور ہندی دلائل کی روایت کا یہ عالم ہے کہ قول تو ہے سوچے مجھے علی حضرت  
 کفایت کوئی الزام تو یہاں ہے پھر علی حضرت کو مولانا انور شاہ نے سے قبل الیہ اللہ اکبر دین  
 اور شیوخ کی طرف نہیں دیکھا جن سے علی حضرت کچھ نقل فرماتے ہیں۔ اور نہ صرف یہ بلکہ ان  
 کے جواب کی نزاکت ہی گوارا نہیں کرتا اور تم بالاسے قسم یہ کہ علی حضرت قدس سرہ کی عبارات تو  
 من مانی تراش کے ساتھ نقل کر دیتا ہے۔ لیکن ان کے ساتھ جو دلائل اور کابر علماء و  
 آئمہ دین کے حوالہ جات ہیں انہیں قسم کر جاتا ہے تاکہ اس کی بے ایمانی کے وصول کا پوئلنگھنے  
 بتائیے مذکورہ بالا واقعہ میں علی حضرت قدس سرہ نے کوئی بات اپنی طرف سے لکھی تھی۔  
 باقی رہی استدلال کی عبارت کہ اولیاء میں ایک مرتبہ اصحاب الکونین کہے۔ جو تہیز  
 جس وقت چاہتے ہیں فوراً موجود ہو جاتا ہے جسے کون کہا وہی ہو گیا۔ مصنف و صحابہ نے  
 یہ کچھ لکھنے کے بعد وہ سب کچھ منہم کر لیا جو اس کی جمل سازی کی لغاب کشائی کرنے کے لئے  
 کافی تھا۔ آگے یہ ہے ملاحظہ ہو۔  
 مطلع المسرات میں ہے قال الشيخ ابو محمد عبد الرحمن کل اسم  
 من اسماء الله تعالى - فعال في هكون مشرفيه بما نيا سب معانا والله  
 عباد اذا تحققوا باسمائه تكونت لهم الاشياء كما اخبر تعالى عن  
 نوح و عيسى و نبيتنا صلى الله تعالى عليه و عليهما وسلم مقادير  
 قرأ فاد مسنة وهو جارف اتباعا لرسول ايضا معالا ليعده ككثرة  
 لہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ المسرات میں فرماتے ہیں حضرت امیر و وزیر طاہر و قائم امت بر شاہ  
 ہر حال و در شاہان سے پرستند و امور کو غیر راہ ایشان و البتہ ہی دانند۔  
 و جعلا و حضرت امیر المؤمنین علی اور آپ کی اہمیت پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام امت مشرور و دل کی طرح مانتی ہے۔ اور  
 ان کو ہر کوئی کے ساتھ و البتہ جانتی ہے۔ (تحفہ شاہ مسرات صفحہ ۳۹۶ مطبوعہ مکتبہ ۱۳۳۳ھ)



امام محمد بن عبد الرحمن نے فرمایا اللہ عزوجل کا ہر نام عالم میں اپنے معنی کے مناسب نہایت افضل کرنے والا ہے اور اللہ کے کچھ حصے ہیں کہ جب اسماء الہیہ کے ساتھ متحقق ہوتے ہیں اشیاء ان کے لئے ممکن یا آتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نور و عیسیٰ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی جس کا ذکر قرآن و حدیث میں ہے اور یہ رسولوں کے ہیروں میں اس قدر کثرت سے جاری ہے کہ گناہ جلالت۔ اسی میں امام ابو العباس احمد قلیش کی تفسیر ہے۔ قال وہیب بن ابی المراد من الابدال هو قال بسم الله صادقاً عن جبل من رمال الى هذا اشياء بعض اصل الاشارات قولها بسم الله منك بمنزلة كن منه۔ یعنی وہیب بن مردود قدس سرہ کہ ابدال سے تھے فرماتے تھے کہ اگر صدق والا پہاڑ پر بسم اللہ کہے تو پہاڑ ٹل جائے گا۔ اور اسی طرح بعض اولیائے کرام نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا کہ عارف کا بسم اللہ کہنا خالق کے کن فرمانے کی جگہ ہے اسی میں ہے۔ وعد الخافض من الكرامات اسماء التكوين اعلم معرفت الاسماء واما بمجرد الصدق لان بسم الله مند حيثن بمنزلته كن منها كذا اشار اليه بعض العارفين من اهل التكوين وهو صحيح۔ یعنی امام ملت والقرین حاتم نے کرامات اشیاء موجودہ کو دیکھنے کے ناموں کو شمار کیا خواہ یوں کو وہ معلوم ہو جس سے نئے موجد ہو جاتا ہے اسے یا احد محذوم تھے موجد ہو گئی یا مجرد اپنے صدق سے کہ صادق کا بسم اللہ کہنا خالق کے کن فرمانے کی جگہ ہے بعض اولیاء نے کہ خود اصحاب تکوین میں سے تھے اس کی طرف اشارہ فرمایا اللہ تعالیٰ صحیح ہے۔

یہ مصنف دھما کی سبزداری ہے کہ نہ اصل عبارت نقل کرتا ہے نہ ان کے ساتھ مذکورہ الفاظ کا جواب دیتا ہے اور بس اعتراض کر کے ایک طرف پھیلتا ہے کیا محض اعتراض کرنا ہی کافی ہوتا ہے اور اللہ کے ساتھ کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ؟

جس شخص نے بھی دھماکہ کا باق نظری کے ساتھ مطالعہ کیا ہے وہ مصنف دھماکہ کی  
خیانتوں میں اعلیٰ جہارت کی داد دیتے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ سیدنا امام  
ابن سنی علیہ السلام حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اپنے آقا سیدنا محمد تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مٹا دی ہوئی کتب کو  
اُن کا حکم جہاں میں نافذ  
قبضہ لگے رکھتے ہیں !

فتاویٰ رحل کے نائب اکبر  
کئی کالنگ دکھاتے ہیں  
ایک مصنف دھماکہ اس پھانسا جہات افزہ تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے: قرآن کریم نے  
کئی فیکٹوں کو شای تہذیب ہے اور اسے خدا کی قدرت کا نشان کہا ہے۔ مگر بریلوی فہیب میں  
تقدیر کائنات کے سب اختیارات حضرت عوٹ پاک کو حاصل ہیں۔  
خدا کی قدرت و تعالیٰ کے دست تصرف میں کیا باقی رہا۔ زندہ کرنا، مارنا، رنق دینا  
نگل دینا، بیمار کرنا، شفا دینا یہ سب قدرتیں خدا تعالیٰ نے حضرت عوٹ پاک کو حقیقی طور پر  
دے رکھی ہیں۔ حضرت عوٹ پاک کی طرف ان قدرتوں کی نسبت مجازی نہیں۔ بریلویوں کا  
عقیدہ ہے کہ یہ تمام صفات بظاہر الہی حضرت عوٹ پاک کو حقیقی طور پر حاصل ہیں۔  
یہ ہے دیوانہ کی شعر فہمی۔ شعر ہے حضرت نبی اکرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی  
شان رفیع میں۔ یہ صاحب الہی کو حضرت عوٹ پاک تھیں سر لاک میں سمجھ کر وہ کچھ تصور کر رہے  
ہیں کہ عقل و دیانت سرپٹ لیتی ہے۔ حالانکہ مصنف دھماکہ کے پیش کردہ تینوں شعر و دیان  
و دیوان کا شعر۔

فتادیر گل کے نائب اکبر  
کن کارنگ دکھاتے یہ ہیں

جو واضح طور پر اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ شعر حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں ہے۔ ان کو یہ بھی پتہ نہیں کہ قادیر گل کا نائب اکبر کون ہے (حق جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مصنف دھماکہ نے مندرجہ بالا عبارت میں کتنے دعوے کئے ہیں کتنی مقصود و مقاصد کی ہیں اور پھر سب کچھ زبانی کلامی اور وہی خیالی نہ کیوں دلیل نہ کوئی ثبوت۔ اقلہ دعوئے یہ کیا قرآن کریم نے کن فیکون کی شان بتلائی ہے۔ (اگرچہ وہ اپنی طرف سے ایسا فحش کے باعث تین ثبوت پیش نہ کر سکا)۔ مگر اس کے مقابلے میں جس چیز کو وہ لایا اس کو وہ خود اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتا ہے۔ "مگر بریلوی مذہب میں تدبیر کائنات کے سب اختیارات حضرت خورشید پاک کو حاصل ہیں (اور ثبوت مدعو اللہ اس کا افسوس نہیں)۔ بہر حال ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کیا کن فیکون اللہ تدبیر کائنات ایک ہی چیز ہے۔ اگر نہیں تو اس کو ایک دوسرے کے مقابلے میں ذکر بیان کرنے کا مقصد دھماکہ دینا نہیں تو اور کیا ہے۔ مصنف دھماکہ مذہم خود



وہ تو کرنا چاہتا ہے غیر خدا کے لئے کن فیکون کی شان کیسی خدا کو مرد ہے تدبیر کا شہر  
 کیا یہ دونوں چیزیں ایک ہی ہیں۔ ؟ ایک شخص پر الزام تو لگا یا جاتا ہے کہ یہ قائل ہے مگر ثبوت  
 فراہم کیا جاتا ہے کہ وہ سب کا - معلوم ہوتا ہے دیا بزرگی عقل سلب کر لی گئی ہے - جہالت ازوہ صر  
 کے بعد حماقت افزہ تضاد و عداوت ہو جا کر کے منت پر ہے یہ سب قدرتیں خدا تعالیٰ نے  
 حضرت عزت پاک کو حقیقی طور پر دے رکھی ہیں۔ اس سے ایک سطر آگے بڑھتے ہیں۔  
 یہ تمام صفات لفظ الہی حضرت عزت پاک کو حقیقی طور پر حاصل تھیں۔ حماقت کی بھی صدمہ ہو گئی  
 ایک ہی سانس میں دو باتیں۔ خود اعتراف کرتا ہے کہ لفظ الہی اور حیرت حقیقی طور پر لکھ رہا ہے  
 اس سے پہلے خود اعتراف کیا کہ یہ قدرتیں خدا تعالیٰ نے حضرت عزت پاک کو حقیقی طور پر  
 دے رکھی ہیں۔ جب لفظ الہی ہے، دے رکھی ہیں کے الفاظ خود لکھ رہا ہے تو پھر  
 حقیقی کیا مطلب ؟ اور پھر اس کے ایک عبارت یہ بھی ہے۔ حضرت عزت پاک کی طرف ان  
 قدرتوں کی نسبت فحاشی نہیں دھار مطلقاً گوہار یہی حق تو اس کے لئے قابل قبول تھی۔  
 تو ہم اس کی آگاہی کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ جو یہاں خدا کی طرف ان اختیارات کی نسبت یقیناً  
 مجازی ہے۔ حقیقی قدرتیں اللہ عزوجل کا وہ مطلق کو حاصل ہیں اور اس کا واضح ثبوت مصنف دھار  
 کے وجہ سے لکھ لفظ الہی حاصل ہیں اور دے رکھی ہیں۔ لفظ الہی، حاصل ہونا، ورنہ  
 اس بات کی علامت ہیں کہ جو یہاں خدا کو جو کچھ بھی قدرتیں حاصل ہیں وہ مجازی ہیں اور اللہ عزوجل  
 کو حقیقی۔ مگر وہ خود اس تفریق کو سمجھنے کے باوجود دیمہ دانستہ دھار دے رہا ہے۔

مصنف دھار نے اپنے اسی صفحہ میں ایک اور بہت ہی عجیب بات کہی ہے۔ لکھتا  
 ہے تدبیر کائنات کے سب اختیارات حضرت عزت پاک کو حاصل ہیں۔ خوب سمجھئے کہ کتاب خدا تعالیٰ کے  
 دست تصرف میں کیا باقی رہا۔ زندہ کرنا، مارنا، رزق دینا، تنگی دینا، بیمار کرنا، شفا دینا  
 یہ سب قدرتیں خدا تعالیٰ نے حضرت عزت پاک کو حقیقی طور پر دے رکھی ہیں۔

خدا تعالیٰ کے دست تصرف میں کیا باقی رہا، یہ بھی خوب۔ ہم پوچھتے ہیں جب خدا تعالیٰ  
 نے کچھ نہیں بنایا تھا۔ زندگی، موت، رزق، تنگی، بیماری اور شفا وغیرہ کو پیدا نہیں فرمایا تھا  
 اس وقت خدا تعالیٰ کے دست تصرف میں کیا تھا ؟ وہاں تو یہی کہیں گے کہ معاذ اللہ خدا تعالیٰ اس  
 وقت خالی ہاتھ تھا اس کے دست تصرف میں کچھ بھی نہ تھا۔ اگر کہیں سب کچھ تھا تو پھر خدا تعالیٰ اپنے  
 ہمنوں کو دیکھ خالی ہاتھ کیسے ہو گیا۔ ؟ حضرت عزت پاک کو اختیارات دیتے۔ عزت پاک تو

اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ وہ تمام قدرتیں ہی اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں  
 جو صورتوں میں ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہیں۔ وہ یہی اپنے گھروں کو کہتے ہیں یہ ہمارا گھر ہے  
 یہ میرا گھر ہے یا ہمارا ہے۔ شاہ خالد کو مسعودی عرب کا فرمانروا مانتے ہیں، سیاہ و سفید لاکھ  
 مانتے ہیں۔ بتایا جاتا ہے آپ کا مکان خدا تعالیٰ کا نہ رہا۔ آپ کا گھر یا ہمارا خدا تعالیٰ کا نہ رہا۔  
 مسعودی عرب کیا اللہ تعالیٰ کے دست تصرف میں نہ رہا۔ معاذ اللہ کیا خدا تعالیٰ اپنے مقبولین بارگاہ کو  
 دیکھ ہی خالی ہاتھ ہو جاتا ہے۔ ؟

باقی رہیں تدبیر کائنات تو اس کے اختیارات تو فرعون خداوندی کے ہاتھ ہیں فرشتوں کو  
 میں حاصل ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کائنات بہت اب آخر۔ قسم ان فرشتوں کی کہ تمام لادہ ہا دنیا  
 ان کی تدبیر سے ہے۔ دیو ہندو حکیم الالہت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اس کا ترجمہ یوں کرتے  
 ہیں۔ قسم ان فرشتوں کی پھر ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں (ترجمہ تھانوی ص ۱۳۲) شائق کو وہ فیج برکت ملی  
 ایڈمنسٹریشن کا ادارہ ہو رہا۔ جب تدبیر دنیا کے اختیارات خود اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے  
 سپرد فرماتے ہیں تو لازم آئے گا۔ یقیناً انبیاء و رسل علیہم السلام اور مفسرین سید الانبیاء  
 حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان سے کہیں زیادہ تدبیر کائنات کے اختیارات حاصل ہیں اور  
 فرشتوں کو تدبیر دنیا کے اختیارات دینے سے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ خالی نہیں ہوتا تو حضرت  
 انبیاء و رسل علیہم السلام یا مسیدی حضور عزت پاک قدس سرہا کو تدبیر کائنات کے اختیار دینے  
 سے کس طرح اللہ تعالیٰ کا ہاتھ خالی ہو گیا یا اس کا وہ مطلق کے دست قدرت میں کیوں کچھ  
 نہ رہا۔ ؟

مصنف دھار لکھتا ہے کہ زندہ کرنا، مارنا، رزق دینا، تنگی دینا، بیمار کرنا، شفا  
 دینا یہ سب قدرتیں خدا تعالیٰ کی ہیں۔ بریلویوں کا عقیدہ ہے خدا تعالیٰ نے حضرت عزت پاک کو  
 دے رکھی ہیں۔ ص ۱۳۵

ہم کہتے ہیں خدا تعالیٰ کے عطا فرمے ہیں آپ کو کیا اعراض ہے۔ ؟ اگر ہے  
 تو مندرجہ ذیل امور کا جواب دیجئے۔

دیکھتے زندہ کرنا خدا تعالیٰ کا مصنف ہے لیکن خود اللہ عزوجل اپنے پیارے نبی صلی  
 علیہ وسلم علیہما الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے وَ اِذَا تَخَلَّقَ مِنَ الطِّينِ كَمَيِّتٍ  
 الطِّينَ يَرَاؤُ فِي فَتْفَخٍ وَ يَسْمَعُ فَتْكُونَ طَيِّبًا يَأْذَنُ وَ طَبِئِي الْأَكْمَرُ۔







کرنا اور زکوٰۃ کو سونے نہ دینا کُن مکن کے اختیارات سے بھی وہ ہاتھ آگے ہے یا نہیں۔

۹۔ دیتے ہوئے اختیار سے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا سیدنا اللہ تعالیٰ کے دیتے ہوئے اختیار سے سو فیصد شرک ہے لیکن دیوبندی قلعہ گنگوہی صاحب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رزق دینا تو خاص سو فیصد شرک ہے بلکہ شیخ الہند مولوی محمود الحسن کی قدرت اور اختیار کا عالم ہے کہ کوئی چھوٹا موٹا دیوبندی نہیں بلکہ شیخ الہند مولوی محمود الحسن دیوبندی کہتے ہیں۔

خدا کی لاف مرقی وہ مرقی تھے حقائق کے میرے مولائے میرے ہادی تھے رشک شیخ ربانی فرمایا تو پالنے والے کو کہتے ہیں یا سرپرست کو۔ اگر پہلے معنی ملا لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے صرف اللہ عرف مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو یا لا الہ الا اللہ مولوی رشید احمد صاحب نے سارے خلقت کو یا لا کیوں خلقت خلق کی ہے جس میں جن و انس اور فرشتے چاند و پندہ و باطن میں گویا اب کو خلق مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی فراہم کرتے تھے اور اگر دوسرے معنی ملائے جائیں تو مطلب یہ ہوگا کہ صرف مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا سرپرست خدا تعالیٰ ہے اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی پوری خلقت کے سرپرست ہیں جس میں انبیاء و رسل، حاکم، جن و انس وغیرہ سب شامل ہیں۔

فیل دیوبند حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے ترجمہ قرآن شائع کردہ شیخ برکت علی ایڈمنسٹریٹر کے دست پر الحمد للہ رب العالمین کا ترجمہ کر لیا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کو لاتی ہیں جو مولا نبی کریم کے گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان کو دیوبندی قلعہ عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مراد لیا، خلقت کی یعنی پوری خلقت کے ہاتھ والے۔ بغیر رزق کے کوئی کس طرح پی سکتا ہے تو مطلب یہ تھا کہ پوری خلقت کو رزق دینے والے جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ہی یہ سو فیصد خاص نہیں تو انہی کیا ہے باقی رہا شفا دینا تو یہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے دست قدرت میں ہی نہیں بلکہ ان کی قریبی مشی میں بھی شفا دیتے ہیں لا حظ ہو۔

مولانا ابوبکر محمد بن الدین صاحب طرہ مولانا محمد تقی صاحب (انا تو ہی استاد مولوی اشرف علی صاحب تھانوی) کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے وہ حضرت مولانا کی ایک کرامت

جو بعد وفات واقع ہوئی بیان فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ہمارے نالو سرکاری نوٹ خدا تعالیٰ کا نہ رہا۔ میں طائرانہا کی بہت کثرت ہوئی۔ سو جو شخص مولانا کی قبر سے شکیں بھاگے یا نہر لیت آئے یا آرام ہو جاتا۔ پس اس کثرت سے مٹی سے گئے کہ جب بھی قبر پر کسی کا لگاؤ تھا تب ہی جسم کسی دھڑکا۔ چلنا نہ ہو کر ایک دفعہ مولانا کی قبر پر بھاگ کر لہا رہے صاحبزادے بہت تیز و زحمت تھے۔

آپ کی تو کرامت ہو گئی اور ہماری مصیبت ہو گئی۔ یا وہ کہو کہ گراہ کے کوئی اچھا بھلا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے ایسے ہی چپے رہیں۔ لوگ بولتا ہے تمہارے اوپر سے ایسے ہی چلیں گے پس اسی دن سے پھر کسی کو آرام نہ ہوا۔ جیسے شہادت آدم کی ہوئی تھی ویسے ہی یہ شہرت ہو گئی کہ اب آرام نہیں ہوتا پھر لوگوں نے مٹی سے جانا بند کر دیا۔

(دارالافتاء مولانا محمد امجد علی صاحب تھانوی کو حکیم الامت مانتے ہیں۔ بتایا جلتے ان حکیم الامت صاحب سے کسی کو شفا حاصل ہوئی یا نہیں اگر نہیں تو پھر حکیم کیسا؟ اگر شفا ہوئی تو ان میں خدائی قدرت ماننا شرک ہے یا نہیں۔)

۹۔ اب مفت دھماکہ ہٹے کہ زکوٰۃ، مانا، رزق دینا، شفا دینا یہ سب اختیار تو دیوبندی مولویوں کے قبضہ میں ہیں۔ انہوں نے عطا کی یا مجازی کی اور بھی نہیں لی۔ دریافت طلب امر ہے کہ خدا تعالیٰ کے دست تصرف میں کیا باقی رہا۔ کیا یہ بات مفت دھماکہ خود اپنے اکابر سے پوچھ کر بنا سکتا ہے۔ یا معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا سیدنا غوث پاک رحمہما علیہم کو اختیار عطا فرمانے سے ہی اللہ تعالیٰ بے اختیار ہو جاتا ہے اور اُس کے دست تصرف میں کچھ نہیں رہتا۔

جمل مزہ جھوٹ عنذا ہو گیا  
ہاتے دیانت تھے کیا ہو گیا  
اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے افاضل اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ ارفع میں یہ کہہ دیا ہے۔  
ان کا رسم جہاں میں نافذ  
قبضہ کل پہ رکھاتے یہ ہیں  
تا در کل کے تا ب اکبر  
کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں



دیوبند کے فرزند دہلوی نے آسمان سر پر اٹھالیا۔ خانہ ساز توحید کے دیوان میں  
زلزلہ آگیا لیکن اس کو لکھنے کو دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب اپنے مری خلافت مولوی  
رشید احمد صاحب لکھنے کے علم کی عظمت اور کن حکم کے اختیار کی قدرت لکھ بیان کرتے ہیں۔

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا

اس کا جو حکم تھا، تھا سیف قضاے مہم

(مرثیہ لکھنے سے ۲۵ سال پہلے کردہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند یو پی)

سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے اپنے آقا صل اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ  
بیکس بنا دیں عزت کیا۔ سحر ان کا حکم جہاں میں نافذ۔ تو قیامت قیامت نہیں لیکن دیوبندی  
شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب نے ہی وثوق و اعتماد اور یقین کامل کے ساتھ جنوں اور انتہائی  
مبالغہ کی کیفیت میں بڑا مکرر ذکر کیا ہے۔ نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا۔ ان کا جو  
حکم تھا، تھا سیف قضاے مہم۔

قضاے مہم کا معنی ہے نطق والا حکم اور سیف معنی تلوار۔ یعنی مولوی رشید احمد صاحب  
لکھنے ہی حکم نطق والے حکم کی تلوار کا تھا۔ بتاتے مولوی محمود الحسن صاحب کن ٹیکوں کے  
اختیار سے کتا آگے بڑھے جا رہے ہیں۔ اگر یہی شعر تیار اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ اپنے  
آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ارفع میں کہہ دیتے کہ جس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم  
تو ایسا ہے کہ۔

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا

اُن کا جو حکم تھا، تھا سیف قضاے مہم

تو شرک کرد دیوبندی کے شرک کے ہزاروں فتاویٰ جاری ہو جاتے ہیں لیکن مولوی رشید احمد صاحب  
لکھنے ہی کو فرسے اور مولوی محمود الحسن صاحب کو یہ شعر کہے ۳۳ سال پہلے کہتے کیونکہ لکھنے ہی کی  
وفات ۱۳۲۳ھ میں ہوئی تھی لیکن صبح کے نافر سے شام کے وغیرہ تک شرک شرک کی تسبیح پڑھنے  
والے چھوٹے بڑے دیوبندی مولوی لب باندھے دم سارے بیٹھے ہیں اور اس شعر پر شرک و کفر  
کا کوئی فتویٰ صادر نہیں ہوتا۔ نہ اس میں انہیں کوئی شرک نظر آتا ہے۔ شرک و کفر کے مسائل  
فتاویٰ مہربان خدا کی مخلوق دھلت گھٹنے کے لئے وقف ہیں۔

## اختیارات تکوین پر مصنف و ہما کے لائل کا تجزیہ

دعا کا مصنف پڑھ کر پتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ داری سے نہیں بلکہ انیس کتاب ہستی میں  
چند سطور اور حاشیہ مصنف نے نہایت باکی تم سے نصف سے نصف پر چھپاتے چل گئے ہیں۔  
ان میں اپنے بعض دلائل کی ہر جگہ تفسیر کے ساتھ مولوی ان کے خدا و فضائل و کمالات کو لکھنے  
کی ہر جگہ کوشش کی گئی ہے۔ مصنف دعا کا اس کتاب کی ابتداء سے یہ معلوم رہا ہے کہ بعض  
افراد کے حور پر اللہ اور اپنا جام نہ نہرو و تشریح کرتا چلا آیا ہے۔ اور کسی بھی موقع پر دلائل  
کی ضرورت نہیں لیکن مسئلہ اختیار تکوین پر حاشیہ میں کچھ دلائل بھی نقل کئے ہیں۔ جو لا جواب  
ہمارے ذمہ ہے اور ہم عرض کرتے ہیں لیکن اس سے پیشتر کہ ہم ان کے دلائل کا توڑ کریں بہتر  
ہوگا کہ مصنف دعا کا مکتبہ کے حاشیہ کے دلائل کی روشنی میں مرثیہ لکھنے اور ان کے  
کے مستقبل میں درج کیا کا مقام ختم کر لیتے۔ کیسے مصنف دعا کے ان حاشیہ کے دلائل مرثیہ و اہل  
اور ان کے حور پر تو نہ پڑ گئی؛ مصنف دعا کے دلائل کی ترتیب کچھ اس طرح سے کہ امام ربانی مجدد  
ثانی علیہ الرحمۃ کا قول پہلے اور احادیث شریفہ بعد میں معلوم ہوتا ہے۔ یہ لوگ مجدد اہل ثانی علیہ  
الرحمۃ کے قول کو حدیث شریف سے زیادہ مانتے ہیں، ہر حال اس کے دلائل اور ان کا جواب پیش کیا جاتا  
ہے۔ مصنف دعا کا مکتبہ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

۱۔ تکوین کے ازمنات حقیقہ واجب الوجود است تعالیٰ و تقدس اشاعرہ تکوین و ازمنات  
اضافیہ سے وائز و قدرت و ارادہ و اور اتحاد عالم کافی سے انگہ زندقہ و آنت گزینوں  
صفت و تہذیب عالمہ است ما ورا قدرت و ارادہ۔

جواب۔ مصنف دعا کے پہلی بڑی غلطی تو یہ کہ مجدد اہل ثانی علیہ الرحمۃ سے یہ عبارت نقل کرتے  
وقت اس کے ترجمہ کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ عوام ذہنوں پر اثر ڈالنے کیلئے مجدد صاحب علیہ الرحمۃ  
کے نام گالی کو محض مرعوب کرنے اور دھوکہ دینے کے لئے استعمال کیا گیا اگر خود ہی اس کا ترجمہ  
بھی دیکھ کر دیتا تو اس کی بے ایمانی کا سچا پھوٹ گیا ہوتا۔ ترجمہ ہم پیش کرتے ہیں۔



۱۲۰ واجب الوجود (اللہ) کی حقیقی صفات میں سے کوئی ایک صفت ہے اور شاعر (ابن عربیہ) کوئی کو انسانی صفات میں سے جانتے ہیں اور قدرت و ارادہ عالم کے پیدا کرنے میں کافی جانتے ہیں۔ یہ بات یہ ہے کہ قدرت اور ارادہ کے علاوہ کوئی ایک علیحدہ حقیقی صفت ہے؟

مذکورہ بالا عبارت میں یہ کہیں مذکور نہیں کہ بظاہر الہی کسی کو بھی کوئی کے ہاڑی اختیار کیا ہوگی پس اگر ذاتی و صفاتی حقیقی و مجازی کا فرق ملحوظ رکھا گیا تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حکم الہی میرے جانا اختیار کیا وغیرہ سے اس کی مطابقت کیسے ہو سکے گی۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو خود خداوند تعالیٰ کی طرف سے کوئی کے حاصل اختیار کا انکار کر کے قرآن مجید کا وسعہ اختیار انکار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کو اس کی طرف سے بنانا اور جو کہ مذکورہ اللہ کے حکم سے آؤا ثابت ہے۔ ہمارے اس پائے کا ثبوت خود صفت و محاکمہ کے پیش کردہ حوالوں سے ملتا ہے۔ وہ خود کہتا ہے۔

۱۲۱۔ انا باری تعالیٰ نے کیا خوب کہا ہے۔ ملجاء فی خلق السموات والارض وغیرہا من الخلق وهو فعل الرب تبارک وتعالیٰ وامرہ فالرب بصفات من الخلق وهو الخلق صو المکون غیر مخلوق وما کان بفعلہ وامرہ وخلقہ وتکوینہ فهو مفعول مخلوق ومکون اصحیح ہماری جملہ ۱۲۰

یعنی (مفکر) اس کا ترجمہ خود صفت و محاکمہ کے اپنے الفاظ میں یہ ہے خدا کے فعل امر اور کوئی سے جس کو جو بلا وہ مفعول ہے مخلوق ہے اس کی کوئی ہوئے ہے۔ وہ خود صاحب کوئی نہیں کوئی حقیقی مرفی خدا ہے۔ (دعا کہ ملے)

جواب دیکھئے باری شریف کی حدیث پاک کس شہد کے ساتھ ہمارے خوف کی تائید کر رہا ہے۔ جسے حالت سے صفت و محاکمہ میرے لیے اپنا تائید میں پیش کر رہا ہے۔ خدا کشیدہ الفاظ کا غلط ہونا۔ خدا کے فعل امر اور کوئی سے جس کو جو بلا وہ مفعول ہے مخلوق ہے اس میں دعا کا ذکر ہے اور ترجمہ میں یہ الفاظ واضح طور پر موجود ہیں کہ "کوئی حقیقی مرفی خدا ہے" اس میں کس کو انکار ہے کوئی حقیقی بلا شہید خدا تعالیٰ ہے اس میں ہاڑی کی نفی نہیں حقیقی کی نفی ہے۔ اور دونوں کو ایک ہی لاشی سے بلکہ صفت و محاکمہ کی جہات و لاشی ہے۔ جس کے باوجود وہ اس عبارت کو صفاتی کے ساتھ اپنے غلط توفیق کی تائید میں پیش کر رہا ہے اور حدیث کی مذکورہ عبارت کا یہ جملہ بھی بلا شہد اپنی جگہ صحیح ہے۔ خدا کے فعل امر اور کوئی سے جس کو جو بلا وہ مفعول ہے مخلوق ہے۔ بلا شہد وہ غلط نہیں ہو جاتا۔ اس میں کسی کو بھی اعتراض نہیں۔

۱۲۱۔ شرح فقر اکبر ص ۱۲ میں ہے۔ المکون قدیم والمتعلق بہ صلا مکون وهو حادث۔ مصنف و محاکمہ کے اپنے الفاظ میں اس کا ترجمہ یہ ہے کہ کوئی کوئی ہوتی وہ حادث ہے فلوک ہے۔ لیکن کوئی کی صفت خود قدیم ہے۔ کسی کی شان کوئی کا اقرار کرنا اسے قدیم اور خدا ماننا ہے۔ فالصفات الانشائیۃ عندنا ثانیہ۔ شرح فقر اکبر ص ۱۲ میں ہاڑی اس کا ترجمہ مصنف و محاکمہ کے اپنے الفاظ میں یہ ہے ہم خفیہ کے نزدیک کوئی انہی صفت ہے جو خدا تعالیٰ کی شان ہے۔

جواب۔ شرح فقر اکبر کی اول الذکر عبارت میں اس بات کا بیان ہے کہ کوئی ہوتی وہ حادث ہے۔ فلوک ہے اور کوئی کی صفت قدیم ہے اور اس کے آگے کے الفاظ خدا کشیدہ عبارت اس کی اپنی تائید میں ہے اور کسی لفظ کا یہ ترجمہ نہیں کہ کسی کی شان کوئی کا اقرار کرنا اسے قدیم اور خدا ماننا ہے۔ عبارت میں یہ خیانت و تحریف مجربانہ فعل ہے اور اسی طرح شرح فقر اکبر ص ۱۲ کی موشگافہ عبارت کا ترجمہ بھی منافی ہے اور خیانت دہیہ ایمانی کی نذر ہو گیا۔ اس عبارت کا صاف اور سیدھا ترجمہ مرفی یہ ہے کہ صفات انشائیہ ہمارے نزدیک آٹھ ہیں۔ آٹھ کے لفظ کو مصنف و محاکمہ مطلقاً ہی کہا گیا اور اس کی جگہ شامی کو دیا ہم خفیہ کے نزدیک کوئی انہی صفت ہے جو خدا تعالیٰ کی شان ہے بتایا جائے کہ یہاں کوئی کوئی سے لفظ کا ترجمہ ہے۔ اور جو خدا تعالیٰ کی شان ہے۔ کوئی سے لفظ کا ترجمہ ہے؟ ترجمہ میں تعریف اور بے ایمانی سے ہی دیوبندی و حرم کی حقانیت ثابت کرنا تھی تو شرح فقر اکبر تک ہی کوئی تمامت کا قرآن مجید کی آیت مبارک کہ کہہ کر اختیارات کوئی صفاتی کی نفی کر دی ہوتی تاکہ حوام قرآن فہیم کے نام سے قوم غویب ہوتے مرفی کتب فہمیک ہم کوئی خود دور رہتے۔

۱۲۲۔ حضرت شیخ استیذان عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ الموقوف فیہم القائلون ان اللہ فوض مدبیرا لخلق الی الامت۔ وان اللہ اقدر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی خلق العالم وقد بمرقۃ نزیۃ الطالین ص ۱۲۱

جواب۔ مصنف و محاکمہ نے اپنے چور ہاڑی کو چھلانے کے لئے اگرچہ خفیہ کی اس عبارت کا ترجمہ درست نہیں کیا۔ لیکن اس میں بھی وہی کچھ ہے جس کو ہم پہلے جواب میں تقرراً بیان کر آئے ہیں یعنی یہ خفیہ مضمونہ کا ہے کہ وہ دنیا کو پیدا کرتے اور تدبیر کائنات کے (مستقل حقیقی) اختیارات معنوی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ائمہ کرام کو مانتے تھے تو اس میں مضمونہ کے قائل باللہ



کار ہے۔ جو عالم کی خلقت حضور طیر الصلوٰۃ والسلام اور اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ہم اہلسنت کا یہ عقیدہ نہیں کہ ساری دنیا و عالم کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیدا فرمایا ہے اور اس میں تدریس کی جو نفی ہے وہ حقیقی تدریس کا نفی ہے ورنہ شیخ سیدنا عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتا کہ قرآن مجید کی اس آیت سے مختلف ہوگا۔ فالمدبرات امسلا تم ان فرشتوں کی کہ تمام کار و بار دنیا ان کی تدریس سے ہے۔ لہذا یہ ممکن نہیں کہ سرکار فرشتہ پاک قدس سرہ اسباب قرآن مجید سے مختلف ہو لہذا انکار ہے کہ یہاں تدریس کی جو نفی ہے وہ حقیقی کی نفی ہے۔

۵۔ شرح موافق میں ہے۔ المفعول من قولہ ان اللہ فوہ خلق الدنیا الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

جواب۔ اس عبارت کا یہی معنی دھماکنے کے معنی کو دھوکہ دینے کے لئے ترجمہ نہیں کیا ہم پہلے حوالہ کے جواب میں اس فقرہ جواب دے آئے ہیں ترجمہ یہ ہے مفعول نے کہا اللہ تعالیٰ نے دنیا کی پیدائش محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب دی ہے۔ اس میں واضح طور پر مفعول کا وہ ہے اور ترجمہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ دنیا کی پیدائش حضور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منسوب دی گئی حالانکہ ہم اہلسنت کا یہ عقیدہ نہیں کہ ساری دنیا کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیدا فرمایا ہے۔ مصنف دھماکے کے حوالوں میں جو ترجمہ کے سوا کچھ بھی نہیں مصنف دھماکے جو ترجمہ سے کام لیں۔ جبکہ بانی مہد سید ویرند جو ترجمہ کا کھیل کھیتے تھے (سوانح قاسمی جلد اول مثلاً) یہ ہے دیوبندیوں کی شرح موافق دانی و اہلسنت کا کہہ رہے ہیں۔ حوالے مفعول کے مدد پر مثالی پیش کئے جا رہے ہیں بھلا مفعول سے بھلا کیا واسطہ ان کے اہلسنت کے قائم میں دن رات کا فرق ہے۔

۶۔ حضرت امام ابوحنیفہ نے حضرت امام جعفر صادق سے پوچھا اهل فوض اللہ الاصلی عباد کا کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے کام اپنے بندوں کو منسوب رکھے ہیں حضرت امام جعفر نے فرمایا اللہ تعالیٰ اجل من ان یفوض الیہ السراجوبیۃ الی العباد ترجمہ اللہ تعالیٰ اس سے بالائے کہ اپنی ربوبیت اپنے بندوں کے پروردگار کے مکتوب حضرت خواجہ محمد معصوم <sup>۳۲</sup> مایوسی مذہب کا بیان تھا۔ اس کے مقابلے میں بریلوی مذہب آپ دیکھ چکے ہیں۔

فی تعریف بھی ہے مافذون بھی قرار بھی ہے۔ کار عالم کا ترجمہ بھی ہے عبدالقادر

جواب۔ مذکورہ بالا قول میں بھی امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نے یہی دریافت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کام اپنے بندوں کو منسوب رکھے ہیں (یعنی وہ مخصوص کام جو شان خداوندی کے لائق ہیں) اس میں اللہ تعالیٰ کے اپنے کاموں کا ذکر ہے۔ اور جواب میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے بھی کیا خوب دلچسپ جواب ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بالائے کہ اپنی ربوبیت اپنے بندوں کے سپرد فرمائے۔ اس میں ربوبیت سپرد کرنے کا نفی ہے اختیار مفعول کی نہیں بلکہ ربوبیت اہلسنت کا یہ عقیدہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت اپنے محبوب بندوں کے سپرد فرمادی ہے اور یہی مذہب لگوبی کا عقیدہ ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے۔

خدا ان کاموں کو مقرر کرتے ہیں

میرے لئے میرے اوقات میں شیخ ربانی (مرثیہ لگوبی)

واقفیت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک قول کہ نزد مولیٰ مولیٰ جس حد میں بندگی کے ذمہ دہا شعر ہے شیخ ہے۔ لیکن مصنف دھماکے نے جو ترجمہ کر دیا ہے۔

مصنف دھماکے نے یہ ساری جملہ ساری ادب سے موقوف ہے ربط حوالوں کا انداز یہ جلتے ہوئے کیلئے ہے۔ اُسے صفحہ ۳۵ کے حاشیہ پر اس کا اعتراف بھی ہے کہ بریلوی حضرت عطاء اللہ کی ادب میں اللہ تعالیٰ کی صفات حقیقی طور پر حضور اور حضرت فرشتہ پاک میں موجود مانتے ہیں۔ یہ حقیقی طور پر اس کی اپنی ہے ایسا ہی ہے ورنہ عطاء اللہ کی ادب لکھنے کے بعد حقیقی کہنے کا کوئی حوالہ باقی نہ رہ گیا تھا۔ اور الامن والعلیٰ الامن والعلیٰ مسکتے متقی کی دو قسمیں جو بیان کی ہیں۔ وہ مسئلہ زیر بحث سے متعلق نہیں احکام الہیہ پر مشتمل ہیں اور اس میں ذاتی کی نفی موجود ہے۔

مصنف دھماکے نے صفحہ ۳۵ پر لکھا ہے۔ بریلوی مذہب میں ہے کہ شب براء میں تضرع کا فعل بھی حضور ہی کہتے ہیں (شرح اربعین نوویہ صفحہ ۱۲) انہوں نے کہ یہ کتاب ہمارے پاس نہیں ہے ورنہ نا تو قوی صاحب کی معنوی اولاد کا جو ترجمہ معلوم کر لیا جاتا۔ کیونکہ وہ بریلویوں کا کوئی حوالہ قابل اعتماد نہیں۔ لیکن جہاں تک تقدیر میں تعریف کا تعلق ہے۔ شیخ الحدیث علامہ عبدالحق محدث دہلوی نے زبد قلائد میں پر خود حضور فرشتہ پاک قدس سرہ کا قول یوں نقل فرمایا ہے۔ "میں نے تقدیر خداوندی سے لڑائی کی ہے اور اللہ کے حکم سے ان احکامات تقدیر کو درست کیا ہے۔ مرد کمال وہ ہوتا ہے جو تقدیر سے لڑے نہ تقدیر



کے سامنے سرنگوں ہو جاتے تھے۔  
 امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سرکارِ نبوتِ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں لکھتے ہیں: حضور پر نور  
 سرکارِ نبوتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جلیل القدر نبی اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ جو قضا اور  
 غفرہ میں جس کی جرح ہو گئی ہے اور اس کی تطبیق صرف علمِ خداوندی میں ہے ایسی قضا تقدیر میں ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ  
 فرما سکتے ہیں (مکتوبات شریف ص ۲۲) مگر اول مکتوب ص ۲۱ مکتوبات شریف مصنف دھماکہ کے نزدیک مستحق قابل  
 جت ہے ملاحظہ ہو ص ۲۱ دھماکہ اور مصنف دھماکہ کے اپنے الفاظ میں نقاش پاکستان علامہ فاکر اقبال  
 (دھماکہ ص ۱) فرماتے ہیں۔

دھماکہ ص ۱ فرماتے ہیں۔

دھماکہ ص ۱ فرماتے ہیں۔

تجارتیہ میر تقی میر دہلوی۔ مجدد الف ثانی۔ ڈاکٹر اقبال کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟  
 اقبال تو حضور پرست تھا کہ نہیں بلکہ ہر مردِ مومن کی یہ حالت ہوتی ہے۔ اور خود شیعہ احمد گنگوہی  
 کے متعلق دیوبندیوں کا عقیدہ بیان ہو چکا ہے۔

ظہر اس کا جو حکم تھا، تعاضف قضا کے میر

مصنف دھماکہ ص ۳۱ پر لکھتے ہیں بریلوی مفتاح احمد یار خان صاحب ایک مقام پر لکھتے ہیں  
 "حضور علیہ السلام کو یہ اختیار دیا گیا کہ جس کے لئے چاہیں اس کی زندگی ہی میں توہ کوہ کا دروازہ  
 بند کر دیں۔ کہ وہ توہ کسے اور قبول نہ ہو جس کے لئے چاہیں جہنم کی دروازہ کھول دیں اور  
 اس کو زندہ فرما کر سلطان کر دیں" (مطالعہ مصطفیٰ ص ۵) اس پر حسبِ حالت جاہلانہ تبصرہ  
 یوں ہوتا ہے۔

"یہاں اس بات کی تفتیق ضروری ہے کہ بریلوی مذہب میں خدا اور اس کے رسول پاک میں  
 تقسیم کار کیا ہے؟ خدا تعالیٰ کے دستِ قدرت سے بھی کوئی کام سرزد ہوتا ہے یا نہیں۔ پھر  
 خدا تعالیٰ اور حضرت نبوت پاک دونوں میں سے کس کا حکم کس پر چلتا ہے؟ یہاں اس بات کی  
 تفتیق ضروری ہے کہ بعد از رحلت سے پہلے مصنف دھماکہ کو چاہیے تھا کہ مفتی صاحب مرحوم  
 کے قول کا مدلل رد کرتا اور پھر کسی بات کی تفتیق میں پڑتا مفتی صاحب کے دعویٰ کو قبول نہ کر  
 تو مصنف میں جرات و ملک نہیں اور اس بات کی تفتیق ضروری ہے اور اس بات کی تفتیق ضروری  
 ہے کہ انھیک لئے پڑتا ہے۔ حضرت مفتاح احمد یار خان صاحب علیہ الرحمہ جیسے فاضل و متقی

اور ملحد یا مصنف کے اس دعویٰ کی صداقت میں کیا شبہ ہے۔ انہوں نے کون سی بات نطق  
 کہی ہے۔ بلاشبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کے لئے چاہیں اس کی زندگی ہی میں توہ کو  
 دروازہ بند فرما دیں۔ واقعہ یہ ہے کہ قلبہ ابنِ ماری نے ایک بار زکوٰۃ دینے سے انکار کر  
 دیا۔ سرکارِ دہلیہ ناگوار خاطر ہوا پھر قلبہ زکوٰۃ دے کر حاضر ہوا مگر منظور نہ ہوا۔ پھر حضرت صدیق  
 اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں زکوٰۃ لایا۔ مگر وہاں بھی منظور نہ ہوا نہ تاروقی میں پھر  
 خلافت عثمانی میں زکوٰۃ پیش کرتا رہا۔ مگر کسی خلیفہ راشد نے قبول نہ فرمائی یہی جواب دیا گیا  
 کہ جس کی زکوٰۃ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رد فرمادی ہم میں جرات نہیں کہ اسے قبول  
 کر لیں۔ اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی وَ مِنْكُمْ مَنْ عَاهَدَ اللّٰهُ لَئِنْ آتَانَا  
 مِنْ فَضْلٍ لَّنُفْسِدَ مِنْهُ وَ لَنَكْفُرَنَّ مِنَ الْقِيَامِ لِلْحَيٰۤیِیْنَ مَ مَ مَ مَ مَ مَ مَ مَ مَ مَ مَ مَ مَ مَ  
 تفسیر کبیر و تفسیر روح البیان اسی آیت کریمہ کے تحت یہ واقعہ مفصل مذکور ہے۔ مگر مصنف  
 دھماکہ اپنی جہالت و لاعلمی سے اس کا خلاق اڑا رہا ہے۔ باقی رہ موت کے بعد زندہ فرما کر  
 سلطان کرنا۔ علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اور علامہ شامی سے منقول ہے بلکہ  
 شامی آب المرئیین میں ہے کہ حضور نبی اکرم رسولِ مہتمم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ مبارک  
 پر مردے زندہ ہو کر اسلام دے تھے حتیٰ کہ حضرت آمنہ خاتون اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہما اپنے والدین کو یس کو بھی زندہ فرما کر مشرف بہ اسلام کیا مگر یہ مصنف دھماکہ ہے جن کو  
 سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات سے ازلِ عابد ہے اور کسی صورت اس کا یہ  
 مرض کم نہیں ہوتا۔ مفتی صاحب مرحوم نے جو کچھ لکھا وہ بالشرع حق اور سچ ہے۔  
 مصنف دھماکہ کا بے بسا کے عالم میں یہ پڑ چکا کہ اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت سے بھی  
 کوئی کام سرزد ہوتا ہے یا نہیں۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جو اس کے پاگل پن کی علامت ہے۔  
 یہ مصنف دھماکہ خود خدا تعالیٰ سے پوچھے کہ اس نے اپنے قبضہ قدرت میں بھی کچھ رکھا ہے یا  
 نہیں ہم تو یہی کہتے ہیں کہ سرکارِ ملکوت فاضل علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہر مالک کے صیب

یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیسرا

اور بلاشبہ ہے۔ خدا کا بھی ہے وہ نہیں اور کوئی مفر مقرر

جو وہاں سے ہو کہ میں آکے ہو جو میں ان میں تو ہوں نہیں







اور یہ اہل بدعت و ملحد و کفرین کی تعریفات اور حدیث پاک انما اتانا سحر والذی یعطی کے  
 واضح تفسیر مفہوم کے خلاف ہے۔ حدیث شریف کے اصل اپنے الفاظ میں کسی چیز کی تفصیل نہیں  
 جس نعت کا بھی یہ تبارک تعالیٰ معنی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے قاسم  
 ہیں۔ علم و حکمت مال و دولت سب ہی اس میں شامل ہیں۔ اللہ عزوجل خود فرماتا ہے۔  
 اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ اَنْتَ الَّذِیْ دَرَسْتَ لِرَسُوْلٍ نَّصِيْحَةً لِّرَسُوْلٍ نَّصِيْحَةً لِّرَسُوْلٍ  
 سے اور فرماتا ہے۔ وَكُنْ اَوْفَا نَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ اَنْتَ الَّذِیْ دَرَسْتَ لِرَسُوْلٍ نَّصِيْحَةً لِّرَسُوْلٍ  
 حَسْبُنَا اللّٰهُ سُبُوْحًا اَللّٰهُمَّ مِنْ فَضْلِكَ اَنْتَ الَّذِیْ دَرَسْتَ لِرَسُوْلٍ نَّصِيْحَةً لِّرَسُوْلٍ  
 اَنْتَ الَّذِیْ دَرَسْتَ لِرَسُوْلٍ نَّصِيْحَةً لِّرَسُوْلٍ اَنْتَ الَّذِیْ دَرَسْتَ لِرَسُوْلٍ نَّصِيْحَةً لِّرَسُوْلٍ  
 خدا کا نام ہے۔ اب میں دیتا ہے اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول۔ ہم اللہ کی طرف نسبت  
 دے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْاَرْضَ كَتَبَ عَلَيْهَا بِعِلْمِ لَوْحٍ  
 هُوَ الْاَقْلَمُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ  
 اللّٰهِ بِمِ اَحَدٍ وَّ اُخْرٰی وَاَمَّا اَنْتَ اَفْضَلُ الْاَمْرِ كَمَا فَضَّلَ اَللّٰهُ لِرَسُوْلٍ  
 البقیہ فیہ اب اللہ تعالیٰ نے قرآن بتایا اس پر خود کے نام سے میں کا قول مشرق سے مغرب  
 تک تھا۔ لکھا اللہ کے سوا کوئی تھا سب سے بہتر اللہ کے رسول ہیں میں انہیں کے واسطے سے  
 لوں گا اور انہیں کے واسطے سے وہی لا ان کی اُمت سب اُمتوں سے افضل ہے۔ ان کی اُمت میں  
 سب سے افضل ابو بکر صدیق ہیں اللہ فرمائی میں مسلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں انہیں  
 اپنے اور میں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ و ذریعہ کو لازم ہے۔ میں نے تم پر  
 دین الی داؤد و سنن ابن ماجہ و معجم کبیر طرانی میں سیدنا ربیعہ ابن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 سے ہے قال کُنْتُ اَبِیْثَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فَاَتَيْتُہُ  
 بِوَسُوْیْمٍ وَحَاجَتِہِ فَقَالَ لَیْ سَلْ وَ لَفْظًا طَبِیْعًا فَقَالَ یٰ اَبِیْثَ  
 سَلْنِیْ فَاَطِیْعُکَ رَجَعْنَا اِلَیْ لَفْظٍ مُّسْلِمٍ اَقَالَ فَقُلْتُ اَسْأَلُکَ مِمَّا کُنْتَ  
 فِی الْجَنَّةِ فَقَالَ اَوْفَیْہُ فَاَدْبَکَ فُلْتُ مِمَّا کُنْتَ فَاَدْبَکَ فُلْتُ مِمَّا کُنْتَ  
 بِکَثَرٍ لَا اَسْتَجِیْزُ میں حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اُمت کو حاضر  
 رہتا۔ ایک شب حضور کے پاس اب و فرود فرمادیا اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رحمت  
 پرش میں آیا اور فرمادیا مالک کیا مالک ہے کہ ہم نے دعا فرمائی میں نے عرض کی میں حضور سے

سوال کیا ہوں کہ جنت میں اپنی درجات سے دعا فرمادیں۔ اور غیر ذلک لہذا کہ اللہ میں نے عرض کی  
 میں نے اللہ کو عرض کیا ہے۔ اللہ اور ہم و فرود تو دنیا کی نعمتیں ہیں۔ لیکن اس حدیث شریف سے ثابت  
 ہوا کہ اُمت کی نعمت اور نعمتہا کے بہت کے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام اللہ تعالیٰ کا  
 قاسم ہیں۔ اللہ ہی نہیں بلکہ فرمادیا۔ اور غیر ذلک کہ اللہ اس میں تمام اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین  
 دنیا کی تمام نعمتوں کا قاسم بنا دیا ہے۔ لیکن لفظ سوا اللہ تعالیٰ حدیث و لہذا میں سرور شریح حکمت  
 شریف میں اس حدیث شریف کے پیش فرماتے ہیں۔ اور احاطا سوال کہ فرمودہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 و معنیہ خاص معلوم ہو کہ اللہ ہمہ ہر ہر ہمت و کرامت اور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جہ خواہر و  
 ہر کار و خواہر و ہر ہمت و کرامت و ہر ہمت و کرامت و ہر ہمت و کرامت و ہر ہمت و کرامت و ہر ہمت و کرامت  
 میں اصل فرماتے ہیں کل ما خلق فی العالم و انما یعطیہ سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
 وسلم الذی بیدہ المفاتیح فلا یخرج من الخلائق الا علی شیئی الا علی یدیدہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم۔ ہر نعمت تمام عالم میں کہیں تا کہ ہر ہمت ہے وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی معاف کرتے  
 ہیں کہ انہیں کے ساتھ سب نعمتوں میں تو اللہ کے فضل سے کوئی چیز نہیں نکلتی مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے ہاتھوں پر۔  
 ام دانی احمد بن محمد غیبی سلطان مہاجر مدنیہ میں فرماتے ہیں صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم خلائقہ البشر و مَوْضِعُ لَعْنَتِہِ الْاَشْرَکُ لَا یُفْقَدُ اَمْرًا لَا یُفْقَدُ  
 وَلَا یُفْقَدُ حَیْرًا اَلَا حَسْبُہُ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم میں میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے  
 راہ الی و ہائے نقا قمری۔ کوئی حکم نامہ نہیں ہوتا مگر حضور کے مدد سے کوئی نعمت کسی کو نہیں  
 ملتی مگر حضور کی مروت سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہائی مدد سے وہ بند مروتی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 ملکتے ہیں۔ اُمتا کہ اُمت کی اگر حق سے کہہ دیا جائے  
 تو اس سے کہہ اگر اللہ سے کہہ دیا جائے  
 و قصائد قاسمی مدنیہ ناو قوی صاحب نے بھی جانکشی میں کہا ہے۔ اللہ سے کہہ دیا جائے تو  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانکار۔ حضور سے کہہ اگر اللہ سے کہہ دیا جائے۔ کیونکہ تمام ہر نعمت تو  
 ہی ہیں۔ منہج ۱۱ آیات و احادیث و اقوال اللہ و حدیث اور حالہ ناو قوی سے ثابت ہوا کہ اللہ  
 حضور اقدس قاسم ہر نعمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کے قاسم اور مالک و قسائما  
 تو ہم سیدنا انصرفت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے اس ارشاد۔



رب ہے معنی یہ ہیں قاسم  
رزق اس کا ہے کھاتے یہ ہیں

اور حضرت معنی اعظم مرفا شاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب مدظلہ العالی کے شرح استمداد میں اس فرماں  
"حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نائب معنی ہیں زمین و آسمان اور دونوں جہاں  
میں حضور کا تعویذ جاری ہے ہر نعمت حضور کے ہاتھ سے ہے یا میں شرمایا کیا اعتراض ہے اور  
اس کی کیا دلیل ہے اور حاشیہ شہزادہ المصطفیٰ کا یہ قول حق ہے جس کو معنی دھماکہ سے تراش  
کر نکال دیا گیا کہ ہر شخص جانتا ہے کہ قدرت والے کا نائب ہوا کہ اس کی طاقت اسے دی  
جائے گی اور استمداد مصنف مالا مال سیدی معنی اعظم شہزادہ المصطفیٰ نے اس کو یوں معنی بیان  
فرمایا تھا اللہ عزوجل نام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے فرشتوں سے فرماتا ہے۔ (ای جامل فی  
الامر من خلیف) یہ تک یہ نہیں جانتا کہ نائب مقرر کرنے والا ہوں اور فرماتا ہے ولداؤد  
انما جعلناک خلیفۃ فی الامر من اے داؤد یہ تک ہم نے نہیں جانتا کہ نائب  
مقرر کیا ہر شخص جانتا ہے کہ قدرت والے کا نائب ہوا کہ اس کی طاقت اسے دی جائے  
گی جسے نہ کسی کام میں دے اس کی طاقت وہ پھر ہوگا پھر پھر ہی کا نائب ہو سکتا ہے نہ کہ  
قادر کا تو یہ ہونا ایسا ہی نہیں بلکہ ان کے رب کی تو یہ ہے استمداد مصنف ایسا ہی ایمان  
افروز بات ہے جس کو مصنف دھماکنے اپنی جہات سے کس قدر رنگ میں اور کاشی جہات  
کو نقل کیا۔ قوی ہے کہ دیوبندی حضرات کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام ہر نعمت پہنچنے  
میں تاثر ہے لیکن نافرمانی صاحب بالی مدد دیوبندی اس حدیث شریف کا غور اپنی ذات پر  
اطلاق کرتے اور اپنے آپ کو تمام ہر نعمت پہنچنے میں کوئی ناقص نہیں کہتے چنانچہ اس طرح فرماتے  
ہیں ہے فرماتا کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا گیسوی رحمت اللہ علیہ اور مولانا نافرمانی رحمت اللہ علیہ  
بیت اللہ کو تشریف لے گئے مولانا گیسوی کا تو قدم قدم پر انتظام اور مولانا نافرمانی رحمت اللہ  
علیہ اباب کیس کی چیمہ کہیا پڑی ہے کہ پڑی ہی نہیں اس وقت ایک گروہ مولانا گیسوی  
رحمت اللہ علیہ کے پاس گیا کہ ہم بھی آپ کے ہمراہی کو چاہتے ہیں آپ نے فرمایا زاد راہ میں ہے انہی  
سے کہا ہے یہ تو حق پر ہیں گے۔ مولانا نے فرمایا جب ہم مبارک ٹکٹ میں گے تو تم منہ کے سامنے  
توقیر کی بول دو کہ دینا دینا آئے تو حق کہتے جانی پناہم کرد۔ پھر ان لوگوں نے حضرت مولانا  
نافرمانی رحمت اللہ علیہ سے کہا تو آپ نے اجازت دے دی۔

ہر گے مارنگ ہونے دیکھ است

دست میں ہم کہہ بھی سنا وہ سب لوگوں کو دے دیتے اور ساتھیوں نے کہا کہ حضرت آپ تو سب ہی  
دے دیتے ہیں کہ تو اپنے اس رکھتے تو فرما۔ انما انا قاسم ولا اعلیٰ الخ  
سب کہہ دے دیتے ہیں۔ اس حدیث پاک کا اطلاق اپنی ذات پر کر لیا اور غور تمام ہر نعمت  
میں گئے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کہ جائز تھا اور آپ کو یہ اختیار  
موصول تھے۔ ہر نعمت کے آپ قاسم ہیں۔ لیکن نافرمانی صاحب کو سب اختیار حاصل ہیں۔  
ہر نعمت کے قاسم اللہ تعالیٰ و مشکوٰۃ شریف کی اس حدیث کے یہ خود مصداق ہیں۔ وَلَا  
حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

**مصنف دھماکہ کے لائل کا تجزیہ** مصنف دھماکہ نے علت جیب خدا  
شریہ دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں

اس حدیث شریف کی اہمیت کم کرنے کے لئے چند بلائے نام عقل و نقل ہذاں میں پیش کئے  
ہیں۔ جن میں کوئی جان نظر نہیں آتی ہر حال ہر وجہ کا جواب ہمارے ذمہ ہے لہذا غور وار  
جہات کا غور ہوں۔

۱۔ یہ حدیث باب اعظم میں ہے خدا سے علی فیوض و برکات کی تقسیم مراد ہے۔ رزق کی  
تقسیم مراد لینا۔ صحیح نہیں۔

جواب۔ یہ حدیث مشکوٰۃ شریف باب اعظم میں ضرور ہے لیکن اس سے بعض علی فیوض و برکات  
کی تقسیم مراد لینا تفسیر بالرائے ہے جو اکابر علماء و محدثین کی روشنی تفسیرات کے خلاف ہے  
ورنہ لازم آئے گا کہ اللہ عزوجل ہی صرف اعلم کا معنی ہے۔ مگر نہیں یہ حدیث کے واضح و غیر مبہم  
منہم کے منافی ہے۔ لہذا ماننا پڑے گا۔ جن چیز کا بھی دینے والا اللہ ہے ہر اس چیز کے تقسیم  
فرمانے والے حضور تمام ہر نعمت ہی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ جیسا کہ مواہب شریف  
اور مطالع العسرات آیات قرآنیہ کے محالوں سے گزر رہے ہیں جانتا ہے کہ رزق کے  
مقابلہ میں علم حاصل کرنا مشکل ہے کیونکہ رزق تو ہر جہاز حاصل کر ہی لیتا ہے لیکن علم ہر جہاز  
کو کیا ہر انسان ہی حاصل نہیں کر پاتا۔ جب شکل پیر ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرماتے  
ہیں تو کیا آسان چیزوں کو تقسیم فرمانے کے اعتبارات سے محروم ہیں و معاذ اللہ یہ نہیں ہو سکتا  
کوئی شخص دس میں تو پیل ستر کرے لیکن پانچ میں گھول دے پھر نہ کر کے یا کوئی شخص ایک ہیر



دودھ قلیا ہے۔ لیکن ایک پاؤ پانی نہ پلے اور پھر یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ اللہ عزوجل  
 کی ایک صفت کسی دوسرے میں ماننے سے تو شرک لازم نہ آئے اور پھر یہ تشریح کے ماننے  
 سے شرک لازم آجائے ایک امر تو ناجائز نہ ہو اور چند امور ناجائز ہو جائیں مثلاً علم غیب  
 اللہ تعالیٰ کی حقیقی صفت ہے۔ لیکن صفت دھماکہ مثلاً پر خود تسلیم کرتا ہے اور اولیاء اللہ  
 کو اللہ تعالیٰ جب اور صفتی غیب کی خبریں دیتی تو یہ فوراً صفت کا فیض ہے ان پاک سہیلوں  
 کو اور غیب پر اعلان جب بھی لے اور صفتی بھی لے کر اللہ صفتی ہے "تو یہ ایک بات تو شرک نہ  
 ہو اور اسی طرح کی چند کرامات صحیح ہو جائیں تو ناجائز بھی ہے شرک بھی ہے۔ جب علم جو اللہ تعالیٰ  
 کی حقیقی صفت ہے اس کی تقسیم سے شرک لازم نہیں آتا تو رزق کی تقسیم سے کون سا شرک کی طرح  
 لازم آئے گا۔ اور پھر یہ علم سیکھ کر آدمی رزق حاصل کرتا ہے تو یہ بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی ہی تقسیم کا صدقہ ہے۔ اسی طرح حضور قادم ہر نعمت قرار پاتے ہیں ولایت و بندیت کھٹے کھٹے کسی  
 بنیاد نہیں ہر شخص حضور صلی فیوض و برکات حاصل کر کے تسلیم و شاکست و تقسیم و تقلم کے ذریعہ صفت و صفت  
 کے ذریعہ بقا کے ذریعہ رزق حاصل کرے گا۔ ورنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم ہوگی لہذا  
 سرکارِ عظمت داخل بریلی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر حق ہے۔

لب وصل ہے یہ جبین قاسم  
 رزق اس کا ہے کھاتے یہ جبین

مالاکہ اس شعر میں بھی عظمت میں لڑا ہے میں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاس سے  
 نہیں بلکہ رزق اُس اللہ کا ہے اللہ کھاتے یہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم بتاتے اس میں کیا غواہی ہے  
 علم اس کا ہے چھپاتے یہ ہیں تو جائز ہے لیکن خلق اس کا ہے کھاتے یہ ہیں یہاں اللہ صفت تکلیف  
 ہو گیا اللہ چہ جناب تمام نافرمانی بان مدد و بند کو کیا کہے گا وہ چاقبے میں رہ گئے ہیں۔

شنا و گم اُس کی اگر حق سے کچھ لیا جاتا ہے  
 تو اس سے کہہ اگر اللہ ہے کچھ دیکار

اس میں ملی فیوض و برکات تک مدد و جس بلکہ حق سے کچھ لیا جاتا ہے مطلق ہے اگر اللہ ہے  
 کچھ دیکار بھی مطلق ہے مدد و فیوض میں کا دماغ مفہوم ہے کہ رزق اللہ صفت و امان اسلام جو کچھ  
 بھی حق بلکہ اللہ تعالیٰ سے لیا جاتا ہے اس (جیب خدای) کی بناء پر اللہ اس جیب خدای سے کہہ اگر اللہ ہے  
 کچھ دیکار ہے۔ کیوں نہ ہو کہ تمام ہر نعمت اور تمام مطلق کے نائب اعظم ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صفت دھماکہ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام لگائی سے بھاگتا ہے لیکن تمام علماء و دیوبند کے پیر و  
 جناب عالمی اسلام صاحب مہاجر کی اپنے پیر و مرشد جناب نور محمد صاحب کو ان کے وصال کے بعد وہیں  
 دنیا کا آسرا اور دنیا حاجت روا ملک کشادہ بچھے اور مدد کے لئے پکار رہے ہیں مگر ہر

آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا  
 تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے اتنا  
 بلکہ دن شرک کے بھی ہیں وقت قاضی ہو خدا

آپ کا واس پڑ کر یوں کہوں گا برہ ۱۱ (شہام اطویہ ص ۱۱)

جناب عالمی اسلام صاحب مہاجر کی اپنے پیر و مرشد کو وہیں دنیا کا آسرا مان رہے ہیں۔  
 اور ان پہاڑا امتداد و کرم سوا (خواہ اللہ تعالیٰ ہی ہو) اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے اتنا۔ اور صرف  
 دنیا میں نہیں بلکہ دن شرک کے اور خاص اس وقت میں جس وقت قاضی ہو خدا۔ آپ (جناب پیر  
 نور محمد صاحب) کا واس پڑ کر یوں کہوں گا برہ ۱۵۔ سیر سے پیر و مرشد اسے شرعاً نور محمد وقت ہے۔  
 اللہ کا فریاد صاحب کیا علم۔ کیا اللہ حق۔ کیسے اللہ و کیسے شہا۔ میں اس وقت جبکہ صلی قاسم ہوگا۔  
 اس وقت بھی عالمی اسلام صاحب مہاجر کو اپنے پیر و مرشد کا واس پڑ کر ہی اللہ کے لئے عرض کریں گے۔  
 اور پھر ہی میں نہیں کہان تک اختصار سے کام لیا جائے خود سارے دیوبندیت ہانی مدد و بند جناب پیر  
 محمد قاسم صاحب نافرمانی نے تو کمال ہی کر دیا۔ (مراختہ میں)۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا

نہیں ہے تمام بے کس کا کوئی ساری دیکار (قصائد قاسمی ص ۱۱)

الطوفت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے تو یہی فرمایا تھا کہ

دیتا وہ ہے داتے یہ جبین

یامصف و دھماکہ کے لئے باعث تکلیف معرہ

رزق اس کا ہے کھاتے یہ جبین

الطوفت قدس سرہ نے ہر مقام پر اللہ عزوجل کا ذکر کر پئے رکھا حقیقی قوت اُس ہی  
 اتنی کہ تسلیم کی لیکن نافرمانی صاحب خود حضور نبی اکرم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں بلکہ آپ کے  
 کرم سے اطاعت رکھ رہے ہیں حالانکہ کہ کرم کریم کی ایک صفت ہے نافرمانی صاحب نے حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو کریم بھی مانا پھر براہ راست حضور سے نہیں بلکہ آپ کی صفت کرم سے مدد طلب کی اور وہ



یہی اس اشارے کے تیسرے سوا۔ نہیں ہے تاہم کس کو کئی مای دکار۔ بتائیے نا تو قوی صاحب تو تحقیق  
لا رہا تھا اور مطلق کو جو بھول گئے۔ اب صنف دھا کہ کی اگلی پھیل کر گئی بند ہو گئی۔ اب وہ اپنے امام خانہ  
وہی کا تصور دل میں جا کر زبان حال سے کہے۔

نکتہ یہی ہے تم دل تہ کو نشانے نہ بنے

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

۱۲۔ علامہ قریشی مقرر اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں انما انا قاسم کا اشارہ  
ما یلقی الیہ من العلم والحکمت کہ مراد ہے اور واللہ یعطی  
اشارہ فہم ما یستدی بہ الی حقیات العلوم فی کلیات  
الکتاب والسنن کہ مراد ہے۔

انما انا قاسم ای للعلم واللہ یعطى الفہم فی العلم بیتا ہ  
والفکر فی معنای والعمل بمقتضاہ۔ درمات جلد ۱۔ ص ۶۶ (ترجمہ)  
یہاں اشارے والا ہوتا ہے یعنی علم اور اللہ تعالیٰ اس کا تقسیم اس کے سنوں میں لکھتا اور اس تعاضوں  
پر عمل مقرر کرتے ہیں (دعوت ص ۳)

جواب۔ علامہ قدس سرہ کی مذکورہ بالا بات حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تقسیم ہر نعمت پہننے کی  
ہرگز نفی نہیں کرتا اور خود صنف کے پیش کردہ توہم کی بدھتی میں دیکھا جائے تو میرے فہم آئے گا۔  
میرا کہ ہم گذشتہ اوراق پر لکھ چکے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف علم و حکمت کا تقسیم دیا جائے تو اللہ  
کو جس صرف علم و حکمت کا مصلیٰ بنا دیتے ہیں حالانکہ اس کو کئی قدسیں۔ جیسے شیخ محمد بن عبد اللہ بن عبد الوہاب  
دنیا کی دیگر نعمتیں کی علم و حکمت اور کتاب و سنت سے باہر ہیں بلکہ قرآن مجید میں ہے۔ وَكَذَٰلِكَ  
عَلَّمْنَاكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔ ہم نے تم پر قرآن اتا دیا کہ ہر چیز کو وہ تم میں بیان ہے۔

۱۳۔ شیخ عبد القادر محدث دہلوی لکھتے ہیں ان الامر کلہ بسید اللہ وهو  
المعطى لمن شاء مما شاء (مفتح اللغات جلد ۱۔ ص ۲۵) سب اختیار  
اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اور وہی دینے والا ہے جسے چاہے وہ اور جتنا  
چاہے۔

جواب۔ اس بات پر درج فرمایا ہے اول سب انبیاء اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں آلہ ہدایت  
میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ ہاتھوں کو اپنے ہاتھ فرمایا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ اِنَّمَا یُعْزِزُہُمُ اللّٰہُ فِیْکَ اللّٰہِ فَوْقَ اَیِّدِہُمْ اِنْ فَرَّوْا فَرَّوْا  
مِنْ حَیْثُ اَرَادُوْا مِنْ حَیْثُ اَرَادُوْا وَلَکِنْ اللّٰہُ مَعَ الصّٰلِحِیْنَ  
مقل بکہ اللہ تعالیٰ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ میں حضور کا خاک ہو گیا اللہ  
کا خاک ہو گیا ہے تو کیا اللہ کی دعا سے حضور کا رزق تقسیم فرما، اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کا تو دینا ہو گا تو اللہ تعالیٰ  
حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کو گشتا اللہ تعالیٰ میں دلا کہ قدرت کو جتنا چاہے  
وہاں تہ ہے ورنہ کی بنیادی دعا تو اس کے قرآن کی تقریب انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توحید  
اس کے بغیر و ہدیٰ و ہدیٰ نہیں رہ سکتا۔ دوم وہی دینے والا ہے جسے چاہے وہ اور جتنا چاہے وہ۔  
شیخ محقق علیہ الرحمۃ کی عبارت کے ان الفاظ نے تو فیصلہ کیا کہ جسے چاہے وہ اور جتنا چاہے وہ  
قرآن مجید ہی میں ہے۔ ولشوف یعطیت من یکتف فمقرضی۔ اے میرے تہاں اللہ نہیں اتنا  
دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے اور قرآن کی حدت عا کلا فی اعطانی۔ اور تمہیں حاجت مندا یا  
پھر نفی کر دیا۔ تو میں مجاہد کی یہ شان ہو کر اللہ تعالیٰ اس سے یوں فرماتے تہاں اللہ نہیں اتنا  
دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ تو میرے رزق کی تقسیم۔ شفا۔ وغیرہ کس شغل میں ہیں وہ کیا کچھ نہ دیا ہو گا یہ  
نہیں فرمایا نہیں حاجت مندا یا حاجت مندا کی کمری نہیں بلکہ فرمایا نہیں حاجت مندا یا پھر نفی (اور جتنا)  
کر دیا دینا جاتا ہے کہ وہ اللہ کی رحمت میں غریب و فقیر ہر فردیت اللہ کا حصہ ہوتا ہے۔ کل  
مَسَاغُ الدُّنْیَا قَبْلِی۔ دنیا کی تمام نعمتیں تمہیں ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دیا وہ کوثر ہے  
اِنَّا اَعْطٰیْکَ الْکُوْثَرَ۔ یعنی کوثر نہیں۔ آخر میں بلکہ کوثر فرمایا یعنی میت ہا زیادہ اور اپنے رب میں ہا  
کے فضل سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔ یہی شیخ محقق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا وہی  
اللہ دینے والا ہے جسے چاہے وہ اور جتنا چاہے وہ۔ تو اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا  
کہ نہ دیا ہو گا۔

۱۴۔ کہ محدثین کلام نے اس سے اسلای جنگوں کے بعد قائم کی تقسیم مزا دہ ہے۔ اس  
تقسیم میں بھی حضور اللہ کے حکم کے تابع ہیں یہ نہیں کہ خدا آپ کا منی لگا ہوا ہے (دعا کر لکھنا)  
جواب۔ کیا بہتر ہو گا کہ ان کے تقسیم کلام کے نام اور کل حوالے میں نقل کر دیے جاتے (مگر مجھے تو  
لانا کہہ دیتے جاتے) اس وجہ سے کچھ ہی کا سہارا ہے اور کچھ نہیں صنف دھا کہ کی اس پرانے نام و صل  
کابھی وہی تہہ لکھا جا جو اس سے پہلے فیوض و کلمات کی تقسیم کی دلیل بنا لکھا۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم بعض اسلای جنگوں کے قائم تقسیم فرماتے ہیں تو اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انصاف اللہ صرف قائم



کا معنی ہوگا۔ لیکن یہ بھی خلاف واقع ہوگا غلام جگوں سے حاصل ہوتے ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ براہ راست دیتا ہے اور یہ بھی اس کے لئے محبت کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دشمنوں سے میدان جنگ میں حاصل کردہ مالِ غنیمت کو تقسیم فرمایا لیکن اپنے کرم باب العالمین کا مظاہرہ وہ کچھ تقسیم نہ کر سکیں معنی دھماکہ کدہ بات و مافی تواریخ کو یہ سننے کی علامت ہے کہ اس تقسیم میں بھی حضور اللہ کے کرم کے تابع ہیں یہ نہیں کہ خطاب کا منشا لگا ہوا ہے۔ معلوم نہیں کس شیطان نے اس کے دماغ میں یہ ہنسا دیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عریف یا قہر مقالی ہیں اور دونوں میں معاذ اللہ توازن و آسانی ہو رہا ہے۔ یہ شبہ اللہ تعالیٰ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منشی نہیں لگا ہوا مگر مصنف دھماکہ بھی تو اللہ تعالیٰ کا منشی نہیں لگا ہوا وہ کس وثوق سے اس اعجاز میں ہوتا ہے جیسے منشی رجسٹر کھول کر بتاتا ہے کہ میں کو کچھ نہیں دیا اس کو اتنا دیا۔

۵۔ امام بخاری حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا اے اے علیکم ولدا اضعکم انا قاسم اضع حیث اصرت ورجح بنامی جلد و مستان ترجیح۔ میں نہیں دیتا ہوں نہ چھوڑتا ہوں میں تو بانٹنے والا ہوں۔ وہیں رکھتا ہوں جہاں کا بچے لگم ہوتا ہے۔

جواب۔ یہ حدیث شریف ہمارے توقف کی زبردست تائید کر رہا ہے۔ جیسے اس میں ہمارے خلاف کوئی سخاوت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دینے کی نئی فریالی اور اپنے بانٹنے کا اعلان فرمایا یہی سرکارِ محفرت طہارت فرماتے ہیں۔

دیتا وہ ہے دیتے یہ جہیں

بہر حال اس میں کوئی بات ایسی نہیں جو ہمارے خلاف ہو اگر کچھ ہے تو وہ سو فیصد ہماری تائید و حمایت ہے۔ مصنف بے عمل احادیث نقل کر کے اپنا رعب قائم کرنا چاہتا ہے۔ ۶۔ امام شمس نے حدیث انا قاسم اضع حیث اصرت کے سلسلے میں بھی روایت کی ہے۔ امام نووی (۶۷۶ھ) اس کی خبر میں لکھتے ہیں معناه ان المعطی حقیقۃً هو اللہ ولست انا معطیاً وانا انا خازن علی ما عندی ثم اقسم ما اصرت بقسمۃ علی حسب ما اصرت بہ فالاموی کما بانشیۃ اللہ تعالیٰ و تقدیرہ والا انسان مصروف مرہوب (آخر شمس شریف ص ۳۳ کتاب الزکوٰۃ) ترجیح۔ اس حدیث

کا معنی یہ ہے کہ دینے والا تعینیت میں اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ میں دینے والا نہیں ہوں۔ خدائے مجھے توفیق بنا رہا ہے میں اس کے حکم کے ماتحت اس کی تقسیم کرتا ہوں سب ملے اللہ تعالیٰ کی خشیت کے تحت ہیں مگر مولانا احمد رضا خاں اس باب میں علم نبوت کے نمائندوں و بہکات و فحاکم کی تعیبات سے آگے گزر کر رزق کے فیصلے بھی حضور پاک کے اہل علم سے کہتے ہیں۔ (دھماکہ ص ۳۳)

جواب۔ اس حدیث شریف پر امام نووی کی شرح نے تو دلوں بندہ کی نفی سی جان کو موت کی نیند سلا دی ہے تو حضور طہارت و السلام کے تقسیم فرماتے ہیں یہاں ستر میں تھا اور یہ در اس کو چھین دینے و بٹانے کا امام نووی کی شرح نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو غازی بنا کر اذیت شعلی بتائی ہے آج تک کسی نے علم فہم کی تقسیم کرنے والے کو غازی کہا ہے؟ غازی تو وہ ہوتا ہے جس کے پاس غزانہ ہو امام مسلم نے اس حدیث کو صدقات کے سلسلہ میں نقل فرمایا ہے یا یہ کتاب الزکوٰۃ میں ہے تو اس کا یہ مطلب نہ ہوگا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بعض صدقات و زکوٰۃ کے قاسم ہیں و نہ ان کے لگا کہ اللہ تعالیٰ ہی فقط صدقات اللہ کو لگا کہ معطی ہوا ہے سوا مر غلاف واقع ہے کیونکہ زکوٰۃ و صدقات تو اللہ تعالیٰ کے دینے ہوئے ہیں میں سے سلطان دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے زکوٰۃ یا صدقات دینے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض زکوٰۃ و صدقات کے غازی ہونے کا کیا مطلب۔؟۔ بہر حال اس حدیث پاک سے بھی اس کی باطن مراد پوری نہیں ہوتی اور اس حدیث شریف اور امام نووی کی شرح کا ایک لفظ بھی اس کی تائید نہیں کرتا اور جب شیعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قاسم ہر نعمت و غازی ہر نعمت ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سرکارِ محفرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر یقیناً حق ہے۔

رب معطی ہے یہ جہیں قاسم  
رزق اس کا ہے کھاتے یہ جہیں

### کن کا رنگ

مصنف دھماکہ اللہ تعالیٰ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منشی کی بیعتی کہنے کے بعد قرآن و حدیث ائمہ و محدثین کے اقوال اور تفسیر کا یہ طام و لو بندگی کی تعریحات کے خلاف بزم خود اللہ تعالیٰ کا منشی بن کر رچی و مضانی اور مستزنی سے لکھتا ہے مازنہ کرتا۔ رزق دنیا اولاد و دنیا شفاء و دنیا یہ اعتبارات اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں دیئے (کیونکہ معاذ اللہ بزم خود اللہ تعالیٰ کا منشی ہے اور یہ اس کے رجسٹر میں نہیں لکھا) اس لئے وہ آنکھوں پر پٹی باندھ کر یا اپنے قطب عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی آنکھوں میں ہاتھ دالے موتیا سے استفادہ کرتے ہوئے قرآن و حدیث سے منہ موڑ کر







صالحکم و معدکم میرکر و اور شاد ہو کر بے شک میں نے تمہارے مذاق کے پیمانوں پر برکت دی ہے۔

(استدركه عن امير المؤمنين عليه السلام في الله تعالى عنه)

قرآن مجید میں ہے وَمَنْ يَدَّ بِرَأْسِهِ فَيُقْبِلْهُ يَأْتِ الْبِرَّ أَفْجَأَ أَنْ يَقُولَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ فَضَّلَ الْفَاسِقَ

لہذا تو فرمایا پھر دے کیوں نہیں قرآن کریم کہتا ہے یہ صفت اللہ کے ہے کہ فرد بشر کی تک اس کا اختصاص ہوتا ہے۔  
اگر اس سے پُر حیر کہ ہم کی تفسیر کرنے والا کون ہے تو اس میں کوئی تباہی ملے لیکن خود ہی فرماتا ہے۔

المذنبات انما اقمنا نرشونك في تمام الارباب وانا انك قد مررت به. معلوم التزويل ثماني  
 ے قال ابن عباس هم المملیة وكلوا اياما وعرضهم الله تعالى الفصل

.....



کھتے ہیں علامہ تاج الدین بک نے طبقات کبریٰ میں بیان کیا ہے کہ کراستہ کی بہت سی قسمیں ہیں۔

۱۔ مردوں کا زندہ کرنا اور اس میں بوجھ بھری کھڑکی لٹکانے سے ایک جنگ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ ان کی سواری کو زندہ فرمادیں اور حق تعالیٰ نے اس کو ان کی دعا سے زندہ فرمایا تھا اور فریاد کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہوں نے مجھے ہر شے پر زندوں کے تھوک کو فرمایا تھا اور اس کو تو وہ نہ گئے تھے اور شیخ ابدال کا قصہ یہ ہے کہ انہوں نے مری ہوئی بقیہ کو زندہ کر دیا تو وہ ان کے پاس آگئی۔۔۔ شیخ ابو یوسف دہانی کا واقعہ کہ آپ ایک مردہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی اجازت سے آئے جاؤ تو اٹھ کھڑے ہو اور میرے دراز تک زندہ رہا اور شیخ زمین الدین صاحب شافعی مدنی شامیر کا قصہ بھی یہ ہے کہ اس کے تعلق سے ایک کہتے ہیں کہ میں نے اس قصے کو ان کے صاحبزادہ شامیر کے دلا کے شیخ تاج الدین مدنی سے سنا ہے کہ ان کے گھر میں ایک چوہا سا بچہ چھت سے گرا اور مر گیا تھا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر دیا۔

(جمال الدینیہ ص ۲۳)

اب مصنف دھماکہ اپنے شیخ نجدی کی روح سے کہے۔

سناں خانہ نجدیہ نمونہ حجاب

شیخ نجدی مد سے نائب۔۔۔۔۔ ان حشے

مصنف دھماکہ کی غیب حالت ہے وہ قرآن و حدیث و تفسیر و ادبیات و آثار کے اقوال اور اپنے اکابر کے احوال سے مزین کر کے غری کے عالم میں کہہ رہا ہے۔ بریلوی مذہب میں مانا۔ زندہ کرنا۔ رزق دنیا۔ اولاد دنیا۔ شفاء دنیا سب خدائی قدرتیں ہیں۔ اور ان ٹیکوں کے سب اختیارات بظاہر الہامی حضور پاک بلکہ حضرت خشت پاک کو بھی حاصل ہیں۔ (دھماکہ ص ۱۳) معاذ اللہ گویا قرآن و حدیث کی بات صحیح ہے نہ کہ ہر اثر و ادویہ کی صحیح ہے نہ کہ ہر علامہ و دیوبند صحیح کہتے ہیں (معاذ اللہ) اور یہاں اللہ تعالیٰ کے خاص شفیق گئے مجھے ہیں اور اس نے اپنے کھاتوں میں لکھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو کچھ نہیں دیا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

حسن اور افس ہے حسن ظن رہ گئی ہوا ہوس کی شرم

اپنے چہ افتاد ہے غیسر کو آزمائے گیوں

اولاد دنیا شفاء دنیا۔ رزق دنیا وغیرہ کی نسبت انبیاء و رسل علیہم السلام حضور اقدس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور سیدنا فرشتہ اعظم قدس سرہ کی طرف تو ناگوار ہے شک بھی اور کفر بھی

لیکن جب اپنے قلم عالم جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو معاذ اللہ دھماکہ کس شمار و نگار میں خود شیخ الہند مولوی غلام حسن صاحب دیوبندی پکارا کرتے ہیں۔

علا کی دین و دنیا کے کہاں سے جا میں میرا پ

گپ وہ قبیلہ حاجات روحانی و جسمانی

ان کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی دین و دنیا کی روحانی اور جسمانی حاجتوں اور ضرورتوں کو پورا کرنے والے ہیں۔ رزق دنیا۔ اولاد دنیا۔ شفاء دنیا وغیرہ کیا دین و دنیا کی روحانی اور جسمانی حاجتوں اور ضرورتوں سے الگ ہیں؟ جب یہ سب کالات مولوی رشید احمد گنگوہی میں ہو سکتے ہیں تو کیا صیب مٹا علی اللہ علیہ وسلم و سوا فرشتہ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہی نہیں ہو سکتے ہیں معاذ اللہ کہ اس دینی موقف پر کوئی سی شرمی دلیل ہے۔ غلطی ہے مصنف دھماکہ یہ کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کر رہے کہ مجھے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اللہ غفور و رحیم صاحب عیسیٰ مسیح کا قرآنی امام ماحذ مولوی اسماعیل دہلوی صدیق الصدوق و شریک سادہ گنجی کہ شیخ وہ کیا فرماتے ہیں۔ یہ جتنے منصب والے تمام عالم میں تفریق کے قیام و مطلق ہوتے ہیں اور انہیں کہنا پسند ہے کہ عرش سے فرشتے تک ہماری سلطنت ہے عرش و عرشہ و عرش اب مصنف دھماکہ بتائے کہ جو جتنے منصب والے عالم میں تفریق کے قیام و مطلق ہوں اور جی کی عرش سے فرشتے تک حکومت ہو انہیں شفاء دنیا۔ اولاد دنیا۔ رزق دنیا بظاہر الہی کیا مشکل ہے؟

**حضرت خورش پاک کا خدا پر رعب**

مصنف دھماکہ ص ۱۳ پر یہ عنوان ہے کہ حضرت خورش پاک (ابو) و فخر فرما رہے تھے کہ پانی بہنے لگانے والے پتھر پریشانی ہونے لگے آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اور اپنے رب سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ میں تو قیسلہ اور تیسرے محبوب کا ذکر سنار میں ہوں اور تو پانی پر سا کرتے والوں کو پریشانی کر رہا ہے کھانا ہے آپ کا انتظار کیا تھا کہ سجد کے چاروں طرف شمس سے باشی ہوتی رہی مگر مسجد میں ایک طورہ والی کہ نہیں آتا تھا۔

یہ واقعہ نقل کیے پر یہی مری کے خلاف زبان نکالتا کرتا ہوا لکھا ہے یہ وہ باتیں ہیں جو مردوں نے اپنے پیروں کے واسطے میں تفسیق کر رکھی ہیں حالانکہ مصنف دھماکہ کہ حضرت خورش پاک کا خدا پر رعب کی طرف ہمارا ہی عاقبت ہے وہ وہ جو محبوب کو کیا بانے کہ وہ محبوب سبحانی ہیں اور پھر رعب کیسا کہ یہ لکھا ہے کہ اپنے رب سے رعب کیا جب حب اور رعب ہے تو رعب کوئی سے جملہ سے ثابت ہوا کہ رعب ڈالنے کے لئے عرض کیا











جائے یا حکم دیا جائے۔ اگر دعوت میں یہ ہوتا کہ آپ نے اسناد شریف کو حکم دیا جب تو واقعی قابل  
 اعتراض تھا یہ معنی دھا کہ اسناد اور یہ ایمانی ہے جس سے میں نہیں لینے دیتی اور ہر صحیح بات کو انکار  
 کے پیش کرتے ہیں۔ اس واقعہ میں چونکہ سرور فرشتہ اعظم رضی اللہ عنہ کی عظیم شان کرامت ہے اس لئے اس کو یہ  
 ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنا نامہ اہل سیاح کر لیا لیکن اُسے کیا خبر کہ یہ کرامت تو دلیلی ہے اپنے  
 نبوی میں جس میں جانتے ہیں طاعت پر شیخ الاسلام مہر صفی حضرت مولانا امین احمد خان ندوی اور میاں سید  
 بشیر الدین صاحب حضرت مولانا ندوی کی سسرال قابل پوزہ صلیح اعظم گرامہ جابہ ہے تینوں آدمی گرامہ  
 پر جوتھے لڑکی کی شہرت سے پریشان تھے میں نے حضرت مولانا ندوی سے عرض کیا کہ صاحب کی شہرت سے  
 محنت پریشانی ہے حضرت مولانا خاموش رہے غور فرمائیے دیکھا کہ آپ کا ایک لکڑا نمودار ہوا اور  
 بڑھتے بڑھتے ہم لوگوں پر سایہ ٹپکا ہو گیا اور نہایت اکرسم سے ہم لوگ چلنے کے حصول دیکھ کے ہر میں نے دیکھا  
 کہ دوسرے پانی آ رہا ہے میں نے حضرت مولانا ندوی سے عرض کیا کہ حضرت دھوپ ہی اچھی تھی اب بیگے بہت  
 شسرال پیسے تھے حضرت مولانا پھر خاموش رہے یہاں تک کہ پانی سر پہ آ گیا لیکن خدا کی قدرت ہر جہاں طرف  
 پانی برس رہا تھا غور فرمائیے پانی پر چل رہے تھے ہم لوگوں پر پانی کا غور تک نہیں پڑا تھا۔

بنا ہے صاحب ہی بات حضرت فرشتہ پاک تو میں سونے کے تھے تیسرا ہوا وقت تھا کہ میں توجہ تھی میں  
 کی تائید تھی لیکن اندوی صاحب کہنا تو میں ایسا ہی تھا معنی دھا کہ میں اتنی اخلاقی جرات نہیں کر سکتا  
 نازد کے واقعہ کہ غلط انداز میں ان کی تائید کر رہے۔

کاش معنی دھا کہ اپنے حکیم الامت تھانوی صاحب کی اخلاقیات الیہ میں جہاد کا مسلک دیکھا  
 ہوتا تو فرشتہ اعظم کی اس کرامت پر اعتراض نہ کرتا تھانوی صاحب نے کھلبے کا ایک بڑی سے سرور عالم  
 علی اللہ علیہ وسلم کے مزار پاک پر عرض کیا کہ آپ نبی ہیں اور امت پر شفیع ہیں اگر میں مجھے ہے ہا سے ہاں  
 خشک سال ہے بالکل بارش نہیں آپ دکاندار ہیں اگر بارش ہوگئی تو خشک گئی آپ کی نظر کیوں گا۔ جب وہ سید  
 دخیل سے باہر گیا تو لوگوں قریب تھا۔ اس نے دیکھا کہ جلی کا ایک ٹیکڑا اس بستہ کی طرف چھا رہا ہے اور  
 بارش بند ہے۔۔۔۔۔ دیکھتے ہیں اب معنی دھا کہ اپنے حکیم الامت پر کیا کتاب نازل فرمائی ہے

### حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا عقیدہ توحید

۱۔ مشافہ توحید الغیب منہ ذلک توحید الغیب مقابہ، منہ ذلک سے چند باتیں نقل کی ہیں مثلاً غفلت  
 اللہ ہے۔ ان کے ہاتھ میں ہدایت ہے نہ مملکت ان کے قبضے میں نہ دولتیں ان کے ہاتھ میں نہ نقصان نہ نقص

ہی کے نزدیک خلیفہ ہر رنگ و ہر قسم کے سوا کوئی بادشاہ ہے نہ صاحب اختیار اس کے سوا ہے لینے والا  
 کوئی نہیں فائدہ نقصان ہی کوئی نہیں پہنچا سکتا اس کے سوا کوئی زندہ کرتا ہے نہ ماتا ہے توحید الغیب  
 کی بقیہ منور کی عبارت میں اسی قسم کی ہیں۔

بلکہ شہر اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں اللہ تعالیٰ حقیقی مالک وقادح مطلق ہے ان میں مٹا کا  
 انکار نہیں ہمارے دعائی اختیارات حاصل ہونے کے مائل ہم گذشتہ اصلاقی پر منتقل نقل کرنا ہے وہاں  
 طاقتور ہوں۔ اگر معنی ذاتی و تفسیری اللہ تعالیٰ دعائی کے فرق کو ملحوظ رکھ کر تو قرآن مجید و حدیث شریف  
 کے روشنی ارشادات کی نظر سے کہیں گے۔ جہاں بھی کسی اختیاری کی نفی ہوگی وہ تو اس جگہ کی نظر سے کہیں گے  
 مابقی اختیارات کی نفی ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ دعائی کی نفی نہ ہوگی حدیث پر غور فرمائیے غیب کی عبارت میں  
 صفات کے حوالے ہمارے ہیں یہی ہے اس کا نامی دیکھتے ہیں کہ ان میں سے کئی ایک صفات کی نفی ہے۔

### جوڑ توڑ کی استہانہ

بالی مد سہ دلی بندہ مولوی قاسم تھانوی صاحب پس میں جوڑ توڑ کا کہیں  
 کہتے تھے (سوانح قاسم جلد اول ص ۱۲) یہ اسی جوڑ توڑ کا نہیں ہے  
 کرامت دھا کہ فرشتہ کی بیعت نہیں کرتا اس کے لیے نہیں تو دھا کہ صراط پر ہر نبیوں کی جہاد و رسولہ سے انکار  
 لا عنوان چکر لگے اور جیسے سے عبارت کو چٹ کہ کے امام اہل سنت جہاد میں وقت سیدنا حضرت عثمان  
 رسول کے سر سے عقوبت کیا اس (جہاد و رسولہ) سے مجھے ایسی ناگوار ہوئی ہے گویا تیرے سے میرے کو نکل  
 گویا غفلت ۳ ص ۲۳ (دھا کہ ص ۲۳) قریب ہے کہ یہ لوگ زمانہ کے نیستہ کی مار کا جواب جھڑکی سے  
 دینا چاہتے ہیں یہ دھا کہ ہے یا دھا کہ ہے معنی دھا کہ لا مقصد اگر جوڑ توڑ اور یہ ایمانی نہ ہوتا تو وہ  
 اللہ تعالیٰ رضی اللہ عنہ کے اس معنی کا نقل تا آخر اچھی طرح دیکھ سکتا تھا مگر اس کا مقصد دھا کہ ہے دھا کہ  
 کرنا تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ علیہ السلام کے ذریعہ عقوبت دیا کہ آپ کو جہاد و رسولہ سے ناگوار ہوئی تھی۔

حالانکہ بات حرف اتنی ہے اور غفلت صحت جہاد کے معنی پر اس طرح مذکور ہے کہ حضور یعنی اللہ تعالیٰ  
 ایک صاحب کی طرف متوجہ ہو کر حکم مشدداً فرمایا ہے تھے ایک اور صاحب نے یہ موقع قدم بوس سے غرض  
 ہونے کا چاہا سہا قدم بوس ہونے فرما (اللہ تعالیٰ کے) چہرہ مبارک کا رنگ شیر ہو گیا اور ارشاد فرمایا اس طرح  
 میرے قلب کو سنت اذیت ہوئی ہے۔۔۔۔۔ آگے چل کر فرماتے ہیں کون مسلمان ہے کہ جب حضور اقدس  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سنے کر سجدہ کرتے اور سر جھکا کر اس کا دل نہ چاہے واللہ اعظم اگر سجدہ  
 کیا تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن بوس نہ ہوں گے۔۔۔۔۔ فرمایا گیا تمہارا دین ہے الشہد  
 ان محمداً عبداً ورسولاً جہاد ہے اور رسولہ بعد کو عادت میں کسی قدر تاکید کے ساتھ







ہم اس مسئلہ پر اسلامی سنت کے قائل ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اہل سنت کے عقائد خود اپنا لئے اور اہل سنت کی طرف جو عقائد منسوب کئے گئے ہیں اس میں جو تفریق کی سفالی کار فرما ہے اس سے اپنی حیالت سے اسباب مذہب اسلام کے زیر عنوان جو اپنے عقائد نقل کئے ہیں اس میں کسی کتب و حدیث یا تصانیف اور ائمہ و فقہاء قدسین کا کوئی حوالہ نہیں دیا ہے نہ اپنے عقائد کو اپنے عقائد و روایت سے ثابت کیا ہے نہ جو اب اس کی وجہ سے جو ہم سے مشفق ہیں باقی رہے اس کے اپنے عقائد وہ ہیں جو چاہے بدتر ہے اور جس سانچے میں چاہے ڈھنسا رہے۔

### شیطان کی وسعت ارضی حضور سے زیادہ ہے

امام علیؑ سے روایت میں کہ تمام جگہ پاک و ناپاک جاسم خدائی و غیر خدائی میں حاضر ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں دعویٰ کرتے کہ الموت اور اہل بیت کا حاضر ہیں اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک و ناپاک کمر و کریم پائا جاتا ہے۔ (معاذ اللہ) دھماکہ مٹے۔ اگرچہ یہ عبارت بھی خیانت شرم ہے۔ لیکن یہی معاذ اللہ کہ کوئی سی ضرورت تھی یا کیا یہ ناگوار گویا کہ اہل بیت کو پاک و ناپاک جگہ حاضر دیا جانا کچھ دیا۔ اس عبارت کا فقر مطلب تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے وجود باوجود جسم و نور و طہر کے ساتھ تمام جگہ پاک و ناپاک حاضر ہیں اہل بیت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں۔ اور ملک الموت و اہل بیت ہر پاک و ناپاک جگہ پائے جاتے ہیں۔ شفا ملک الموت کا فو و تر و تہا ستا ناجو کہ بھی جان نکالتے ہیں اور اس کے لئے پاک و ناپاک جگہ تشریف لے جاتے ہیں۔ اس میں شیطان ہر پاک و ناپاک جگہ جانے کے لئے موجود ہوتا ہے۔ اس پاک و ناپاک جگہ کو اپنے نام میں چلتے دھنکے کے لئے ان کی قیمت کتا رہتا ہے۔ اس امر میں کوئی بات تھی؟ اور حضرت مومنا عبد الباقی صاحب علیہ الرحمۃ کے علاوہ تینا الطہر تمام امام و مرفقا قدس سرہ کی اس عبارت میں بھی کوئی تفریق خالی نہیں کہ اہل بیت کا علم اہل بیت سے ہرگز وسیع تر نہیں۔ (خاصا مقتدا و صف)

بتلیئے الطہر کے اس قول میں کیا تفریق خالی ہے؟ مصنف دھماکہ اپنے زعم بالہ میں جو عقائد اہل سنت کی طرف منسوب کیا ہے وہ اس کے اپنے اہل بیت کے ہیں ملاحظہ ہو دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانی لکھتے ہیں۔ "ابو زید سے پوچھا گیا طے زمین کی نسبت آپ نے فرمایا کہ کوئی چیز کمال کی نہیں دیکھو ابیس مشرق سے مغرب تک ایک لفظ میں قطع کر دیا ہے۔" (خفا الایمان) یہاں تھانی صاحب نے مشرق سے مغرب تک ایک لفظ میں آنے جانے کی قوت مانی۔ اور مولوی خیر محمد صاحب

لکھتے ہیں کہ مصنف ان مولوی خلیل احمد صاحب انیسوی کی معتقد برائیت نامہ میں کہ ہے اصل فرق اس میں ہے کہ شیطان و ملک الموت کا حال و نیکو کرم و عیو ز میں کا فرق عالم کو مختلف احوال و نظریہ کے واسطے علی قیاس ناسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا مقتضی ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت اس سے ثابت ہوئی کہ عالم کی وسعت علم کی کوئی ہی نہیں آتی ہے کہ میں اس تمام عوالم کو روک سکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (ایمان نامہ صفحہ ۱۰)

اب مصنف دھماکہ کہتے کہ شیطان کو علم عیو ز میں کا کون مان رہا ہے اور یہی چیز نیکو پاک صاحب لوہاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ملک شرک قرار دے رہا ہے جو چیز نیکو پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نیکو احوال و شرک تھی وہ شیطان کو نہیں سے ثابت ہو کہ اس میں ایمان نہ آئے۔ اب مصنف دھماکہ اب ہم سے ہیں اپنے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانی اور صاحب علیہ الرحمۃ مولوی رشید احمد لکھنوی صاحب و مصنف بلوچ تھانوی مولوی خلیل احمد صاحب انیسوی کو اپنے ہی الفاظ میں کہہ معلوم نہیں حضور کی شان کے بیان کرنے میں دیوبندی مذہب دعویٰ کو شیطان کی واکریوں آجاتی ہے۔

### حضور اپنے روضہ مبارک میں

اس عنوان کے تحت مصنف دھماکہ نے اپنے اکابر کے برکس اپنا عقیدہ لکھ کر فضولیات الطہر حضرت سوم سے وہا عبارت نقل کی ہے جو ص ۱ پر بھی نقل کر چکا تھا انبیاء و مطہرین اس قسم کی قبور میں انوار مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ الحجۃ اس پر مصنف دھماکہ لکھتا ہے تو یہ بریلوی مذہب سے ہزار بار توبہ کیا مصنف دھماکہ پہلے بریلوی تھا جو عقیدہ دیکھ کر توبہ کی توفیق نصیب ہو رہی ہے اگر نہیں تھا تو توبہ کیسی؟ بالآخر اس کا جواب تو امام محمد بن عبدالباقی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے نہ توفیق علی اللہ علیہ السلام ص ۱۹ سے گزشتہ اوراق پر نقل کیا جا چکا ہے۔ ایک ہی چیز کے بار بار ادا دے کچھ حاصل نہیں۔ مصنف دھماکہ کو چاہیے جو کچھ کہتا ہے امام محمد بن عبدالباقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الرحمۃ کو کہہ کر اپنا اس حال مزید سیاہ کرے اور جنم میں جگہ الاث کر لے۔

### آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا اقتراء

موازن جاکر ص ۱ پر لکھتا ہے۔  
(۱) حضور میرے مقتدی تھے اور میں اُن کا امام احمد رضا



(۲) بركات امدادی خوشبو بلا مبارک حضور جیسی تھی۔

یہ دو شریاں لگا کر مصنف دھماکہ طغوزات اعلیٰ حضرت صفحہ دوم ۲۳ سے نقل کرتا ہے۔  
 مولانا احمد رضا خاں دہلوی ارشاد فرماتے ہیں جب ان کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں  
 اترا لیجے بلا مبارک وہ خوشبو خوشبو ہوئی جو پہلی بار دوسرے انور کے قریب پائی تھی ان کے انتقال کے  
 دن مولانا سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لے جاتے ہیں عرض کی یا رسول اللہ کہاں تشریف لے جاتے ہیں  
 فرمایا بركات امدادی کے جنازہ کی نماز پڑھئے۔ امدادی جنازہ مبارک میں نے پڑھا یا (دھماکہ)۔  
 ازل تو اس میں یہ کہاں ہے کہ حضور میرے مقتدی تھے اور میں ان کا امام اور بركات امدادی  
 کی خوشبو بلا مبارک حضور جیسی تھی۔ مصنف دھماکہ کو چاہئے کہ اپنی اس درگاہ پر سوال لاکھ مرتبہ  
 لعنت اللہ علی الکاذبین پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کرے تاکہ شیخ بھٹی وود ہر  
 الطغوت کے کلام سے تویہ بات اشارۃً بجا ثابت نہیں ہوتی۔ دوم یہ کہ وہ خود بتائے جیسا کہ اس نے  
 خود بتایا پنا عقیدہ کھلے کہ حضور اپنے دوسرے مبارک میں نافہ میں دفن فرما دیں پڑھتے ہیں تو کیا اس سے  
 یہ ثابت نہیں کہ حضور کا وہ خد شریف مسجد نبوی شریف میں ہے اور مسجد نبوی میں امام صاحب نماز اعلیٰ  
 میں حضور اسی کی اقتدا میں (امداد اللہ) نماز پڑھتے ہیں اگر یہ صحیح ہے تو حضرت علیہ السلام پر اقدس  
 کیا؟ اگر یہ غلط ہے اور میں کہیں آقا مسلم ہوتا ہے تو پھر حضرت کے واقعہ میں بھی کھینچائی  
 نہ کریں حضور نماز جنازہ پڑھتے تشریف لے جا رہے ہیں امدادی جنازہ میں نے پڑھا یا جس طرح آپ  
 کے ناپاک ذہن نے یہاں یہ سوچ لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہوں گے تو مقتدی ہی ہوں گے  
 اسی طرح کیا وہاں بھی سوچیں گے کہ حضور اپنے دوسرے مبارک میں تو نماز میں پڑھتے ہیں وہ مسجد نبوی شریف  
 کے امام صاحب کے پیچھے پڑھتے ہیں؟ تف ہے اسی ذہنیت پر۔ اور مسجد دیوبندی عقیدہ میں تو یہ  
 ممکن ہی نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جائیں امدادی جنازہ میں شرکت فرمادیں اس سے حاضر ناظر  
 ہر ثابت ہوتا ہے یہ دیوبندیوں کے لئے تبرقہ آقا ہے جب وہ حاضر ناظر اور تشریف آئے کے کلمات  
 مانتے ہی نہیں تو پھر ان کے نزدیک اس واقعہ میں بے ادبی دگت نا کیسے ہو گئی؟ باقی رہی یہ بات کہ  
 اہل سنت کے اپنے عقیدہ کے لحاظ سے یہ بے ادبی دگت نا کیسے ہو گئی؟ تو نبوی کلمہ پہلی کو معلوم ہونا چاہیے  
 کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ہر صفت و ہر شان میں بے مثل  
 و بے مثال ادبے نظر میں نماز قائم ہو چکی ہے اور امام نماز پڑھا رہا ہے۔ دنیا و جہان کا کوئی

بھی شخص نماز میں شریک ہونا چاہے گا تو مقتدی ہی ہے گا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے  
 کہ وہ اگر شرکت فرمادیں تو حضور امام ہوں گے اور امام سرکار مقتدی بن جائے گا وہ اسی بلند پایا  
 سرکار ہے کہ امام بھی مقتدی ہو جاتے ہیں۔ بھائی شریف اعلیٰ حضرت میں یہ واقعہ موجود ہے سینا  
 صدیق اکبر قیسی اعلیٰ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے۔ سرکار شریف فرمایا ہوئے ہیں۔ صدیق اکبر  
 رضی اللہ عنہ نماز میں پیچھے ہٹا چاہتے ہیں۔ لیکن سرکار نہیں منج فرماتے اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ان کے  
 بائیں طرف ہو کر نماز شروع فرماتے ہیں حدیث شریف کے الفاظ ہیں۔ کنا اقتدی یا بائیں  
 مبکر و ابوبکر کان یقتدی مبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ہمارے امام  
 ابوبکر صدیق تھے انسان کے امام تھے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اب اللغو تک مبادت کا صاحب  
 مانجے ہو کہ سرکار و معلم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نماز پڑھائی اور میں نے لوگوں کو نماز پڑھائی اس  
 پر صحابی بجا لگے امدادی جنازہ مبارک میں نے پڑھا یا۔

ہم مصنف دھماکہ سے عرض کریں گے کہ

دوسروں کے عیب بے شک دھونڈتا ہے ذاتِ حق

چشمِ عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

شیخ الاسلام خیر مراد اپر کھلے۔ جہاں مسجد میں بوجہ جمعہ مسلمانوں کا جمع ہوا ہے۔ مسلمانوں نے  
 غیر سے فریاد کی کہ تم حضرت خلیل اللہ سے منادش کرو کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام مولانا مدنی کو جو  
 پڑھانے کا ارشاد فرمائیں غیر نے جرات کہہ کر عرض کیا تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے مولانا میں اسی  
 مدنی (صدر مدسہ دیوبند) کو جو پڑھانے کا حکم فرمایا مولانا مدنی نے خطیر پڑھا اور نماز جمعہ پڑھائی۔  
 حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا کی اقتدا میں نماز جو اظہار فرمائی غیر جی مقتدیوں میں شامل تھا۔  
 فالحمد للہ علی ذالک حمد کثیراً کثیراً حضرت ابراہیم علیہ السلام منقون ائمہ  
 علیہ رضی مبارک سفید تھی۔

اب مصنف دھماکہ بتاتے وہ اپنے فکر کی بات ہمارے ذمہ کیوں لگاتا ہے مولانا حسین علی  
 مدنی صدر مدسہ دیوبند امام تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام مقتدی تھے۔ یہ بات تو آپ کے اپنے  
 اکابر سے ثابت ہے باقی رہا حضرت بركات امدادی علیہ السلام کی قبر سے روضہ انور صبیحہ خوشبو آتا تو اس کا  
 مطلب یہ نہیں ہے کہ حضرت بركات امدادی صاحب مرحوم کی خوشبو حضور جیسی ہے بلکہ حضور اقدس صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی تشریف آوری کے وقت وہ خوشبو تھی ہاں سرکار و معلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔



قیامت ہے کہ خود توفیق اکرم رسول مہر علیہ السلام کو اپنے جیسا بشر کہنے کو بھی گستاخی نہ بھیجیں لیکن  
 یہاں ایک غلط بات گروہ کر بریلویوں کے ذمہ لگا کر معاذ اللہ کے ساتھ کہتے ہیں۔ برکات احمد کی  
 خوشبو یا مبالغہ حضور جیسی تھی۔ اس وحشیانہ سینہ زدنی کا بھی کوئی ٹھکانہ ہے۔  
**اول و آخر میر مجتبیٰ**  
 سے باز نہیں آتی اور کہہ نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے  
 میاں کہنے کی گستاخی کا عنوان جا کر کھتا ہے مولانا احمد رضا خاں کے ہاں میاں کا لفظ کوئی اچھا لفظ  
 نہیں وہ اسے پسند نہیں کرتے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ اچھے میاں کا لفظ بڑا استعمال  
 کرتے ہیں۔

نامہ سے رضا کے اب مٹ جاؤ مجھے کاموں  
 دیکھو میرے پتہ میں وہ اچھے میاں آیا  
 (معاذ اللہ بخش حضرت اولیٰ مشا)

میرے آقا حضرت اچھے میاں  
 ہو رہا اچھا وہ شدت یکے (معاذ اللہ بخش حضرت اولیٰ مشا)  
 اعلیٰ حضرت نے فرمایا میاں کے ایک معنی مولیٰ کے ہیں دوسرے معنی شرم کے اور  
 تیسرے معنی آزائیہ کا طال ہیں (مولانا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ) دھماکہ مڑا  
 تو کیا یہی کم جو توفیق تھی کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا پہلا شعر غلط نقل کیا۔ پہلے شعر کے  
 معنی اول کا مڑ ہے کاموں نہیں ہے اور معنی ثانی میں دیکھو میرے پتہ میں ہے پتہ میں نہیں ہے  
 ثانیاً یہ کہ امام اہل سنت قدس سرہ کے یہ دونوں ہی شعرا اپنے جہد فریقیت سینا شاہ آل احمد  
 عرف حضرت اچھے میاں علیہ الرحمۃ کی مدح میں ہیں اور یہ بات اس حوالہ بخشش حضرت سوم ص ۹  
 سے بھی ثابت ہو سکتی تھی جس کے حوالے دھماکہ کے مڑ دھماکہ پر سینہ تان کر نقل کر رہا ہے  
 یہ کتنی بڑی حماقت ہے کہ حضرت سینا شاہ آل احمد عرف اچھے میاں علیہ الرحمۃ کی منقبت کے  
 اشعار کو مڑ کا رد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں سمجھا جائے اور میاں نہ کہنے کا وہ حکم جو اللہ  
 عزوجل کے ساتھ خاص ہے اس کا اطلاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کر دیا جائے اللہ تعالیٰ تو  
 شہر ہر جہنم سے پاک ہے اس کے لئے میاں نہ کہا جائے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی  
 انعام مطہرات کے شہر مہر میں میاں کہنا غلط نہ ہوگا مگر ان دونوں باتوں میں کچھ فرق

نہیں سمجھتا۔ کوئی گستاخ ہر اس کو تو قراقرض کہتا ہے۔  
 آج ہے باغدار کا زلف دوار میں  
 لو آپ اپنے دام میں صید آگیا  
 کی جیتی انصرفت علیہ الرحمۃ پر کہنے کی بجائے خود اپنے آپ سے کہے۔  
 اسے اشک قلب مر تری تاثیر دیکھ لی  
 اتنی جیسی اتنی میری چشم پتہ آب کی  
 جھانسنے جیسی بات ظہر کر ہی لمحہ لمحہ کے بعد خود کھا رہا ہے پاؤں زلف میں الجھنے کی پستی  
 امام اہل سنت پر کہتا ہے۔

جے جیسا باش ہر جہ خواہی کن  
**حضور کو بابا کہنے کی گستاخی**  
 (معاذ اللہ بخش حضرت اولیٰ مشا)

پنجابی علامہ پٹھان پت کبار داتے سرور علی آٹھ کے مصداق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو  
 اپنی خانہ ساز شریعت کے اقتدار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بابا کہنے کی گستاخی کا ترکیب محمد آغا  
 ہے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی ایک مقام پر حضرت فوٹ پاک کو مذکور کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ایسا اب القاسم ہے  
 کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ایسا اب القاسم ہے  
 ترے بابا کا چہرہ ترا کرم ہے  
 یہ نہ درد نہ کسی قابل ہے یا فوٹ (معاذ اللہ حضرت دوم ص ۱۱)  
 سید الانبیاء رسول اللہ  
 تیسرا بابا ہے احمد نوری!

(معاذ اللہ حضرت دوم ص ۱۱)  
 اول تو ہم مصنف دھماکہ کو ایک ہزار روپیہ نقد نام دیں گے اگر وہ میرا شعر  
 سید الانبیاء رسول اللہ تیسرا بابا ہے احمد نوری

معاذ اللہ بخش حضرت دوم میں دکھا دے۔

دوم مزید ایک ہزار اس پر پیش کریں گے وہ یہ ثابت کر دے کہ یہ شعر فوٹ پاک تھا اور



کی وجہ سے کہہ کر خود کو چھوڑ کر مولانا احمد رضا خاں بریلوی ایک مقام پر حضرت غوث پاک کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اپنے اس دعویٰ کو ثابت کر کے مزید ایک ہزار روپیہ انعام حاصل کر کے مالانکہ تیسرے شعر کا معروف ثانی تیرا بابا ہے احمد نوری خود بتا رہا ہے کہ یہ شعر میرا شاہ ابوالحسن احمد نوری قدس سرہ کا مدح میں ہے مگر مصنف دھماکہ کی بجائے اس کو کہہ سوجھنے نہیں دیتی معلوم ہوتا ہے وہاں قدس سرہ کا مدح میں ہے باقی رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غوث پاک قدس سرہ کا بابا کہنا اور اس کا گستاخی ہونا عجیب ہے کہ یہ خود تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بھائی اور شریکینے میں بھی گستاخی نہ بھیجیں اور اطمینان قدس سرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غوث پاک قدس سرہ کا بابا کہہ کر سزاوارتہ گستاخ ہو گئے۔

تقریرت الایان میں ہے انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے سوا اس کی بڑے بھائی کی ہی تعظیم کیجئے۔

انبیاء و اولیاء اہم زادہ پیر شہید جتے اللہ کے مقرب بندے وہ سب انسان ہیں اور بندے عاجز بھلائے بھائی (تقریرت الایان ص ۳۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بابا کہنے کی گستاخی قرار دیکر مصنف دھماکہ سے اپنا رخ تبدیل کیا ہے کیونکہ آج تک درجہ بندی علامہ جتے لکھتے ہیں کہ بریلوی حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ہے برحالتہ میں خلیفہ اختیار دیتے ہیں۔ جیسا کہ خود مصنف دھماکہ نے بھی صفحہ ۳۰۹-۳۱۰ اور دیگر صفحات پر لکھا ہے لیکن اب مصنف دھماکہ کہتا ہے کہ گستاخی کر رہے ہیں اس کا مقصد ہم عنوان علماء الی سنت محمد الامام محمد زنا ہے کبھی کہتا ہے جو ہے برحالتہ میں نبی مصلیٰ علیہم السلام اور دیگر لوگوں میں خلیفہ اختیار دیتے ہیں کبھی کہتا ہے گستاخی کرتے ہیں اب اس جیسے آدمی سے کون چوچے کہ جو بریلوی اتنی تعظیم کرتے ہیں وہ گستاخی کیونکر کر سکتے ہیں۔ یہ لازم دیتے ہوئے کہ تو جیسا کہ پھر اگر غلط بابا واقعی گستاخی ہے تو اپنے حکم الامت متاخری کو کیا کہو گے۔ میں نے ایک دلی کلام کو لکھا باساس لکھا (حال الاولیاء ص ۳۴)

سرکار دو عالم غوث اعظم کی مجلس و فطین

کے لئے لانا کی گستاخانہ سرفی جاکر لکھا ہے مولانا احمد رضا خاں صاحب کا عقیدہ تھا کہ حضرت غوث پاک کا مرتبہ آغا اذنی اور بلند ہے کہ خود حضور بھی آپ کے چند نصائح کی مجلس میں حاضر فرماتے تھے (مساوا اللہ) بریلوی کے مذہب کے بانی تھے ہیں۔

سے دلی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں وہ تری و فطی کی مجلس ہے یا غوث

(حال اولیاء صفحہ دوم ص ۳۵)

اس کے بعد اس کی من گھڑت گستاخانہ تشریح ہے۔ ہم صاحب سے پہلے یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ مصنف دھماکہ نے جو سرفی جاتی ہے وہ بھی گستاخانہ ہے کہ اس میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت غوث پاک قدس سرہ کو اطمینان حاصل بریلوی نے بڑھا دیا ہے۔ کیونکہ مصنف نے لکھا ہے حضور کو حضرت غوث پاک کا نصیب سنانے کے لئے لانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو صرف غیبیہ لکھا ہے اور سنی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو حضرت غوث پاک لکھا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو پاک و اکرم حضور پاک لکھتے ہیں تو توفیق نہیں ہوتی اور میرے لانا بتا رہا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ کی حالت گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے تو مصنف دھماکہ کے اپنے سیار سے ثابت ہوا کہ اس نے بھی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف غیبیہ اور سنی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کو حضرت غوث پاک کہہ کر خود بھی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے غوث پاک کو بڑھا دیا۔ یہ گستاخانہ سرفی مصنف دھماکہ کی آدھ لکائی ٹکڑی کی آئینہ دار ہے۔ باقی رقم شعر تو ہم یہ بھی بتا دی کہ حوثانی ہی مصنف دھماکہ نے اپنے رافضیانہ نظریات کے غار میں غفل کا بیس کر دیا ہے۔ مالانکہ معروف یوں ہے۔

وہ تری و فطی کی مجلس ہے یا غوث (نہج اللہ ص ۳۵)

باقی رہا حضور احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یا حضرت مرسلین کلام کا غوث اعظم رضی اللہ عنہ منک غفل و فطی تشریف لانا تو اس کو حاضر فرماتے اور نصیحت حاصل کرنے پر کوئی دیر نہ دیتے گستاخی ہوئی کہ کہہ گویا کہ جب بھی حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام یا سید الانبیاء صیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی نیاز مند نظام آشی کے پاس تشریف لے جاتیں تو حاضر ہوتے نہیں کہا جاتے اور نہ یہ کہا جاتے تھا کہ وہ نصیحت حاصل کرنے یا فیوض و برکات حاصل کرنے جاتے ہیں بلکہ یوں کہا جاتے کہ فیوض و برکات پہنچانے فیض باب فرماتے تشریف لائے۔ اور پھر جس واقعہ کو سنی اطمینان امام اہل سنت قدس سرہ نے منظوم فرمایا وہ شیخ خلیفہ علامہ شیخ عبدالحق قدس دہلوی علیہ الرحمۃ کی کتاب نبدۃ القاریہ میں مذکور ہے لکھا ہے "مشائخ نے اس بیان کی وضاحت کی ہے کہ شیخ قدوة الی سید قطوبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں چند انبیاء اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی بار جناب غوث اعظم کی مجلس و فطی میں تشریف فرما دیکھ چکا ہوں۔"

تشریف فرما ہونا اور بات حاضر ہونا نصیحت حاصل کرنا اور لانا اور بات ہے معلوم نہیں ان کا ناپاک ذہن گستاخی کی طرف کیوں پھرتا ہے۔ بتائیے اس میں اطمینان حاصل بریلوی علیہ الرحمۃ



لایا قصہ ہے نقل کرنے والے ہمارے شیخ عبدالحق قسرت مولوی علیہ الرحمۃ راوی ہیں شیخ قدسۃ الی سید اور الزام تراشی جو رہی ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ پر یہ کہاں کا انصاف ہے۔؟

مستحق دعا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فرشتہ اعظم کی مجلس و مقام میں تشریف فرما ہونے میں تو کس قدر نظر آتی ہیں اس کو کیا کہنے کہ مولوی خلیل احمد انیسوی براہ راست قاطعہ ص ۳۷ پر لکھتے ہیں ایک درویشی مارج فرما کہ زبانت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو اردو زبان کہاں سے آئی آپ تو عربی ہیں فرمایا جب سے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ مستحق دعا کہ میں اگر دین کی رت ہے تو وہ بتائے کہ اس ناپاک مہلت میں رہا ہے یا نہیں کہ معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوبند مدرسہ کے فیض سے اردو زبان آگئی اور معاذ اللہ کہنے دیوبندی علماء سے لیکر کوئٹہ مدرسہ کی حالت تو اردو دیوبندی نہیں لازماً انیسوی صاحب کا یہ نظر ہے کہ معاذ اللہ اردو زبان حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علامہ دیوبند سے لیکر بتائیے اس میں گت فی ہے یا کیا

### معاذ اللہ حضور نبی اکرم اور صحابہ کا نانوتوی کو لینے کے لئے آنا!

دارالعلوم دیوبند کے ایک عالم مولوی احمد انصاری جو حبیب آباد کے رہنے والے تھے انہوں نے عبرت ہی کے دن چند گھنٹے پہلے خواب میں دیکھا۔ مدرسہ دیوبند کے احاطہ میں ایک مکھن مکان ہے۔ جس کے اندر ایک مربع کمرہ بھی ہوتا ہے۔ اس پر سرورید کائنات خاتم المرسلین رت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرمایا انصاف آپ کے اور محمد آپ کے خلفاء و اجداد اللہ ربی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کھڑے ہیں دوسری طرف میں کو فرشتوں کا گردہ بھی نظر آیا مولوی احمد انصاری نے وصالت بآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت میں عرض کیا کہیے تشریف آوری ہماری محراب میں انشاء اللہ ۱۹ مولوی محمد قاسم صاحب کو نے آیا ہوں۔ (سوانح قاسمی ص ۳۳ جلد ۲)

حضور فرشتہ پاک کی مجلس و مقام میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض بآب فرماتے کے لئے تشریف لانا تو دیوبندیت کی تسبیحی سی جان کے لئے باعث اضطراب تھا لیکن بانی مدرسہ دیوبند علامہ محمد قاسم صاحب نانوتوی کو مرتے وقت حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور فرشتگان عظیم السلام کا آنا اور صحابہ کرام کا کھڑے ہونا باعث سکون قلب ہے یہاں کوئی بے ادب ان گنتافی نظر نہیں آتی۔ بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی مولوی احمد انصاری خواب جاری ہے کہتے ہیں۔ سامنے ایک پلنگ پر سوار دیکھا کہ مولانا آئے۔ (مولانا نانوتوی پلنگ پر سوار ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہیں)

جسے اس گناہ نانوتوی کو شہرہ آفاق اس کے بعد مولوی احمد انصاری کو پوچھا گیا ان ہمکے خواب میں بیٹے کہتے تھے میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مولانا (نانوتوی) کی پیشانی کو چھو رہے تھے فرماتے ہیں اے حبیب آنے میں کیا ہے؟ سوانح قاسمی ص ۳۳ جلد ۲

گویا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے حبیبان مولوی قاسم نانوتوی اللہ کے حبیب کے حبیب بیت اللہ شمسک وال یہ ہے دیوبندی مدرسہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرشتہ اعظم کی مجلس و مقام میں تو فیض پہنچانے کے لئے تشریف لے جانا بھی ناممکن اور محکمہ و سرکار باوث لیکن مولوی نانوتوی صاحب کو مرتے وقت مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لینے کے لئے آنا میں ایساں گویا سرکار فرشتہ اعظم رضی اللہ عنہ کے قاسم نانوتوی کو مرتے بہت زیادہ ہے۔ اسانا اللہ جب سب کچھ ممکن ہے تو پھر اعلیٰ حضرت قرس سوان کے اس شعر کیا اعتراض ہے کہ

خوابان پر گل بو مطع عبد الفتاد  
امیان رسل بو مطع عبد الفتاد

یہی پھول بھیے محبوب احمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خورش اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس و مقام میں خورشید ہوتے ہیں۔ بتائیے خورش اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس و مقام میں سرکار دو عالم کے رونق افروز ہونے میں کون کی شری قیامت ہے! کیا حضور خورش اعظم رضی اللہ عنہ کا مرتبہ (معاذ اللہ) مولوی قاسم نانوتوی جتنا بھی نہیں۔

### حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کو پیغمبر پر فضیلت کا افسراے

بات بچھنک تو اہلیت ہے نہیں کتاب میں جو کچھ پڑتا ہے اس کے اول و آخر پر فرماتے بغیر اعتراض بازی شروع کر دیتا ہے مگر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کو پیغمبر پر فضیلت دینا کی مرضی کے تحت سوائقی بخشش حدتہ سوم ص ۱۳ سے ایک شعر نقل کرتا ہے۔

دوئے یوسف سے فرشتہ تر حسن روئے شہا ہے  
پشت آئینہ نہ ہوا سباز روئے آئینہ

اول تو حوائق بخشش حدتہ سوم جادے سے معتبر نہیں نہ یہاں حضرت علیہ الرحمۃ کی حیات میں شائع ہوئی نہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فہرست کلاں میں سے کسی نے شائع فرمائی۔ دوم یہ بتانا ضروری ہے کہ یہ شعر سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نہیں بلکہ حضور نبی اکرم رسول مكرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رفیع میں ہے۔ جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ اس نظم کا پہلا شعر یہ ہے۔



ہے بجا ہر و قر پر ناز و روئے آئینہ

پانہ طیبہ کا ہے روشن ساز و روئے آئینہ

تباہیے پانہ طیبہ کا کوں ہے سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یا حضور پروردگار نبی اکرم نور  
بزم علی الشریطہ و سلم ظاہر ہے طیبہ (مرتبہ) کا پانہ حضور علی الشریطہ و سلم میں مصنف و حاکم گوارہ کھانہ طیبہ  
کوئی بزرگ کو سیر پر فضیلت دینا برتری نہ سب سے ثابت نہیں ہو سکتا البتہ درویشوں کے ہاں ثابت ہے ہرگز  
درویشی شیخ الہند مولوی نور الحسن صاحب نے درویشی قطب عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے مرتلے  
پر جو مرثیہ شائع کیا تھا اس میں ہے ۔

قبولیت سے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں

بنید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی (مرثیہ ص ۱)

سبیلے زبان پسینا ننگ پر چھوڑ کر سب کو

پھینکا پاؤں لہر میں طے قسمت ماہ کعبہ ثانی (مرثیہ ص ۱)

زبان پر اہل ہوا کی ہے کھل اعلیٰ بیکل شایر

اٹھا عالم سے کوئی ابا اسلم لاثانی !! (مرثیہ ص ۱)

جہاں تھا آپ لاثانی وہیں ہا پیچھے خود حضرت

کیس کیو جو بھی کسی منہ سے نہ لواتا تھے لاثانی

مردوں کو زورہ کیا تھیں کو مرنے نہ دیا

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

پچھلے شوی مولوی رشید احمد گنگوہی کے لکھے قلم میں کو مین یوسف علیہ السلام لاثانی کہا ۔ مدح  
شعر میں مولوی رشید احمد کو سبھا شہنشاہ کہنا تو دنیا اور قیسہ شعر میں مولوی رشید  
احمد کو ابی اسلم حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ علی الشریطہ و سلم لاثانی بتایا اور چوتھے شعر میں مولوی رشید احمد  
کو ابی مریم علیہ السلام سے بھی بتھایا ۔ لیکن مصنف و حاکم اپنے ابا و سر کی سیاہ بختیوں پر تو نظر اتارنا  
نہیں ہو سکا کہ میرا ام ال کثرت حاصل ہوئی علیہ اریضہ پر عثمانی کے ساتھ افتخار کر رہا ہے ۔ باقی  
تاج کشنے طیبہ کے حضرت نبی اکرم و صلوات علیہ و سلم کا حسن مبارک حضرت یوسف علیہ السلام سے  
فرق نہ کرے یا نہیں !

تو مولوی انہما لثانی کہتے ہیں ۔

جال کو ترسے کب پیچھے شمس یوسف کا

وہ دریا ہے نہ لپٹا کو شمس احمد ستر (تصانیف کا سلسلہ)

### حضرت یحییٰ منیری کو بنید پر فضیلت کا افتراء

پراختیات و بنا کے یہ سوانح المصنف ص ۱۱۳ سے یہ واقع نقل کیا ہے اس میں ہے حضرت یحییٰ  
منیری کو بنید پر فضیلت کا افتراء کیا ہے حضرت یحییٰ منیری ایک سپاہی سپاہی تھے جن کا امداد  
کے لئے اپنے پیسہ کر دیا گیا تھا ۔ اس میں ایک صاحب نے انہیں کہنے لگے کہ تو باقاعدہ میں نکال لیں میرے  
لئے پوچھا تم کوں ہو ؟ کہا میں حضرت علیہ السلام ہوں ۔ اس میں نے کہا قصب ہا نا تجربہ ہے ۔ پھر یحییٰ  
منیری کے افتراء میں ہا چکا ہے کہ دوسرے کے افتراء میں نہیں جاتے گا ابھی مرید کاں جلد پڑا کچھ نہ  
ہو نہ یا افتاء حضرت علیہ السلام ثابت ہو گئے اور یحییٰ منیری خود دھتے غولانے گئے شایبش ایک مرید کو  
اپنے پیسہ کا اتنا ہی پتہ معتقد ہونا چاہیے ۔ حضرت یحییٰ منیری سے پا کر دیا یہ یہ وقت غنوغات حضرت  
احمد سوم ص ۱۱۳ سے نقل کیا ہے اس پر چندی جوابی گزارش ہے کہ اولاً تو یہ واقعہ حضرت یحییٰ منیری اور  
ان کے مرید کا ہے ۔ اس کی تردید بلا راست حضرت یحییٰ منیری علیہ السلام پر پڑتا ہے ثانیاً عرض یہ ہے  
کہ اگر حضرت یحییٰ منیری علیہ السلام کا مرید حضرت یحییٰ منیری علیہ السلام کا افتراء کر دیا تو حضرت یحییٰ منیری  
و حاکم نے پھر بھی کرنا تھا اور سرخی یوں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ پر پیور کو فضیلت دینا ۔ اس میں نے اللہ تعالیٰ  
کو روک سکے نہ نہیں پکارا یا اس خالق و مالک کا ادا کا انتظار کیا اور حضرت علیہ السلام کی ادا قبول  
کے خیر ہو گیا ۔ جیسا کہ اس واقعہ سے تھوڑا ہی آگے لکھا ہے ۔

### حضرت بنید بغدادی کو اللہ تعالیٰ پر فضیلت دینا

اس عنوان کی گفت بھی مصنف و حاکم غنوغات

ص ۱۱۳ کے محالہ سے لکھا ہے کہ ۔

لہذا بنید بنید کہتا چلا آ اس نے یہی کہا اللہ ہا پر زمین کی طرح چلنے کا جب بیچ دیکھ کے  
پہنچا شہان اس میں نے دل میں دوسرے والا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور تھوڑے یا بنید کہلاتے  
ہیں میں بھی یا اللہ کہوں کہوں اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا پکا لا حضرت میں چلا فرمایا وہی  
کہہ یا بنید یا بنید جب کہا دیکھا پھر ہوا ۔

بجملہ ساز کی کاظم چاک ۔ اس واقعہ کے نقل کرنے میں مصنف و حاکم نے حضرت بنید



بنیادی کو اللہ تعالیٰ پر نصیحت دینا کہ وہ اللہ کا دھارم تو جادیا اور اس کا الزام بھی اللہ تعالیٰ پر نہ ہو۔  
لیکن اگر کسی کو یہ ناک کو پانے کے لئے وہ ابتداء عبارت کے وہ الفاظ کھا گیا۔ جس سے اس کی  
جسٹری کا طعم ملے گا۔ اور ساتھ وہ الفاظ یہ ہیں۔ سیدی المصطفیٰ علیہ الرحمۃ محفوظات میں اس طرح  
شروع کرتے ہیں۔ غالباً حدیث قرینہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیدی بنید بغدادی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ  
دعوت پر تشریف لائے اور یہاں لکھتے ہوئے اس پر مذہب کی شکل چلنے لگے بعد کو ایک شخص آیا اسے بھی  
بارہاٹ کی حرکت تھی کوئی کشتی اس وقت موجود تھی جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا عرض کی میں اس  
طرح آؤں فرمایا یا بنید یا بنید کہتا چلا۔ انہی مصنف دھماکے نے ان الفاظ کو اپنی جسٹری کے خلاف  
سمجھتے ہوئے نظر انداز کر دیا۔ حالانکہ یہ واقعہ حدیث قرینہ شرح طریقہ تحریر میں موجود ہے اگر ہم نہ دیکھیں  
تو ایک نذر دیکھیں انصاف لا مصنف دھماکا پائے گا کہ اس کے اپنے شہر کو ایک چکر لگے اور جو کوئی وجہ  
پیش کرے تو راف بتا دے کہ میں نے المصطفیٰ فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ پر اعتراض کیا تھا یہ سزا میں بخوشی  
قبول کرتا ہوں۔

### دیوبندی حکیم الامت کے استاد کی شہادت

اب ہم مصنف دھماکا کی نصیحت  
واقعات سے جلوہ کر دھماکا غیر واقعہ اس کے اپنے حکیم الامت کے محفوظات سے پیش کرتے ہیں۔

میں نے غالب علی کے زمانہ میں کسی کتاب میں دیکھا کہ ایک پیر نے مرحوم سے پوچھا کہ تم خدا  
کو جانتے ہو مرنے کا میں خدا کو کیا جانوں میں تو تم کو جانوں مجھ کو اس پر بڑا اعتراض آیا کہ بتاؤ میں جانوں  
ایمان سے خدا تعالیٰ سے یہ فقرہ (اپنے استاد) امام احمد رضا صاحب دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) سے عرض کیا کہ حضرت  
ایسے ایسے ہیں جو جانی ہیں۔ ظالم نے فرمایا کہ کیا تم خدا کو جانتے ہو تب میری آنکھیں کھلیں اور ان کے میاں  
کسی اللہ والے ہو کر بیچاں لے رہا ہے جی نعمت ہے۔ (الافاضات الیومیہ جلد چہارم ص ۱۹۱)

### دیوبندی حکیم الامت کے پیر و مرشد کی شہادت

مولوی اشرف علی صاحب  
مفتی ابو نعیم قلیب نام مولوی شیا احمد صاحب گنگوہی کے پیر و مرشد امام جناب عالم اہل اہل  
عالم کی فرماتے ہیں۔

ہم جہالت امت کو پانے کے لئے اپنے ہاتھوں میں پادشاہی اور ایثار و ایثار رسول اللہ و رسول

اب مصنف کو پانے کے لئے اپنے حکیم الامت کے استاد امام احمد رضا صاحب دہلوی پر دھماکا  
عالم اہل اہل صاحب پر بھی تھا ترتیب پر کو اللہ تعالیٰ پر نصیحت دینا کہ وہ اللہ کا دھارم تو جادیا اور اس کا الزام بھی اللہ تعالیٰ پر نہ ہو۔  
اللہ تعالیٰ پر نصیحت دینے کا فتویٰ صادر فرماتے اور اہل انصاف سے وارڈ پکے۔ ورنہ یہ کیا ہے  
یہ بات المصطفیٰ فاضل بریلوی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی بتائی تو اپنے آستان سرمد اٹھایا ہوا۔  
مصنف دھماکا کی یہ حرکت اللہ تعالیٰ کو بھی ہے اس لئے وہ میری بات ماننے یا سہی بات  
کہنے کو تیار نہیں ہم اس کی مطلوبات میں اضافہ کے لئے ایک ایسا معاملہ پیش کر رہے ہیں جو اس کے  
انداز فکر کے مطابق حضرت امام غزالی کو حضرت مولیٰ علیہ السلام پر نصیحت دینا ہے۔

### شہادہ اہل اہل اور خدام الدین مصنف دھماکا کی جہالت کی زد میں

امام غزالی اور مولیٰ بنی کے پیر و مرشد جناب عالم اہل اہل صاحب شہادہ اہل اہل حضرت  
خدام الدین لاہوری ص ۲۲ فرماتے ہیں کہ شیخ الفیضی رحمت اللہ علیہ نے شب مولیٰ کو یہ نصیحت  
حضرت مولیٰ علیہ السلام سے ملتی ہوئی حضرت مولیٰ علیہ السلام نے سفار کیا کہ حکماء امتی  
کا نبیاء یعنی اسرار شیل ہم آپ نے کہا کیسے صحیح ہو سکتا ہے حضرت عیسیٰ السلام امام غزالی  
عالم فرماتے اور سلام باضافہ الفاظ برکاتہ تو معذرت و غیرہ عرض کیا حضرت مولیٰ علیہ السلام نے فرمایا  
کیا یہ حوالہ دینا گویں کے سامنے کہتے ہو آپ (امام غزالی) نے عرض کیا کہ آپ سے حق تعالیٰ نے صرف  
اس درجہ چاہا کہ صلیبک عیسیٰ صلیبک یسوعی قو آپ نے کیوں جواب میں آنا کھول دیا کہ  
ہی عیسیٰ آتو کھانا علیکھا و آھش بحا علی غشی و لی فیحیا  
منا رب اخبیرنی کہ یہ میرا واسعہ میں اس سے بڑی جراتا ہوں پتے جہالتا ہوں  
ان ٹیکہ ایسے ہیں و غیرہ و غیرہ آپ نے آنا لیا جواب کیوں دیا تھا۔ حضرت مولیٰ نے فرمایا خدا  
سے ہم کلامی میں تلف آیا تھا اس لئے سلسلہ کلام دراز کیا امام غزالی نے کہا مجھے بھی حکیم اللہ  
سے ہم کلامی میں تلف آیا ہے اس لئے کلام کو لیا گیا۔ یہ سن کر حضرت مولیٰ خاموش ہو گئے مگر  
شہادہ اہل اہل و خدام الدین لاہوری شیخ الفیضی رحمت اللہ علیہ

اب مصنف دھماکا کو پانے کے لئے اپنے حکیم الامت کے استاد امام احمد رضا صاحب دہلوی پر دھماکا  
عالم اہل اہل صاحب پر بھی تھا ترتیب پر کو اللہ تعالیٰ پر نصیحت دینا کہ وہ اللہ کا دھارم تو جادیا اور اس کا الزام بھی اللہ تعالیٰ پر نہ ہو۔

ہم جہالت امت کو پانے کے لئے اپنے ہاتھوں میں پادشاہی اور ایثار و ایثار رسول اللہ و رسول



### حضور کی ختم نبوت کا انکار

یہ منوان چار نام کرہ نہیں بلکہ مصنف ہمارے نے خود مراد پر یہ منوان قائم کیا ہے۔ اس کے  
فراموشی سے حضرت قمری مولانا کے چند اشارے سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ آپ  
ختم نبوت کے منکر تھے۔ مگر یہ خود مراد پر منکر ہی ختم نبوت کا دیا نہیں و نیز پر مطلقیت علیہ السلام  
کے نہ کوئی کفر نہ کر چکا ہے۔ دنیا جانتے مشرق و مغرب کے منکر ہی ختم نبوت کا دیا ہی ہوا ہے ان لوگوں  
حضرت کا حیات کا ہر حصہ پر ہے۔ مثلاً ختم نبوت پر امام اہل سنت کے دلائل کا ذکر ہوا ہے  
لے ہر حق پر آپ کی تصانیف و خطبہ میں سے ہر قسم کے جزاء و نثر صریحہ و باطنی ختم النبوة اور ان کو  
استنباط کیا ہے کہ آپ "اور مدظلہ جلیلہ سام الفریض شریف" حضرت ہیں۔ ہر ایک دنیا استناد  
کر رہے ہیں۔ منکر ہی ختم نبوت کے گرد ہر خواہ نامورانی ہوں یا نا تو قوی یا طاہری اور آج تک  
ان کی قدرت سے ان کا جواب نہ ہے پڑا اور نہ آتا ماسوا العزیز کا قیام قیامت میں سکتا ہے مصنف  
دعا کے لیے ابراہیم کے سر سے یہ الزام انکار کے لیے لکھنے کو لانا کہنے والے کو شکی کا کہنا  
شروع کر دیا ہے تاکہ لکھنے کو کوئی کمانہ کہے مطلقیت علیہ السلام کے ہر اشارے سے اس نے اپنی  
بدامانی کا مظاہرہ کیا ہے مناسب معلوم ہوتا ہے اس کے جوابات سے یہ بیشتر ابراہیم پر ہند کا  
ختم نبوت کے متعلق مقید معلوم کیا جائے۔

### اکابر دلو بند اور ختم نبوت

ذیل میں ہم ابراہیم دلو بند میں ان چوتھے کے حضرات  
لا ختم نبوت کے متعلق مقام ایک خاک میں کرتے  
ہیں جو ان شخصیات کے دستزیر اور ان کے پایہ آج دلو بندوں میں کوئی سمجھ مالم نہیں ہے۔  
**نالوتوی صاحب** | یہ صاحب بانی مدرسہ دلو بند ہیں آپ لکھتے ہیں "معلوم ہے کہ  
نیال میں دلو بند اسلام کا نام ہوتا ہے اس میں معنی ہے کتاب کا  
لہذا انبیاء سابقین کے بعد ہر آپ سب میں آخری نبی میں مگر الہام پر ہر شے ہو گا کہ تقدیم  
یا آخرت میں بالذات کو فضیلت نہیں ہر مقام میں ولیکن رسول اللہ و  
خاتم النبیین فرما اس صورت میں کہ ہر شے ہو سکتا ہے۔" (تذریع الناس ص ۶۰)  
الربا انقضی بعد زمانہ نبوی مسلم ہی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی ختمیت محمدیہ میں فرق نہ لگے  
لا۔ (تذریع الناس ص ۱۲)

یہی مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے۔ ملاحظہ ہوا محمدیہ پائلٹ یک ص ۳۵ و ص ۳۵ دیگر

قادیانی مرزا قادیانی دجال نے بانی مدرسہ دلو بند کی ان ہی دلو بندوں کے قول کو اپنی نام نہاد نبوت کے دعوے  
کی دلیل بنایا ہے۔ جبکہ مطلقیت علیہ السلام کی کتاب کا محاذ تو کیا ہوتا تھا مگر ان کو ان کا نام لینے کی ہمت  
نہیں ہوئی۔ اب مصنف دیکھ کر یہ چاہتا ہے کہ قادیانی ان مطلقیت پر مال۔ الفریض العزیز و الاہر  
والہند والقصص نا تو قوی صاحب کی کتاب کو اپنی نام نہاد نبوت کے دعوے کی دلیل بناتے ہیں کہیں  
لوگ قادیانیوں کے بعد دلو بندوں کو طرہ مسلم اقلیت قرار دیتے کا مظاہرہ شروع کر دیں۔ لہذا  
اس نے دلو بندوں کی اپنی ہمنوائی میں دلو بندوں کو گھٹیا شروع کر دیا اور ان کے ہر ایک ہر ایک سے  
بے علی اشارہ و نقل کے کہ اپنی حیانت و مہیا کا خون کیا اللہ یہ بھی خیال نہ کیا کہ ہم دلو بندوں نے تو  
ختم نبوت کے جدید معنی کو لڑا دیا ہوتا ہے جو ختم نبوت کے حقیقی معنی کا سبب ہیں۔ ان کو اس  
میں دھوکے سے شامل کر کے کہیں مواثیق کے ساتھ مضبوط کر دیں مگر نہیں چونکہ اس کو مواثیق  
کا مفاد عزیز ہے۔ نا تو قوی کے برے بھائی کی نام نہاد نبوت کے لئے راہ ہموار کرنی تھی اس  
لئے یہ سب کچھ کیا اور تھی کہ مراد پر حضور کی ختم نبوت کا انکار لا منوال جاکر مواثیق کی فریادیں  
کی حضور کی ختم نبوت کا کیا مطلب؟ اس کا مطلب تو یہ ہو گا کہ میں علیہ السلام کی ختم نبوت۔ موتے  
علیہ السلام کی ختم نبوت۔ ابراہیم علیہ السلام کی ختم نبوت۔ آدم علیہ السلام کی ختم نبوت ہی کہہ سکتے ہیں۔  
اگر مصنف دھوکہ کو مواثیق کا مفاد عزیز نہ ہوتا تو یہ مطلقاً ختم نبوت کا مفاد استعمال کرتا مصنف دھوکہ  
کی اس سرخی کی روشنی میں یہ معنی بالکل جدید اور مواثیق کی تائید و توثیق ہے کہ جو حضور کی ختم نبوت  
کا تالی ہے ختم نبوت کے کمال نہیں لہذا قادیانی اس کی تصریح کی روشنی میں اس کے منکر کے  
ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں حضور قمری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہی ختم ہوئی ہے مطلقاً تو نبوت  
لا سلسلہ ختم نہیں ہوا یہ سیدنا حضرت امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندہ و تابدہ کرامت  
ہے جو ہر کوئی نہا تالی سے آپ کے اشارہ کو غور و فکر سے کر ختم نبوت کا انکار آپ کے سر پہ چڑھایا جائے  
مقاہرہ برکت اپنے ہال میں خود پسند کیا اور خود شرفی کہہ گیا حضور کی ختم نبوت دھوکہ مراد

آج ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں  
لو آپ اپنے دام میں سیاد آگیا

اور کہیں نہ ایسا ہو سیکر قادیانی اللہ لا ہدی کی طرف سے انہیں ختم نبوت کے باب میں آغا لگا  
فکر حاصل ہے ملاحظہ ہو۔

مختار نوی صاحب | دلو بند حکیم امت مولوی اشرف علی صاحب کے ایک شعر



ہتے ہیں کہ دور کے بعد غاب دیکھا ہوں کہ کاشف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ  
پڑھتا ہوں محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (مولوی اشرف علی انصاری) لیتا ہوں اسے میں دل کے  
اندھ خیال پیدا ہوا کہ تجھے غلطی ہوئی کہ شریف پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے اس خیال سے  
دوبارہ کاشف پڑھتا ہوں۔ لیکن زبان سے بے ساختہ میرے رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کے اشرف علی نکل جاتا ہے۔ کاشف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی کبھی کبھی اللھم صل علی سیدنا  
و بنینا و مولانا اشرف علی۔ اس کا جواب مولوی اشرف علی تھانوی صاحب  
نہ بوسے کہ قید و ختم نبوت پر زبردست کہار ڈی رہا تھا کہ اس واقعہ میں قلعی تھی کہ میں کی طرف  
تم رجوع کرتے ہو وہ جو نہ تعالیٰ تبت مست ہے (رسالہ الامداد ۸، صفر ۱۳۳۶ء)۔

### مولوی احمد علی لاہوری

میں نے مولوی مامر عثمانی مدبر قلعی دیوبند  
دیکھے ہیں دیوبندی شیخ التفسیر مولوی  
احمد صاحب لاہوری رقم فرازیں۔ مرزا غلام احمد دہلوی اصل میں تو نبی ہی تھے لیکن میں نے ان  
کی نبوت کشیدہ کر لی ان پر نبوت اب لے دینی منفقوں سے نواز رہی ہے۔

(ماہنامہ قلعی دیوبند جنوری ۱۹۵۷ء)

### پیغمبرانہ محبت

کاشمیر میں ماں نصیب حضرت قطب الاقطاب (مولوی احمد علی  
لاہوری) کی پیغمبرانہ محبت سے مستفید ہوتے۔

(غلام الدین لاہوری ۲۰ اپریل ۱۳۸۷ء)

کوئی بتائے کہ حسم بتائیں کیا

دیوبندی ختم نبوت کے منکر خود ہیں

انفراخواء اس میں پر طویل کو بھی شریک کرنا چاہتے ہیں۔

### اعظمیہ کے اشعار کے من گھڑت مفہوم

معتف دھماکے نے  
مسلمہ پر ختم نبوت کا لفظ

آیت کے لئے انھیں ہند کے اعظمیہ طبع الریثہ کا یہ شعر نقل کیا ہے۔

انجام دے آواز سالت باشد

ایک گر حسم تابع عبد القادر (مدائن دوم ص ۱۷۷)

بتایے اس میں یہ کہاں اور کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کہتے ہیں کہ حضور  
کے بعد نبوت صرف ۵۶۱ تک بند ہے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی وفات کے بعد رسالت  
کا چر آواز ہو گا اور محمد رسول آئے گا وہ پہلے مقامات ولایت میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا تابع  
ہو گا یعنی قاضی ہو گا۔ اعظمیہ طبع الریثہ کے اس شعر کا یہ اندھا مفہوم دیوبندی ہی کے شایان شان  
ہے ورنہ اس شعر شریف کا صاف اور سیدھا مفہوم یہ ہے جو اوپر سے نیچے کو نہیں بلکہ نیچے  
سے اوپر کو ہے یعنی جہاں مقام نبوت کا انہام ہے اس کے اوپر بعد رسالت کا آنا ہے بعد  
میں درود رسالت کا آنا نہیں ہے یعنی سیدنا عبد القادر درود رسالت کے تابع ہیں اور اسے بعد آنے  
والے اولیاء کے آنا ہی جیسا کہ اس کی تفصیل بعد میں ایک دوسری جگہ یوں ہے۔

صحابیت، مولیٰ پھر تابعیت

میں آگے قاضی منزل ہے یا نبوت (رضی اللہ عنہ)

اب مدعا صنف دھماکہ تو یہی کہے گا کہ تابعیت کے بعد صحابیت اور صحابیت سے آگے  
(یعنی نبوت پر) تارک منزل ہے۔ مالا تھو کوئی صحیح الدعا کام اعظمیہ سے انرا مفہوم انہیں کر سکتا۔  
اعظمیہ سے

نبی باب نبوت ہے جہ درود

ختم در رسالت یہ فاکھوں سلام

یہ کون سے خط کا یہ دلیل منطقی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعتبار سے رسالت  
لا دروازہ بند کیا اور ایک اعتبار سے کھولا کہ سلاطین کے بعد اس امت میں تادری سلسلے کے کسی  
شخص کو نبوت ملے گی (دھماکہ مسلمہ) کہتا ہے مولانا احمد رضا خاں صاحب نے جو دروازہ اپنے لئے  
کھولا تھا۔ اس میں دفتر مرزا غلام احمد داخل ہو گئے۔ اعظمیہ کے لئے اب کوئی گنجائش نہ رہی  
آپ کے پیروں کے لئے کہ آپ کو صرف قبضہ ہی قرار دیں۔ لاہوری مرزا میوں نے بھی یہی مناسب  
سمجھا کہ مرزا غلام احمد کو دیالی کو قبضہ کے دھجک رکھیں معتف دھماکہ کو معلوم ہو کہ دروازہ  
نہ کھولا تھا تو قاضی صاحب باقی درود بندہ نے تو ذرا اناس کے ذریعہ اور گھس گیا اس کی تادیبی  
کذاب اللہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پر حملہ والے حکیم الامت منہ  
دیکھتے رہ گئے پھر دیوبندیوں نے تھانوی کو مجبوراً مجبوراً قرار دیا باقی رہے لاہوری اگر مرزا  
تادیبی کذاب کو مجبور دانتے ہیں تو آپ ان کی دلالی یا ترجمانی ہزار بار کریں یہ آپ کا حق ہے۔



آپ نے خود بتایا کہ لاہوری مرزا بھی دیوبندی حکم الامت ستانوی کی طرح غلام تادیابی کو جبراً ہی  
 مانتے ہیں۔ اچھا ہوا وہ ہم عقیدہ جعلی بتو دو ہو گئے اور مسلمانوں کو ان کے سپہا نے میں آسانی ہو گئی۔ جہاں  
 تک اٹھ فرات کی ذات گرائی کا تعلق ہے۔ ان کو صرف ان کے بیروکار مریدوں اور شاگردوں نے نہیں بلکہ  
 عرب و عجم کے جلیل القدر راہبر ملا و مشائخ نے بھی ان کا کمال مجدد قرار دیا ہے۔

مصنف و حاکم مدظلہ پر مرزا ایک حق و شعور سے خود تھی بات کہتا ہے یہی وجہ ہے کہ اٹھ فرات مرزا  
 غلام احمد کے پیروں کی جوائے آپ کو اموی کہتے تھے بہت رعایت فرماتے تھے اور ان کی سبوروں کو  
 سبجہ تسلیم کرتے تھے۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

زاہد سحر احمدی پر درود

دولت جیش مسرت پہ لاکھوں سلام (سلاطین ص ۳۰)  
 تشریح پر احمدیوں کی سحر کے جو زائریں ہیں پر بھی درود ہو اور شکر صبر کے جو سردار تھے ان پر  
 لاکھوں سلام ہوں۔ (دعا کا ص ۵۳)

خوب اگر آپ یونہی دیوبندیت کی مٹی پھیرا دیا جہاں آفتاب دکھتے ہے تو کسی برعری  
 کو آپ کی خرافات کا نوش لینے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ اٹھ فرات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہرہ معروف  
 شہر و آفاق سلام میں یہ شعر سترتا تھا غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں ہے اور دعوت  
 جیش مسرت اس کا واضح ثبوت ہے اس شعر سے عموماً آگے یعنی عثمان صاحب قلعہ جبرئیل  
 پورتنی جنہاوت پہ لاکھوں سلام کی تعریف بھی موجود ہے۔ لیکن چونکہ لکھنوی صاحب کی آنکھوں میں آنسو  
 والے موتیا کا تھینا مصنف و حاکم لاکھوں میں بھی گدش کر رہے ہیں اس لئے اسے کچھ نظر نہیں آتا اور  
 اپنی جہالت و ابلہی ذہنیت اور بیہودہ خرافہ سے سبجہ نبوی شریف کو تادیابیوں کی سبجہ اموی قرار دیا  
 اور صاعدا اللہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جیسے پاک باز راہبر و مصلح عالمی کو زائریوں کی سبجہ اموی قرار دیا  
 قرار دے کر خوب خوب اپنا نام اعمال سیاہ کیا۔

چلے گا کب تک یہ جھوٹ کا ذبہ بیجا کب تک یہ صوفی رافضی

بے ہمتو نیکے مگر مصائب و قیام تو بھی نہیں رہے گا

مصنف و حاکم یہی تو اٹھ فرات علیہ الرحمۃ پر تادیابی احمدیہ پر سلام بھیجے گا لازم آتا ہے۔ لیکن  
 سب سے زیادہ ہی اٹھ فرات علیہ الرحمۃ کے تادیابیوں و طروہ پر تادیابی کو نظر نہیں آتا ہے۔  
 درود کو انا غلط نہ تھا

ان میں یاد آیا اور ہم مصنف و حاکم کو اس کی اطلاع دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی  
 تاج محمدی صاحب لکھتے ہیں۔

مذکر اسے کرم احمدی کہتے ہوں

انہیں ہے مصنف و حاکم یہاں بھی اسی ذہن سے سوچے گا جس ذہن سے غلام سبجہ اموی کے  
 متعلق سوچا تھا کہ بلکہ مولوی تاج محمدی صاحب مولانا سے مدعا لگتے ہیں اس لئے مولانا نے مولانا  
 کے سوا کسی کو اپنا حامی و مددگار نہیں سمجھتے تھے۔

### معنی اول و آخر

مصنف و حاکم اپنی بیہودہ خرافہ کے ذریعہ مولانا کے لئے چلتا چلتا مدعا  
 پر تادیابی ہے اور نہایت اٹھ فرات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر  
 نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر میں ہوں معنی اول و آخر  
 کہ دست بستہ میں بیٹھ جاؤ جو سلطنت آگے کر گئے تھے

غلام احمد کے لکھنے سے مولانا احمد رضا حضور کے انوار نبیاء ہونے کے اس معنی کو کتاب سب سے  
 آخر میں تشریف لائے غلام کا خیال بتانا چاہتے ہیں۔ (دعا کا ص ۵۳)  
 یہ شعر مصنف و حاکم نے غالباً اپنے ذہن و فکر پر تادیابی اس کے خبر سے متاثر ہو کر دیکھا ہو گا۔

در حقیقت یہ غلام دلی مہانت بانی مدرسہ دیوبند مولوی تاج محمدی صاحب کی ہے اور تادیابی اس مدعا  
 پر موجود ہے۔ مولانا غلام احمد جیسے معلوم کرنے چاہیں گا کہ غلام احمد میں کچھ وقت نہ ہو غلام کے خیالی ہی کہ ان  
 مسلم کا غلام ہونا اس معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ الخ  
 یہ مہانت سیدی اٹھ فرات کے سر عقوبت کا مقصد تادیابی اس پر ہے کہ مولانا تادیابی کو تادیابی اور تادیابی  
 صاحب کے جیسے جہاں کے ان کو مضبوط کرنا ہے مگر اٹھ فرات رضی اللہ عنہ کے لئے فراموشی فراموشی  
 پر غلام احمد کے یہی مدظلہ امام افریقین شریف اگر اٹھ فرات کے ہی مصادیق اسی سے عقارت تھے تو پھر مولانا تادیابی  
 صاحب نامزدی کو شہاب ثاقب اور مولوی طویل احمد تادیابی صاحب اٹھ فرات کے لئے شہاب ثاقب اور اٹھ فرات  
 تادیابی اس کی اس ملعون عبارت کو اٹھ فرات کی عزت کا ہوسے جاننے کے لئے شہاب ثاقب اور اٹھ فرات  
 وغیرہ کتب معلوم و معلوم میں آئے۔ جہاں تک اول و آخر کے معنی کا تعلق ہے ہم اس پر بہت تفصیل نے لکھا ہے  
 ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اول ہونا خلقت کے اعتبار سے اور آخر ہونا بعثت و ظهور نبوت کے لحاظ  
 سے مگر مصنف و حاکم کو یہ بات اس لئے اچھی نہیں لگتی کہ بانی مدرسہ دیوبند تادیابی اس مدعا پر تادیابی



یہ کہ ہے: مگر اہل فہم پر روشنی ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ یہاں کے خلاف نہیں چاہیے  
خواہ احمد رضا دشمنی میں غلام احمد کی سوسیسویسہ تائید ہو۔ اسی صفحہ ۵۲ پر مصنف دھماکے سے مذاہب خود کشی کا ایک  
اور المیرہ بنایا ہے اور حزب الاعراف لاہور کے دہشت گرد منوان اور قصور سے شائع شدہ ایک کتاب چلانے کی ہدایت  
مردہ کا حوالہ بھی دیا ہے مگر یہ اس وقت میرے ہاتھ تھا مٹھرت قدس سرہ کی کچھ عبارت سے اشارت بھی تھی کہ اناس  
کی عبارت کی تائید ہو جاتی مگر ایسا نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے اور میرے مصنف دھماکا کا اسے مذاہب خود کشی کا اہل  
قرار دینا بھی تائید ثابت کی تائید و حمایت ہے کیونکہ جب اس کے نزدیک یہ ثابت ہے اور اس کو یقینہ کا ہے  
کہ ماذن انشا مٹھرت کا وہ عقیدہ ہے جو اس نے لکھا اور رضوان کے مرید اور چرانہ ہدایت کے مصنف نے  
ایسا عقیدہ رکھنے والے کو کافر و مرتد قرار دیا تو یہ مصنف کے نزدیک اگر المیرہ (یعنی فساد و افسار ہے تو  
اس سے سوسیسویسہ تائید و حمایت ہے۔ کیونکہ مصنف پر اذیافت ہدایت نے تو خاتم البتیس کے معنی  
میں تحریر کرنے والے پر کراہت اور اذیافتی دیا اور مصنف دھماکا کو اس سے رکے عالم ہوا اور اس نے اس  
کو المیرہ قرار دیا معلوم ہوا اس کے جسم میں تائید و حمایت کی روشنی گر رہی ہے جو اسے خاتم البتیس کے معنی میں تحریر  
کرنے والے پر فتویٰ کفر المیرہ نظر آ رہا ہے۔ جو تو مذہبی توجہ نگاہ سے کہ عرف خود پناہ دامن میں نہیں رہا سکتا۔  
اور نیچے مصنف دھماکا کا لے بیٹا سے لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ مولا احمد رضا خاں کے ہاں حضور کے  
سب سے آخری نبی ہونے میں بالذات کچھ فضیلت نہ تھی وہ اس تائید نہ تھی کہ جسے اسے کوئی خوشی کی بات  
نہیں سمجھتے تھے وہ حدیث سے ثابت کرتے ہیں لا ملاہ کی بات اللہ تعالیٰ نے حضور سے اُچھا۔ اعظم علیہ السلام  
ان جعلتک آخر الانبیاء کیا نہیں اس بات کا ظہور ہوا کہ میں نے سب سے پہلے نبی کیا ہوا  
کہ کہ نہیں اسے سب میرے اہل اذیافتہ میں نے انہیں اس سے سب سے پہلی آیت بتایا کہ سب انہوں کو  
ان کے سامنے دھماکا کرنا۔ (مٹھرت ص ۵۴)

مصنف دھماکا یہ عبارت کتر ہیزت کے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے اس سے چہ چلتا ہے کہ مولا  
احمد رضا خاں کے ہاں حضور کے سب سے آخری نبی ہونے میں صرف آیت کا اعزاز تھا آپ کی اس میں بالذات  
کچھ فضیلت نہ تھی۔ دھماکا ص ۵۵

مصنف دھماکا کو معلوم ہونا چاہیے تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ آخری نبی ہونے  
میں بالذات کچھ فضیلت نہیں یہ بالی مدرسہ دیوبند مولوی محمد باہم نالو کوئی صاحب کے عقائد و اطوار کی تائید و حمایت  
کی عبارت ہے اور تقدیر اناس ص ۲ پر موجود ہے۔ مٹھرت عظیم البرکت اس عبارت معروضہ اور ایسا اعتقاد  
رکھنے والے پر ہم کو راضی فرما چکے ہیں ملاحظہ ہو حسام المؤمن مصنف دھماکا کا اپنا اہل فہم کی کہانی مدرسہ

دیوبند کے مقابہ ہاں ہے الا یہ کہ ذرا کہ ان کا کہنا ہے شرعی دہشت و وحشی ہے اس سے مٹھرت فاضل  
بریلوی علیہ الرحمۃ کے موقف کی حقانیت کا پتہ چلتا ہے کہ آپ نے جس عبارت کو منہی ہونا کہ ختم نبوت قرار دیا تھا  
آہ اسی گروہ کے لوگ ان کے عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ہونے کا یہاں اعتراف کر رہے ہیں یہ مٹھرت قدس  
سرہ کے موقف کی حقانیت و صداقت ایک ایک کلمہ و قافیہ کلمات ہے۔ مصنف دھماکا نے مٹھرت سے  
جو عبارت نقل کی ہے اس سے اس سرور و عقیدہ کی تائید نہیں ہوتی اگر مٹھرت حق ہوتا تو یہ لازم مٹھرت  
کی بات کے خود حدیث شریف پر مائل ہوتا حدیث شریف کا یہ مٹھرت اور مٹھرت ہی سرور اس کو  
ایسا لڑوا کھٹائی نہیں معلوم ہوتا ہے کہ مصنف دھماکا شکر حدیث بھی ہے کیونکہ وہ اس حوالہ کی باتوں میں  
اس کو حدیث تو تسلیم کر رہا ہے لیکن اس میں مذکورہ واقعہ پر اس کا بیان نہیں اس پر اگر کوئی اعتراض ہے تو  
مٹھرت کی عبارت حدیث شریف پر کسے مسلمانوں کو اپنے شکر حدیث ہونے کا بھی یقین دلائے۔ اس سے  
اس کی باطنی مراد پتہ نہیں چلتی۔ اس کے بعد مصنف دھماکا ہر طرف دھکے کھا کر میرا حق شکر ہے

انجام دے آفتاب رسالت باشد  
ایک کو حسم سماج عبد القادر

کہ عرف پست ہے اس کا عقل جواب دہ ہے گزرتا ہے مصنف دھماکا اپنی اسی بے قراری کے عالم میں مذاہب  
افریقہ ص ۱۳۳ سے بھی ایک عبارت نقل کرتا ہے کہ مولا احمد رضا خاں اس بحث میں لکھتے ہیں کہ حضور کی  
عجبت سے سب لوگ نبی ہو سکتے تھے۔ جڑیبت تکرار آیت ساری کی ساری نبی ہو جائے۔  
جمال ہم نشین در من اثر کرد

وگرہ من بسا خاتم کہ ہستم (فتاویٰ افریقہ ص ۱۳۳)

مصنف دھماکا نے یہاں بھی جو ترجمہ کر کے نالو کوئی کھڑکی کی طاقت اور سوسیسویسہ تائید و حمایت  
کا حق ٹک ادا کیا ہے اور اپنے شکر حدیث ہونے کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ مٹھرت قدس سرہ تو فرماتے  
ہیں: ارشاد بھی ہم امام احمد و ابن ماجہ و ابوداؤد و دیلمی و ابویعلیٰ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
سے راوی حضور سید المرسلین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ انا لم یکن نبی الا ل  
دعوة قد تحیرھا فی الدنیا والی قد اختبأت دعوتی  
شفاعة لا متی واما مسید ولد ادم یوم القیہ ولا فخر  
وانا اول من تنشق عن الارض ولا فخر وبعید لواء  
الحمد ولا فخر ادم فمن دون تحت لوائی ولا فخر ثم







لیکن دل کا تبار زبانی و قلم سے ظاہر نہ ہو جاتا ہے۔

### حیات عیسیٰ علیہ السلام

مصنف دھماکے نے حسب عادت چھبازاری کرتے ہوئے ہندو پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے سر پر عقیدہ مقبول ہے کہ وہ مسافر و فانی کے قائل ہیں اس کے ثبوت میں اس نے یہ کارگری دکھائی ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے موقوفات حقہ چھباز سے ایک عبارت آگے اور پیچھے سے تلاش کر نقل کر ڈالی ہے۔ اس کے جواب میں صرف ہم اس بڑی عبارت ہی نقل کرتے ہیں تاکہ اس چھباز سے تارکین کرام کو پورا پورا تعارف ہو جائے۔ اعلیٰ حضرت عرض ہے: یہ حدیث ہے، لو کان موسیٰ و عیسیٰ حییین ما وصعھا الا اتباعی

ارشاد ہے: یہ قادیانی ملعون کا حدیث پر افتراء اور توہمت ہے۔ حدیث میں اتنا ہے لو کان موسیٰ حیا و ادرك نبوتی ما وصعہ الا اتباعی اگر نبی زندہ ہوتے اور

میری نبوت کا نزول پاتے تو انیس کچھ گنہگار نہ ہوتے سوا میری طاقت کے اقتدار بھی کیا اور کمال ذکر ان کا معقول اس افتراء سے وفات سے ثابت کرنا ہے اور حسب وفات ثابت ہو جائے گی تو ان کے نزدیک نزول نہ ہو گا تو ایک مثل کا نزول ماننا چاہیے کہ حالانکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی مسمیٰ دنیوی ہے صحیح حدیث میں ہے ان اللہ حرم علی الارض ان تا کل اجساد الانبیاء فبنی اللہ حی یرزق بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام کو کھانا حرام فرمادیا ہے تو اللہ کے بخیر و فیض دیکھتے جاتے ہیں۔ دوسری صحیح حدیث میں ہے الانبیاء احياء فی قبورهم یصلون انبیاء و سب زندہ ہیں اپنی قبور میں نماز پڑھتے ہیں اگر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات مان لی جاسکے تو ان کی موت بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے مرفیٰ آتی ہے۔ ایک آن کی موت خارجی ہوتی ہے۔ یہ سب اعلیٰ حضرت کے نزدیک غریبات غریب الہیہ سے ہے۔ اس کا منکر نہ ہو گا مگر بد مذہب گمراہ توہمیں صلی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی زندہ ہی ہیں ان کا نزول متفقہ کیونکر ہو گیا (پھر فرمائی) چار انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وہ ہیں جن پر ایک ان کے لئے بھی موت طاری نہیں ہوئی وہ آسمان پر سینا اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور وہ زمین پر سینا الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر سال کی یہ دونوں حضرات مبعوث ہوتے ہیں۔ یہی کرتے ہیں ختم حج پر فخرم شریف کا پانی پیتے ہیں کہ وہ پانی ان کو کفایت کرتا ہے۔ سال بھر کے طعام و شراب سے یہ بے نیازی عبارت میں ہے۔ یہ دونوں حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت فرمائی ہے اور ایک آن والی بات جس اگر اور جان بھی لی جاسکے کے ساتھ جیسے مثال دیتے ہوئے کہتے ہیں اگر بالفرض اہل ایمان بھی لی جاسکتے صاف بتا رہا ہے کہ مانا نہیں ہے اور پھر حار انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وہ ہیں جن پر ایک آن کے لئے بھی موت طاری نہیں ہوئی۔ آسمان پر سینا اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا یہ مصنف دھماکے کو نظر نہیں آیا؟ یا اس نے ساری دنیا کو کندھا پکڑ کر چلنے والا رشید احمد لکھنوی سمجھ لیا تھا۔ ایک آن والی بات بھی محض متعلق نزول مسیح کے رد میں تھی لیکن یہ مصنف دھماکے کو اس لئے بڑی آگاہی ہو کہ نزول مسیح علیہ السلام کا قائل نہ ہو اور اس سلسلہ میں قادیانیوں کا ہم عقیدہ ہو۔ یا شاید اس نے اس بات کو اس لئے بڑا محسوس کیا کہ اعلیٰ حضرت نے اپنے ارشاد کے ابتدائے میں مرزا تون کو قادیانی ملعون لکھ کر ذکر فرمایا تھا۔ واللہ اعلم

### سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار

مصنف دھماکے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرتے ہوئے حوالوں میں جوڈ ٹوڑ کر کے ان کی وفات کا الزام اتھرتا ہے لیکن ہم ثابت کرتے ہیں کہ دیوبندیوں کے راشٹرپتی اور انکلام آزاد سابق وزیر تعلیم بھارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی ہی نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں "مسیح نامہری کا تصور بیکار ہے۔ وہ شریعت موسوی کا ایک مسلح تھا پر خود کوئی صاحب شریعت نہ تھا۔ کوئی شریعت نہیں لایا۔ اس کے پاس کوئی قانون نہ تھا وہ خود بھی قانون عشر و موسویہ کا نالغ تھا۔ اس نے خود تصریح کر دی۔ میں قریت کو مٹانے نہیں آیا بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔" رسالہ البطلان کلکتہ ۱۳۰۴ چہار شنبہ ۲۲ شوال ۱۳۰۴ عہد ۱۳۰۴ اب مصنف دھماکے ہی بتاتے کہ جو شخص ایک نبی کی نبوت کا انکار کرے اس کے متعلق صاف صریح حکم شرعی کیا

### صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

مصنف دھماکے نے مشہور اصحاب رسول کی برہنہ کا دعویٰ کی سرخی بھائی اصحاب رسول کا اس عامیہ انداز میں ذکر کیا ہے۔ اصحاب پر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور رسول کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کی توفیق بھی نصیب نہیں ہوئی۔ یہیں سے اس کے احترام کے نام نہاد دعویٰ کی قلعی کھل جاتی ہے بہر حال اس نے کمال بے حیائی سے وصایا شریف ص ۱۳ پر مولانا حسین رضا خان صاحب بریلوی کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں: "اعلیٰ حضرت قبلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زہد و تقویٰ







۱۸۰  
 حصہ سوم کسی بھی شئی عالم کے نزدیک ہرگز معتبر و قابلِ حجت نہیں۔ کیوں۔ اس لئے کہ حصہ سوم نہ تو  
 سارے کا سارا سیدی المصطفیٰ قدس سرہ کے اشار مبارک کا مجموعہ ہے نہ یہ المصطفیٰ نے خود شائع  
 فرمایا نہ آپ کی سیات طبقہ میں کسی نے شائع کیا اور نہ ہی آپ کے وصال کے بعد آپ کے شاگردوں کا  
 میں سے کسی نے شائع کیا بلکہ المصطفیٰ قدس سرہ کے وصال شریف کے تقریباً تیس سال بعد  
 غالباً ۱۳۵۲ھ یا اس سے محض سا آگے پہلے مل پورہ طبعی کے خطیب مولانا کاظمی صاحب  
 علی خان صاحب مرحوم نے شائع کیا تھا جس میں کچھ کام المصطفیٰ علیہ الرحمۃ کا اور کچھ دیگر شعراء  
 کا تھا اور دیوبند میں مولویوں کے تو دم گھن اور تصورات کا گہرائیوں میں بھی یہ بات نہ محتاسب  
 سے پہلے خطیب اہل سنت مولانا شائق احمد صاحب نقاشی اندر شریک اسباب الہیہ مولانا محبوب  
 علی خان صاحب مرحوم کو اس خطیب پر متنبہ کیا اور ان کے خلاف بیجا کے ایک ہفت روزہ اخبار  
 میں ۹ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ کو ایک مستقل مضمون شائع کرایا اور مولانا محبوب علی خان صاحب مرحوم  
 نے قبولِ حق کی ایک بارہ سال قائم فرماتے ہوئے آہ سے ۲۱ سال قبل ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ کو اپنا  
 غیر مشروط و قویہ نامہ شائع فرمایا ایک جرم میں اس کی اشاعت ہوئی اور مولانا موسیٰ کا قویہ نامہ  
 ماہنامہ "سنت" لکھنؤ اور اخبار انقلاب لکھنؤ میں بھی شائع ہوا۔ حالانکہ مولانا کی خطیبی صرف اتنی تھی کہ انکی  
 فطرت سے ایسا ہوا۔ انہوں نے مخالفین اہل سنت کے ایک پسینہ ناکہ شیعہ پوپسین نامہ جو شہرہ  
 میں پھیلایا اور وہ وہاں موجود نہ ہونے کے باعث صحیح طور پر کتابت شدہ کاپیاں نہ دیکھ سکے لیکن  
 یہ علماء اہل سنت ہی تھے جنہوں نے خود مدائن بخشش حصہ سوم کے ان اشار پر اعتراض کیا اور  
 خطیب پر قویہ کی مثال قائم کرنے والے بھی اہل سنت ہی تھے وہ کہ کوئی اور جہت تو نہ ہو تو ہی۔ مگر گویا  
 مخالفی و فیرہ کی طرف مندرک کے بیٹھ جائے اس گستاخی کو جس ایمان ثابت کرنے کے لئے خطیب نے لکھا  
 محبوب علی خان صاحب مرحوم کی توبہ کے بعد آپ کو قرآن و حدیث کی روشنی میں برائی الذمہ قرار دیا گیا  
 مدائن بخشش حصہ سوم نہ المصطفیٰ کی تعریف نہ معنی و حاکم کے نقل کردہ اشار المصطفیٰ کے  
 اشار اگر ایسا ہوتا تو دیوبندی مناظر میں مولانا مرقی حسن درجہ کی پانچویں مولوی مدینہ لکھنؤ  
 کاوردی مولوی منظر سبیل و فیرہ ضرور اپنے مناظروں اور کتابوں میں ان گستاخانہ اشار کا حوالہ  
 دیتے لیکن ایسا نہیں ہوا اور ہم معنی و حاکم کو پہنچ گئے ہیں وہ اپنے اکابر مل و مناظر میں کی  
 کوئی سند سے پہلے کی بھی ہوئی البتہ قرآن و حدیث میں سے ثابت ہو کہ اکابر دیوبند نے ان  
 اشار پر اعتراض کیا تھا ہم ایک ہزار روپیہ انعام پیش کریں گے مدائن بخشش حصہ سوم کا اس وقت

۱۸۱  
 دہر دی نہ تھا۔ تو کوئی اعتراض کیسے کرتا دیوبند کو تو محبوب معلوم ہوا کہ محبوب علی طبرانی کو  
 آستانہ عالیہ مولوی اصنافی شریک اسباب الہیہ اور شریک طبری ہیں) نے اس خطیب پر توجہ دلائی اور انہوں  
 نے ملک سمیع میں اپنا قویہ نامہ شائع فرمایا۔ بات دراصل یہ ہے کہ دیوبندی و لابی ان اشار کی خطیبی  
 کر کے عوام کی توجہ اپنا گستاخیوں سے ہٹانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا  
 کی شان میں خروان کے حکیم اقامت مولوی اشرف علی تھانوی نے صریح گستاخی کی ہے۔ ملاحظہ ہو۔  
 رسالہ امداد مطابق ماہ مفرستہ ۱۳۵۲ھ دیوبندی حکیم اقامت لکھتے ہیں ایک ذاکر صلی اللہ علیہ وسلم  
 ہوا کہ اشرف شریف علی تھانوی کے مکتوبات مآثر آئے حالی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا میں اشرف علی  
 ذہن ما اس طرف مستقل ہوا کہ کم سن محبت ہاتھ آگے کی اس مناسبت کے کہ جب حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا حضور کا من شریف پچاس سے زائد تھا اور حضرت عائشہ  
 بہت کم عمر تھیں وہی فقر یہاں ہے۔ (معافا شدہ) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس  
 گستاخی پر پردہ ڈالنے کے لئے معنی و حاکم نے مدائن بخشش حصہ سوم کے وہ اشار نقل کر ڈالے  
 جس پر مولانا محبوب علی خان صاحب مرحوم بار بار لابی و قویہ قویہ فرمایا ہے۔ میں معنی و حاکم  
 نے ایک تضاد نامہ بھی مندرجہ قریب دیا ہے جس میں مختلف الاما اہل سنت کے اس نے  
 اپنے خیال کے مطابق ان اشار کے بارے میں پانچ مختلف اقوال نقل کئے ہیں حالانکہ ان میں  
 کوئی تضاد نہیں۔ یہ معنی و حاکم کے مدافعی توازن بگڑ جانے کی دلیل ہے۔ چار سو سی ملاحظہ  
 ہو پچھلا قول منقہ اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب ذقلہ کا نقل کیا۔ دوسرا قول مولانا محبوب  
 علی خان صاحب مرحوم کا نقل کیا۔ تیسرا قول مولوی منظر اللہ کے نام سے نقل کیا۔ چوتھا قول  
 بریڈ فورڈ کے بریلوی مولویوں کے ذمہ دیا گیا۔ لیکن نہ کسی عالم نہ کسی کتاب کا نام لکھا۔ یا پھر یہی نقل  
 منقہ منظر اللہ صاحب علیہ الرحمۃ سے نقل کیا اور مدائن منظری کا حوالہ دیا اس طرح پانچ مختلف  
 متضاد قول نقل ہو گئے۔ مگر ہم معنی و حاکم کی چار سو سی کی کتاب کشائی کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں تیسرا  
 قول اور پانچواں قول جن میں منقہ اعظم و مولانا منقہ منظر اللہ صاحب علیہ الرحمۃ سے نقل کیا ہے  
 کیا وہ دو ہیں۔ عیاری سے ایک کو مولوی منظر اللہ کے کہہ دیا اور مدائن منظری کا حوالہ اس لئے  
 نہیں دیا کہ کہیں یہ راز فاش نہ ہو جائے کہ ایک عالم کا قول دوبارہ کہہ دیا گیا ہے اور دوسری جگہ  
 یعنی پانچواں قول نقل کرتے وقت مولوی منظر اللہ کی بجائے منقہ منظر اللہ کے کہہ دیا اور آپ کے  
 قادی منظری کا حوالہ دے دیا گیا۔ اس طرح پانچ قول بنا دیئے حالانکہ مولوی منظر اللہ صاحب علیہ



مفتی مظہر اللہ صاحب ایک ہی بزرگ ہیں۔ لہذا قول جاریہ ہو گئے۔ اب دیکھئے مفتی نے چہ تامل  
بروز فرور کے بریلوی مطبوعات کی تحقیق کے نام سے لکھا لیکن کسی کا نام کتاب کا سوال مذکور نہیں لہذا یہ  
جھوٹ و افتراء ہے قول تین رو گئے و امولنا مصطفیٰ رضا خاں کہتے ہیں کہ یہ اشعار مظہر کے نہیں یا  
قول تیسرے مولوی مظہر اللہ کہتے ہیں کہ غیر کو اس میں بھی تامل ہے کہ تامل بریلوی نے یہ اشعار کہے  
ہوں ان کی شان کے خلاف معلوم ہوتے ہیں۔ مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب اور مفتی مظہر اللہ صاحب  
کے اقوال کو دیکھا جائے تو کبھی تضاد نظر نہیں آتا۔ دونوں ہی بزرگ ان اشعار کے مظہر  
علیہ الرحمۃ کے اشعار نہ ہونے کا برہان اقرار کر رہے ہیں۔ مفتی دھماکہ بتائے ان دونوں  
اقوال میں کیا تضاد ہے؟ جب یہ دونوں قول ایک ہی منہم و معانی رکھتے ہیں تو تضاد کیسے بنا  
پڑے گا بریلی اور دہلی کے بزرگوں کا ایک بیان ہے۔ اب دیکھا دوسرا قول ایک ان دونوں  
بزرگوں کا مشترک اور ایک مولانا محبوب علی خاں صاحب کا اس میں بظاہر کچھ تضاد معلوم ہوتا  
ہے کیونکہ مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب فرماتے اور فقیر اعظم مولانا مفتی مظہر اللہ  
صاحب دہلی علیہ الرحمۃ تو فرماتے ہیں کہ یہ اشعار مظہر کے نہیں ہیں اور مولانا محبوب علی  
خاں صاحب لکھتے ہیں: یہ اشعار مظہر کے بیاض سے نقل کئے۔ تو یہ ہو سکتا ہے کہ مظہر  
کے بیاض میں کسی اور کا کلام رکھا ہو یا مظہر کے کسی بد مذہب و بد عقیدہ شخص کے دیکھنے  
لپٹنے قلم سے اس کے اشعار نقل کر کے بیاض میں محفوظ رکھے ہوں مظہر کی بیاض سے نقل کرنے  
کا یہ مطلب تو یہ ہوگا کہ یہ اشعار تحقیقاً مظہر ہی کے ہیں اور نقل کرنے والا بھی سچا ہے۔ لیکن  
اس نے بیاض سے نقل کر لیا۔ یہ بیاض یاداشت کی کاپی کو کہتے ہیں اس میں بعد یادداشت  
اچھا نہیں دیکھو شعراء کا کلام بھی بعد یادداشت لکھا جاسکتا ہے۔ لہذا دھماکہ کے مسئلہ پر مذکور  
پانچوں اقوال میں کوئی تضاد نہ رہا اور یہ مفتی دھماکہ کی عیاری تھی۔ اس نے غراہ غراہ تضاد نامہ  
مرتب کر ڈالا اور عوام کو مغلطہ پیش کیا۔ راہ نکالی۔ اور پھر یہ قول میں حضرت مفتی محمد مظہر اللہ  
صاحب علیہ الرحمۃ کا یہ فرمانا تھا ہے کہ میرے نزدیک تیسرے (مولانا محبوب علی صاحب بھی اس  
ناپاک الزام سے بری ہے) اندوہ مولانا محبوب علی صاحب کے غیر مشروط زبان و تقریری کو باہر  
کی شامت کے بعد ہے بتائے تو یہ کے بعد شرعاً کیا الزام باقی رہا؟

اور مفتی دھماکہ کی یہ جھوٹ ہے کہ سترہ سو سال کے حوالی بخشش ۱۳۲۵ء میں شائع ہوئی اور  
آج اس کو ستر سال ہوا ہے۔ حوالی بخشش ۱۳۲۵ء یہ ایک تاریخی نام ہے۔ جس کے بعد اب

کے اعتبار سے ۱۳۲۵ء کے بعد سے اس عبارت پر اس کا نام ۱۳۲۵ء میں مولانا محبوب  
علی خاں صاحب لکھا۔ یہی کاپی اسی چند سال قبل ۵۰ سال کی عمر میں ان کو بیٹی میں انتقال ہوا۔ انہی  
نے ستر سال قبل یہ کتاب اپنے شائق کردہ اگر ایسا ہے تو ستر سالہ دیوبند کے قرائن پر لکھی ہوگی۔ اگر  
ان کا تعلق ان کی بیٹی سے ہے تو اس سے چھپ رہا ہے تو اس کا نام مولانا دیوبند کے قرائن پر لکھا گیا ہوگا۔  
لیکن یہ قرار دینا ان کی خاموشی کو بھانج سکتا ہے تیسری کاپی ۵۰ سالہ مفتی احمد علی صاحب  
یہ بات نہیں کہ ستر سال انہوں نے حوالی بخشش ۱۳۲۵ء کے اشعار پر اعتراض کیا ہو یا اس کو کتانی  
مظہر کی بیٹی سے حوالی بخشش ۱۳۲۵ء میں اس وقت تھا ہی نہیں اور مفتی دھماکہ کا حوالہ  
مفتی محمد مظہر اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کو مولانا کی ایک عبارت قنادی خطی سے نقل کر کے یہ کہنا  
مفتی صاحب! یہ معاملہ صرف یہ گستاخ ہے کہ ان کا نہیں سب مسلمانوں کی ان کہتے اگرچہ  
افغانی قوم پر ہے۔ دیوبند عبارت ہے مگر یہ اس وقت تھا جب وہ توجہ تو یہ نہ کہے اور پھر  
مفتی دھماکہ کا سنیہ مائتہ صدیق کو ان کہتے ہیں اس کے اپنے اصول کے مطابق حوالہ کتانی  
ہے کیونکہ مولانا پر اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بابا کہنے کو کتانی قرار دیا ہے۔  
مفتی کو بابا کہنا کتانی ہے تو سیرہ مائتہ صدیق کو ان کہتے ہیں اس کے اپنے اصول  
کے مطابق حوالہ کتانی اور ناقل مائتہ صدیق ہے۔ مفتی دھماکہ مظہر پر لکھا ہے کہ الزام کس  
عالم کر سکتا ہے۔ جبکہ وہ خود مذہب میں ہے۔ اور لکھا ہے مولانا امجد علی خاں نے جو سیرہ  
بیان حضرت ام المومنین کے لئے یا ام المومنین کے لئے اختیار کیا۔ دھماکہ ۱۳۲۵ء جب اس کو نقلی  
بیعت میں نہیں کہ یہ شعر کس کے متعلق ہیں تو پھر ام المومنین حضرت مائتہ صدیق کی شان میں لکھا  
کا عنوان جانا شرعاً کس طرح جائز تھا؟

مفتی دھماکہ کو تو اتنا ہی معلوم نہیں کہ حوالی بخشش ۱۳۲۵ء پر یہ شعر کس طرح ہے مفتی  
دھماکہ لکھتا ہے سنگ و چیت ان کا لباس اور وہ جو جس کی بہار مالائیکہ حوالی بخشش ۱۳۲۵ء  
پر اس طرح ہے۔

سنگ و چیت ان کا لباس اور وہ جو جس کا احوار

لیکن مفتی دھماکہ اتنا اندھا ہو گیا ہے کہ اسے کچھ پتہ نہیں کیا گھسٹ رہا ہوں مفتی  
دھماکہ کو عبارات میں کڑی بیعت کا جو ملکہ آم حاصل ہے اس میں وہ اپنی نظر آپ ہے۔ آہ غلام  
نار دانی ہوتا تو اس کی شاگردی کتا اور یہ فن اس سے مزور حاصل کیا لہذا مفتی نے اس فن میں



حضرت کو بردے کا لڑکا دھاکہ کے صفت پر ایک اور عبارت کاٹ چھانٹ کر اس طرح نقل کی  
 ہے اور میں مانا مفہوم بیان کیا ہے۔ لکن اگرچہ لفظ احمد و رضا کا ایک دوسرا ہوتے ہیں لکن  
 اللہ تعالیٰ نے اس کو لفظ اولاد سے الگ کر دیا۔ اے اللہ تعالیٰ دے ان کو قول کو جو یا جامہ پہنتی ہیں  
 غالباً یا جامہ تنگ تھا۔ احکام شریعت صہ دوم ص ۲۲۳) اس پر بھی معاذ اللہ حاشیہ آئی کرتے  
 ہوئے لکھتے ہیں کہ "الطہرۃ کو کیسے پتہ چل گیا کہ غالباً یا جامہ تنگ تھا۔ الطہرۃ کی نظر کہاں رہتی  
 تھی ایسے امور کیسے بجانب تھا۔ بھلا یہ باتیں کرنے کی ہیں کیا صحابہ کرام کی سیرت کا پیچھرت  
 ممکن نہ تھے؟"

لاش کو مصنف دھاکہ یہ عبارت بھی فہمی نقل کر دیتا تو جواب کی ضرورت ہی پیش نہ آتی  
 بہر حال اس کو اس بات پر اعتراض ہے کہ الطہرۃ کو کیسے پتہ چل گیا یا جامہ تنگ تھا تو جواب اگر آئی  
 ہے ہر شخص بقائم ہوش و قرار میں یہ جان سکتا ہے کہ یا جامہ تنگ ہوتا۔ بھلا یہ حدیث یا وہ تنگ ہوتی  
 ہے جس کو کلی ہوتی ہے۔ کیا یا نیکر ٹھنوں سے اوپر تنگ کی ہوتی ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ بڑی  
 بڑی ہوتی ہے وہاں چھوٹا ہوتا ہے مگر نہ بڑا ہوتا ہے نہ چھوٹا ہوتا ہے مگر نہیں جانتا  
 وہ جس کے دماغ میں دیوبند ہو بھلا یہ کون سی غیب کی بات تھی جو مصنف دھاکہ فرماتا کہ نے  
 شرک مانا ہے۔ پھر ہی عبارت یہ ہے: "ایک بار حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لے جاتے  
 تھے راہ میں ایک بیوی کا پاؤں پھسلنا دیکھ کر سبک اس طرف سے پھریا صحابہ (رضی اللہ عنہم)  
 نے عرض کیا حضور وہ پا جامہ پہنے ہوئے ہے۔ انشاء فرمایا: اللہم اغفر للمسلمین  
 ولات اے اللہ بخش دے ان کو قول کو جو یا جامہ پہنتی ہیں اور غالباً یا جامہ تنگ  
 تھا۔ اس واسطے اگر ڈھیلا ہوتا تو اس میں بھی تہ بندی طرح کھل جاتے۔ احتمال ہو سکتا تھا  
 ۱ احکام شریعت صہ دوم ص ۲۲۳) اب اس بے لگام کو کون سمجھائے کہ بھلا یہاں اس  
 قسم کی غامضی بنڈانی کا کون سا موقع تھا؟ کیا دیوبندی مولویوں کو اتنا سچی علم نہیں کہ  
 یا جامہ تنگ ہوتا ہے؟ پھر کس منہ سے تمام اسلم اور غیر اسلم ہوتے پھرتے ہیں؟ ایسے  
 علوم غمہ میں سے کوئی ایک تھا۔ جس کا علم وہابیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو  
 نہیں۔؟ سے وہ بی بی صحابیہ تو ضرور ہوں گی مصنف دھاکہ کہتا ہے الطہرۃ کی نظر کہاں  
 رہتی تھی ایسے امور کو کیسے بجانب لیتی تھی۔ کیا اس غفلت کی زندگی اس صحابیہ پہنچیں پڑتی  
 کیا یہ ان صحابیہ رضی اللہ عنہا کا شان میں کھلی گستاخی نہیں۔؟

بے سببوں کا گھر کیا ان کو دیں بھی بات ہے  
 جان کے بنتے ہیں گنگوہی کی کسی بات ہے  
 الطہرۃ کی نظر کہاں رہتی تھی شرم اور حیا سے اگر تھی برابر حقہ طہ ہے۔ قریہ  
 مصنف دھاکہ خود اپنے سے سوال کہے کہ کبیر شریف میں دو صدائے آسمانی والی عواطفوں  
 کو کون دیکھتا تھا عاقل ہو دھاکہ ص ۲۲۳ مصنف دھاکہ کو کیسے پتہ چل گیا یہ عواطف و قد و طہ  
 عاقلوں سے آئی ہیں۔ ان سے اس کے کیا تعلقات تھے؟ باہر سے آنے والی عواطفوں کو جانا  
 اور لایہ کی مقامی عواطفوں کو پہچاننا کسی شریف آدمی کا کام تو نہیں۔

اولیاء کرام کے بارے میں  
 مصنف دھاکہ نے اس عنوان کے تحت ص ۱۲۵ تا  
 ۱۲۸ صفحہ یہ ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا  
 زور لگایا ہے کہ بریلوی حضرات اولیاء کرام جو بان خدا کے معاذ اللہ سخت ہے اور گستاخ  
 ہیں۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا ہے وقوف ہے جو مصنف دھاکہ کے کہنے سے دن کو رات مان لے  
 گا؟ ابھی چند ہی صفحے پہلے خود اپنے ہی قلم سے بریلویوں کے قائلہ (۱) حضرت شیخ عبدالقادر  
 جیلانی کو بغیر یہ فضیلت دینا دھاکہ ص ۱۲۵ حضرت یحییٰ بن زکریا کو بغیر یہ فضیلت دینا دھاکہ  
 ص ۱۲۵ حضرت جنید بغدادی کو اللہ تعالیٰ پر فضیلت دینا دھاکہ ص ۱۲۵) کی سرزنشیں لگا کر اور یا  
 کرام کو حد سے بڑھانے کی اور خدا رسول سے ملنے کی گپ مار چکا ہے اور اب ص ۱۲۵ سے ص ۱۲۸  
 تک یہ دندہ پڑا ہے کہ معاذ اللہ اولیاء اللہ قدرت اسرار جم کے ہے اور گستاخ ہیں اس  
 دروغ گوئی اور تضاد بیانی کا بھی کوئی ٹھکانہ ہے سچ ہے  
 ظہر دروغ گو را عاقل نہ باشد

جھوٹے آدمی کا عاقل نہیں ہوتا بہر حال اس نے اس سلسلہ میں دیوبندیوں کا عقیدہ  
 مذہب اسلام کی ذیلی سُرخی لگا کر ٹھیک بیان کیا ہے۔

### اولیاء اللہ کوئی غیب کی خبر دیں تو یہ کرامت ہے (دھاکہ ص ۶۲)

مصنف دھاکہ کے منہ پر مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اسماعیل دہلوی کا زمانے دار تقیہ  
 "مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لکھتے ہیں "علم غیب خاص حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی  
 آدمی سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں۔" (مآذ اللہ رشیدیہ حقہ ص ۲۳)



مولوی اسماعیل صاحب دہلوی لکھتے ہیں: پھر خواہ یوں کہے کہ یہ بات ان کو انہی ذات سے ہے خواہ  
 اللہ کے دین سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے: (تقویت الایمان مثلاً)  
 مصنف دھاکہ واپس بریلویوں کی نکالت کرتا کرتا خود ان ہی کے فتویٰ سے مستند مشرک ہو گیا مصنف  
 دھاکہ نے بریلویوں کی طرف شکوک کر کے جو عقیدہ لکھا ہے اس کی طرف یہ ہے: اولیاء اللہ  
 کا علم غیب گدھے سے بڑھ کر نہیں (معاد اللہ) واصل مصنف دھاکہ اپنے حکیم الامت مولوی  
 اشرف علی تھانوی صاحب کی اس مرتبہ ہے اولی و گشتا فی پروردہ ڈالنا چاہتا ہے جو اس نے  
 حفظ الایمان مثلاً پر حضور سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کی اور اللہ  
 شریفین کے اکابر علماء و فقہاء سے فتویٰ کفر و ارتداد کی ڈگری حاصل کی (دیکھو حسام المرین)  
 تھانوی صاحب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور یوں ہے اولی و گشتا کرتے ہیں۔  
 ”پھر یہ کہ آپ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید  
 میری ہوتو دریافت ہے یا میرے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض  
 علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تقسیم ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بکر میری و  
 جنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے“ (حفظ الایمان مثلاً) اثنائے کردہ  
 مکتبہ نعمانیہ دہلی (پیشوا مصنف دھاکہ محفوظات الطغرت حضرت چہارم مثلاً) والہایت  
 کہنے لکھتا ہے: بریلوی مذہب میں اولیاء اللہ کا علم غیب گدھے سے بڑھ کر نہیں (معاد اللہ)  
 اس کے تحت طغرت سے جو عبارت تین چار لکھنے کے پیش کی ہے ہم چاہتے ہیں وہ اصل  
 عبارت ہی نقل کر دیں تاکہ بغیر کسی تبصرہ کے اس کی بے ایمانی کا راز افشاں ہو جائے۔ الطغرت  
 قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں: ”ایک صاحب اولیائے کرام دعت اللہ تعالیٰ علیہم من سے غنے  
 آپ کی خدمت میں بادشاہ وقت قدس سرہ کے لئے حاضر خدمت ہوا حضور کے پاس کچھ سبب  
 مذہب آئے تھے حضور نے ایک سبب دیا اللہ کہا کھاؤ عرض کیا حضور میں نوش فرمائی آپ  
 نے بھی کھائے اللہ بادشاہ نے بھی اس وقت بادشاہ کے دل میں غصہ آیا کہ یہ جو سبب ہیں  
 اچھا خوش رنگ سبب ہے اگر اپنے ہاتھ سے اٹھا کر خیر کو دیں گے تو ہمارے دل کا دل ہیں  
 آپ نے وہی سبب اٹھا کر فرمایا ہم نے ہر گز غنے دیاں ایک جگہ جلسہ فرمایا جاری تھا کہ  
 ایک شخص ہے اس کے پاس ایک گدھا ہے اس کی آنکھوں پر چٹنی بند ہے۔ جب اس  
 سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا جاتا ہے کہ جاساری بلیں میں دودھ کرتا ہے جس کے

پاس وہ چیز ہوتی ہے۔ سناٹے ہاکر سر ٹیک دیتا ہے۔ یہ حکایت ہم نے اس شخص بیان کی کہ  
 اگر سبب ہم نہ دیں تو وہی ہی نہیں اگر دے دیں تو اس گدھے سے بڑھ کر کیا کمال کیا بڑھ کر  
 کر سبب بادشاہ کی طرف پیشک دیا یہ طغرت حضرت چہارم مثلاً الطغرت دعت اللہ علیہ  
 نے تو یہ ایک بزرگ ولی اللہ کی حکایت بیان فرمائی کہ ان بزرگ نے بادشاہ سے اس طرح  
 کہا کہ عرض الیاد کیا اور پھر اس ولی اللہ نے کس غنی کے طہر پانچے شے یہ کہہ دیا کہ اگر یہ  
 سبب نہ دیں تو وہی ہی نہیں اور دے دیں تو گدھے سے بڑھ کر کیا کمال کیا بڑھ کر مصنف دھاکہ  
 تو یہی بندھ ہوئے گدھے سے بھی گیا گزرا ہے۔ وہ بھی بندھ ہوئے بھی ہاں لیتا تھا کہ کوئی  
 چیز اس کے پاس ہے لیکن مصنف دھاکہ کے کسی نے بھی نہیں اندھا ہے ہم بھی جو نہیں  
 کہ الطغرت یہ واقعہ کسی بزرگ ولی اللہ نقل فرماتے ہیں یا خود اپنی طرف سے کچھ کہہ رہے ہیں  
 اور پھر بات تو ان ولی اللہ علیہ الرحمۃ سے بھی نہیں کہی کہ اولیاء اللہ کا علم گدھے سے بڑھ کر  
 نہیں اور الطغرت کے نقل کردہ واقعہ میں بھی کوئی ایسا لفظ موجود نہیں اگر ان ولی اللہ نے  
 اپنے بارے میں بھی کچھ بات کہی تو وہ کس غنی کے طہر پر کہی جیسا کہ صدر دہلیو بند مولوی حسین احمد  
 مازوی صاحب کا کرسی پر ہے کونک اسلاف کہتے تھے۔ ملاحظہ ہو سوانح قاسمی حضرت اولیٰ اللہ  
 ب تقریب  
 لہذا دہلیو بند یوں دیا یوں کو چاہئے کہ مولوی حسین احمد صاحب کو شیخ الاسلام اور  
 شیخ الحدیث کی بلانے تک اسلاف کہا کریں۔  
 اس کے بعد مصنف دھاکہ نے ص ۶۳ پر توہم بریلوی مذہب سے ہزار بار توبہ دگیا  
 پہلے بریلوی تھا لکھنے کے بعد لکھا ہے بریلوی مذہب میں پیر کی چامپائی مرید کی بری کے  
 پاس ہوتا ہے۔ دلیل کے طہر پر سیدی الطغرت قدس سرہ کے محفوظات حضرت دوم ص ۶۴  
 سے یہ واقعہ نقل کرتا ہے: ”سیدی احمد سلیمان سی کے دو بیویاں تھیں۔ سیدی عبدالعزیز دہان  
 رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بری کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہم بستری کی یہ کیا  
 چاہیے۔ عرض کیا حضور! اس وقت سوئی نہ تھی سوئے میں ہاں ڈال لی تھی عرض کیا حضور کو  
 کس طرح علم ہوا فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پٹنگ بھی تھا؛ عرض کیا ہاں ایک پٹنگ  
 خالی تھا فرمایا اس پر میں تھا تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہوتا ہر آن ساتھ ہے (ہر  
 نگارہ کرتا ہے) (دھاکہ ص ۶۳) یہ واقعہ نقل کر کے مصنف دھاکہ نے ص ۶۴ پر اکام شریعت



حضرت دوم ص ۱۶۷ احوال حضرت ابو خرازمی اجازت کے سر پر ہوئے۔ جسے اقل کہنے پر لایا۔ انہوں نے  
بازاری زبان کا مظاہرہ کیا ہے۔ گالیاں دینا اور خرافات بکنا کوئی دشمنی نہ تھی۔ انہیں رنگ بڑی گالیاں  
بتوانی طور پر بھی دی جاسکتی ہیں۔ مگر جارا اسی بغضِ تعالیٰ و لائق سے خالی نہیں آتے۔ ملاحظہ  
یہ واقعہ میرا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رضا الشرفی رحمہ اللہ نے ابوبکر شریف سے نقل فرمایا ہے۔  
الابرار فی مناقب سیدی عبدالعزیز علامہ آجہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک تفسیل ہے جو  
انہوں نے غوث زہد سیدی حضرت عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب و فضائل میں لکھی ہے  
اور یہ واقعہ اسی ابوبکر شریف کے صفحہ ۲۱ پر موجود ہے۔ یہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی کوئی من گھڑت  
خیال بات نہیں ہے۔ یاد رہے الامیر وہ مستند و معتبر کتاب ہے جس کے متعلق دینی کیم خدمت  
مولوی اشرفی تھانوی صاحب لکھتے ہیں: "الابرار فی مناقب سیدی عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ" مؤلف  
ابن مبارک تاسع جس کی تالیف ۱۱۳۰ھ میں شروع ہوئی تھی۔ چالیس سے کچھ زائد کتابیں ہیں جس  
کی نقل بھرور کی نقل ہے اور پھر ان کے توفیق میں ایسے ایسے اہل ادب و علم بڑے بڑے علماء  
ہیں کیا تا کہ عالم میں ان کے مقبول ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے۔ (جمال الاولیاء ص ۱۵)

جمال الاولیاء ص ۱۵ کے علاوہ مفتی عیسیٰ احمد صاحب تھانوی علیہ رحمۃ اللہ نے بھی  
لاہور اپنے ایک تقریری فتویٰ میں مصنف الامیر شریف کے متعلق لکھتے ہیں۔  
الجواب یہ مصنف بڑے اولیاء کلام میں سے ہیں۔ ان کی کتاب الامیر معبرست گوہر نے  
نقد و سنجی نہیں مگر مصنف کی جلیل القدر شخصیت سے اس کو صحیح ماننا چاہیے ہے۔  
ابو عیسیٰ احمد تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ فیروز پور مدنی لاہور (دستخط) عیسیٰ احمد  
تھانوی، شعبان ۱۳۵۰ھ

اب مصنف دھماکا پنا پسند و شرمیل شکر بڑھ  
میں اگر سوخت سال ہوں تو یہ دھماکا  
خود دکھایا ہے میرے گھر کے پرانے گھر  
بنا ہے اس میں سونا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ لکھا ہے اور تھا۔ جو اس قدر باری  
انہوں میں بد زبانی کا مظاہرہ کیا گیا۔ سچ ہے  
مشکوٰۃ کی ہے ابو جہلی لکھا  
کچھ کو کیا پہچانی وہ الحمد للہ

مصنف دھماکا کس طرح اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے منہ آسکتا ہے۔ میں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ  
واقعہ سیدی احمد علیہ السلام کا ہے یا سیدنا کا ہے کیونکہ مصنف دھماکا نے سیدنا کا ہے اور  
سیدنا ہی کا مظاہرہ کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت کی عبارت میں تعریف کر کے بریکٹ میں بندہ اضافہ  
کر دیا کہ ہر نظارہ کرتا ہے، حالانکہ ملفوظات کی اصل عبارت میں یہ بھی نہیں۔ باقی یہ حکام  
شریعت حقہ دوم ص ۱۶۷ کی بات کہ حضرت شہر کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتی ہے۔ اس میں کوئی  
کے خلاف ہے؟ وہی بندہ مذہب میں نو عمر مردانہ سے نکاح کرنا اور معاذ اللہ سیدہ عائشہ  
صدیقہ رحمۃ اللہ علیہا سے تشبیہ دینا تو جائز ہے۔ ملاحظہ ہو (الامداد ماہ مفر ۱۳۳۵ھ) لیکن  
حضرت کا سر نہ ہونا جائز ہے۔

**اولیاء اللہ کا معتد و جگہ موجود ہونا**

مصنف دھماکا نے اپنے جوڑ توڑ کی  
مادت سے جوڑ کر ص ۱۶ پر  
"اولیاء اللہ کرشن کہنیا کی طرح حاضر و ناظر ہیں" کی شریفی رو کر ملفوظ سترہ اول سے ایک عبارت  
کا ایک بے ربط سا نسخہ نقل کیا ہے اور لکھا ہے یہ ہے بریلوی مذہب۔ ہم تو جانتے ہیں کہ اگر  
کرشن کہنیا کی طرح حاضر و ناظر نہ ہوتے پھر آپ اولیاء اللہ کو حاضر و ناظر ماننے کو تیار ہیں  
یا نہیں؟ مصنف دھماکا کو عبارات کو کٹ چھٹ کر میں منہ مٹھا پینلنے میں خصوصاً عبارت  
مامل ہے اور یہ کہ وہ الفاظ تک بدل دینے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتا۔ زیر بحث عبارت  
ملفوظات حقہ اول سے نقل کی جاتی ہے اس سے معلوم ہوگا کہ اصل عبارت میں حاضر و ناظر کا  
لفظ مطلقاً ہے ہی نہیں البتہ کہ اولیاء اللہ کے متعدد مقامات پر موجود ہونے کا واقعہ سید  
سناہل شریف سے نقل فرمایا ہے ملاحظہ ہو "سبع سنابل شریف میں حضرت سیدی فتح محمد قدس  
سرہ الشریف کا وقت واحد میں دس لباسوں میں تشریف لے جانا تحریر فرمایا اور یہ کہ اس پر  
کسی نے عرض کی حضرت نے وقت واحد میں دس جگہ تشریف لے جانے کا وعدہ فرمایا ہے  
یہ کیونکر ہو سکے گا شیخ نے فرمایا کرشن کہنیا کا فرقہ اتنی بڑا ایک وقت میں ایک سو جگہ موجود ہو  
کیا فتح محمد اگر چند جگہ ایک وقت میں ہو کیا ممکن ہے؟ یہ ذکر کر کے فرمایا کیا یہ گمان کرتے ہو  
کہ شیخ ایک جگہ موجود تھے باقی جگہ شاہین ماسا بلکہ شیخ بذات خود ہر جگہ موجود تھے۔ راجع  
باطن فہم ظاہر سے وراہیں غرض و فکر ہے جا ہے۔ ملفوظات ص ۱۳۱

مصنف دھماکا نے اپنی رائے کو ایسا ہی سے اولیاء اللہ کرشن کہنیا کی طرح حاضر و ناظر



ہیں کی شرفی نگاہ دی۔ جلیقے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا اس مفہوم سے کیا تعلق ہے؟ دراصل یہ اگے  
 اپنے ابراہیم زبانی ہے جیسا کہ مولوی عیسیٰ احمد انیسوی نے لکھا کہ "یہ ہر روز اعادہ ولادت  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل ہونے کے ساتھ کہنیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں"۔ براہین  
 کا حدیث مولوی اسماعیل دہلوی صاحب تقویت الایمان لکھتے ہیں "پھر جو کوئی کسی پیغمبر  
 یا جبروت کے مکانوں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اس پر شرک ثابت ہوتا ہے"۔  
 (تقویت الایمان ص ۱۱) اولیاء اللہ تو اولیاء اللہ مصنف دھماکے کے امام توفیق و حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی عید میلاد کو کہنیا کی ولادت اللہ ہونے کے ساتھ کی طرح قرار دیتے ہیں اور انبیاء  
 کرام علیہم السلام کے مبارک مکانوں کی تعظیم کو جبروتوں کے مکانوں کی طرح قرار دیتے ہوتے  
 شرک سمجھتے ہیں مصنف دھماکے نے اولیاء اللہ کے متعلق جو الفاظ استعمال کئے وہ اس کے اپنے  
 ابراہیم زبانی ہے اور اقبال نے یہ کہا ہے۔

بے ادب مال با ادب اولاد میں سکتی نہیں  
 مادر زن مادر نوالہ دین سکتی نہیں!

مصنف دھماکے ص ۶۹ پر محفوظات صفحہ اول ص ۱۱ سے ایک اور محالہ نقل کیا ہے  
 کہ مرنے کے بعد روح کا ادراک بے شمار ہے جہاں بے شمار مسلمان کی ہر ایک لڑکی اس پر بھی  
 اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے شاہ عبدالعزیز صاحب کمال الدین مگر مصنف دھماکے کو اندھے پن کے  
 باعث کہ نظر نہیں آتا اسی صفحہ ۶۵ پر ہی مصنف دھماکے نے لکھا ہے یہ بات امام ربانی فقیر  
 الف ثانی نے ایک اور جگہ میں کہہ چکی وہاں نسبت و بیچ اکتہ باوجود مکاتبت برابر  
 است (مکتوبات شریف ذوق اول مکتوب ۲۸۵)

جادوہ جادوہ جادوہ کر لے۔ مصنف دھماکے نے خود بھی اعتراف کر دیا ہے لیکن کسی اور  
 رنگ کی ضرورت لگاتی ہے۔ مگر اس رنگ کا اظہار نہیں فرمایا کہ اس کا اپنا رنگ زندگی تھا  
 اس نے خود کو نقل کر دیا۔ لیکن اسٹاذ العلماء مولانا ابوالبرکات سیاح صاحب شیخ الحدیث  
 علامہ سابق حزب الاحناف لاہور ہر شخص اس لئے اعتراف کر دیا کہ انہوں نے حضرت مجدد  
 الف ثانی علیہ الرحمۃ کے چالیس ارشادات کا دلبر بندیت و اہمیت کتبیں اشتہار کیوں شائع فرمائی  
 سید صاحب مدظلہ نے جو کہ تقریر فرمائی اور فقیر صاحب علیہ الرحمۃ کے ہی ارشاد کا خلاصہ ہے  
 اور میری الحقیقت یہ ہے کہ انبیاء اولیاء کی پاک مدحوں کو عرض سے فرشتے تک ہر جگہ برابر

کی نسبت ہوتی ہے کوئی چیز ان سے دور نہ دیکھیں۔ (مکتوبات شریف جلد ۳ ص ۱۲) باقی رہا  
 آپ کا ملامت الابرار صاحب کو یہ کہنا کہ مولانا موصوف نے جبروتوں میں اپنے پیش روں  
 کو بھی مات کر دیا ہے۔ آپ خود اپنے گریبان میں گنہگار ڈال کر دیکھیں آپ کے سینکڑوں جبروت  
 اس بغیر لاکھ الموصوف نے اور سینکڑوں غیاسیین ظاہر کی ہیں۔ اور پھر آپ سید ابوالبرکات صاحب  
 مدظلہ کی کیا پوجا کریں گے آپ کے مذہب میں تو معاذ اللہ خدا کا جبروت ہر لڑکا ہی ملے ہر لحاظ  
 ہو کہ روزی ص ۱۲۹ مصنف مولوی اسماعیل دہلوی و جہاں نقل مسئلہ از مولوی محمد الحسن صاحب  
 دیوبند ہے۔

اس کے بعد مصنف دھماکے ص ۶۹ پر محفوظات اول ص ۱۱ سے ایک عبارت نقل کرتے  
 سے پہلے لکھتا ہے مولانا موصوف صاحب سے پوچھا گیا کہ اولیاء کرام ایک وقت میں چند  
 جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں؟ تو آپ نے یہ نہیں کہا کہ خدا چاہے تو ایسا ہو سکتا ہے بلکہ  
 فرمایا اگر وہ چاہے تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے  
 ہیں۔ اس پر تو یہ حاشیہ آرائی ہوتی ہے۔ پیش نظر یہ ہے کہ سائل نے صرف چند جگہ حاضر ہو  
 سکنے کی قوت کا پوچھا تھا۔ دعوت کا نہ سوال تھا نہ کوئی مذکر یہ اعلیٰ حضرت کی محنت کہنے  
 و پیشین بینی کہ اپنی طرف سے دعوت قبول کرنے کی بات کہہ دی۔ (دھماکے ص ۶۹)

ہم کہتے ہیں کہ اگر اعلیٰ حضرت یہ فرمادیتے کہ خدا چاہے تو ایسا ہو سکتا ہے۔ تو کیا آپ مان  
 جاتے؟ ہرگز نہیں آپ خدا کے چاہنے اور خدا کے دینے اور بھلا الہی ماننے کے بھی قائل  
 نہیں۔ جیسا کہ آپ نے دھماکے ص ۳۵ و ص ۳۶ پر بھلا الہی کا بھی انکار کیا ہے پھر آپ یہاں  
 کیسے مان جاتے؟ ہر حال اعلیٰ حضرت نے جو کہ لکھا وہ بھلا الہی اور خدا کے چاہنے اور  
 خدا کے دینے ہی سے ہے۔ ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔ جب بھلا الہی مانا تو شرک کے کیا منتی  
 (الاسن واصل ص ۱۱)

اور مصنف دھماکے نے خود انیسوی کے ورق مسئلہ کہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھنا بھی گوارا نہ  
 کیا چھ تو ساری کتاب شیطانی ملاحت سے کذب و افتراء کا پلندہ بن گئی۔ منہ اقل تھا کہ گزارش  
 احوال واقعی کہیں بھی ابتداء میں بسم اللہ نہیں ارر تعارف کے منہ پر بھی تعارف کا لفظ پہلے ہے  
 اور بسم اللہ السميع العليم بعد میں گویا اس لا اللہ کے وطن الحرم ہونے پر بھی یقین نہیں۔



۱۹۲  
اے ناپاک طائفے کی سنگت والو جب تک ذاتی عطائی کے فرق پر ایمان نہ لاؤ گے کبھی حق پر نہ آؤ گے (الامن والعلی ص ۴۸)



خبر دیا وہ نورست کا بیٹا ہے۔ تو تھانوی صاحب برائیات میں بھی بعض علم غیب مان رہے ہیں تو لازم کیا یہ عقیدہ بھی نور مصنف دھماکہ اور اس کے اکابر کا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ہم الی گشت کا نہیں ہے۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت مدبر وقت نے کوشش اور کنہیا کو بھی حاضر و ناظر نہیں لکھا یہ فقط مصنف دھماکہ اگر اعلیٰ حضرت کی کتب سے دیکھا دے تو نہ مانگا انعام دیا جائے گا۔ باقی چند جگہ موجود ہونے کی بات حضرت فتح محمد صاحب نے لکھی ہے اور اس پر اعتراض کرنے سے پہلے مصنف دھماکہ کو اپنے حکیم الہی پر اعتراض کرنا چاہیے وہ لکھتا ہے دیکھو ابلیس مشرق سے مغرب تک ایک طرف سے قتل کر جائے گا۔ یہ حفظ الایمان مس۔ ابلیس تو کرشن اور کنہیا سے بڑھ کر ہے۔ دیوبندیوں کے پیشوا اس میں بارہا وقت مان رہے ہیں تو ہم پر الزام کیسا؟ اور پھر ہمارے اکابر میں سے تو یہ بات کہنے لکھی ہے انہیں کہ معاذ اللہ اگر سے علم غیب اولیاء اللہ جیسا یا جتنا ہے یا اولیاء اللہ کا علم غیب گورے سے بڑھ کر نہیں اور اولیاء اللہ کرشن کنہیا کی طرح حاضر و ناظر ہیں۔ اَللّٰهُ عَلٰی اَنْکَارِیْنِ۔

**اکھارے کی کشتی** | مصنف دھماکہ نے مرقا پر محفوظات اعلیٰ حضرت مصر جہازم

مصر جہازم کے سربراہ و گورنر مرقا لکھے کہ اولیاء اللہ میں دعائے حاجت اکھارے کی کشتی سے آتا ہے۔ دیوبندی بہت خوش ہوتے ہیں کہ مصنف دھماکہ برہنہ ہونے کے مانگوں کو اب دیوبندیت کی ذوق کشتی لگ جائے گا انہیں کیا خبر کہ اس پر ان ائمہ کا دل بھی نہیں بھی کھاتا ہے۔ ہم ایک ہزار روپیہ اس پر بھی انعام کا اعلان کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت مدبر وقت کی کسی عبارت یا اس کے منہم سے اشاعت لکھی بات ثابت ہو کہ اولیاء اللہ میں دعائے حاجت اکھارے کی کشتی سے آتا ہے۔

مصنف دھماکہ نے جو اقوال بیان کیے ہیں قیاس میں حضرت امیر کمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کشتی لہنے کا واقعہ فرماتے ہیں مگر ابتدا میں جو سوال و جواب ملفوظات میں تھا وہ مصنف دھماکہ نے لکھا ہے۔ عرض۔ یہ کشتی قیاساً ہوتی ہے یا نہیں۔ ارشاد۔ کشتی میں مودہ پر آن کا لانا ہوتا ہے تو وہ نہیں۔ اس میں قیاس ہی ہوتی ہے قیاس نام ہوتا ہے اور اس کے سبب غازی یا ہندو کہتے ہیں کہ کشتی کو قیاس ہی کہتے ہیں۔ ان کے پاس جمع ہے اندھا پن ہی لوگ میں ہندو مکان میں غازی یا ہندو کہتے ہیں کہ کشتی کو قیاس ہی کہتے ہیں۔

یہ الفاظ مصنف دھماکہ حرام غندی کی عادت کے باعث چٹ کر گیا۔ بتایا جائے اس شرط کے ساتھ کشتی میں کیا جاتا ہے؟ حضرت کمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کشتی لہتے تھے یا نہیں تو آجے اس کا فیصلہ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب سے لیتے ہیں وہ کہتے ہیں حضرت مولانا (محمد بابا السامی) ۱۵۸۱ ہجری ہجرت کے سید امیر کمال کے اکھارے پر گورے۔ سید (امیر کمال) صاحب نے نہ کہنے میں مشغول تھے آپ ان کے قریب کھڑے ہوئے تو ساتھیوں میں سے کسی کے دل میں یہ خیال آیا کہ بچے (امیر کمال) ایسی بدعت والوں کے پاس کیوں کھڑے ہیں شیخ کو یہ دیکھ کر کھٹکے ہوئے ماسٹیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ان لوگوں میں ایک شخص ایسا ہے کہ اس کی برکت و محبت سے بہت لوگوں کو نفع پہنچے گا اور بڑے بڑے لوگ حاصل ہوں گے میں اس کو شکر کرنا چاہتا ہوں و فقہ سید امیر کمال کی تعریف حضرت شیخ محمد باقر دہلوی نے لکھی تھی کہ اس کا حصول سے دل نکل گیا۔ الخ (جمال الاولیاء مسطور) اس عبارت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ حضرت امیر کمال رضی اللہ عنہ کشتی لہتے تھے وہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ پر بدعت کا فتویٰ لگا تا اس وقت بھی ہے بصیرت لوگوں کا کام تھا۔

**نانو توئی صاحب نے کشتی فریجی**

نام اولیاء اللہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرقا آدھی تھا لیکن کشتی سے بیان کیا گیا ہے کہ دیوبندی کے اس مقامی پہلوان جو کہ کسی پہلوان کو کھپا کر دیا اس خبر سے دیوبندی کے باشندوں میں غرضی کی ہر دفعہ کشتی اور بدعتوں کے ساتھ صرف یہی نہیں کہ مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پڑی غرضی ہوئی بلکہ ان کا بیان ہے کہ فرط مسرت سے سیدنا امام الکبیر (نانو توئی) نے فرمایا کہ ہم بھی جو کچھ اور اس کے کرتب کو دیکھیں گے اور یہ بات خیال ہوئی کہ حد تک محدود رہے بلکہ مانتا انوار الحق کی بیشک میں اسے (نور پہلوان) کو بلایا گیا اور بیشک کے سامنے کوئی میدان تھا جس سے اکھارے کا کام لیا گیا اور نور پہلوان نے اسی میدان میں کشتی گیری کے کالات کا مظاہرہ شروع کیا۔ نور پہلوان کے سب کرتب (سیدنا امام الکبیر) دیکھے۔ ۱۱ سوانح قاسمی جلد اول ص ۳۶۹ و درجہ ششم ص ۲۰۲۔

مذکورہ بالا واقعہ سے جہاں یہ ثابت ہوا نانو توئی صاحب عام قسم کے نام اور عام قسم کے کام والوں کی کشتی دیکھتے تھے وہاں یہ بھی پتہ چلا کہ نانو توئی صاحب کے دماغ میں ملاقات



عصیت کا درخت تھی بھی تو دیوبند کے بنو پہلوان کے کشتی جیتنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ جب  
یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت کمال رضی اللہ عنہ اکھاڑے کرتے تھے اور مولوی قاسم صاحب نالروٹی  
بھی عالی قسم کی کشتی دیکھتے تھے تو پھر امام اہل سنت والجماعت علیہ الرحمۃ پر  
حسرت نہ غارتھا کہ اگر کشتی دیکھتے تو پھر امام اہل سنت والجماعت علیہ الرحمۃ پر

حضرت غوث پاک کی شان میں گستاخی کا الزام

سیدنا حضرت اہم رضی اللہ عنہ کی شان رفیع میں گستاخی کا الزام بھی عائد کیا ہے کہ انھوں نے  
فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے۔

میرے سب بھوتے ہیں بول کے چھپ رہے ہیں  
یاں امیں اک نواسخ رہے گا تیسرا

اس شعر کی تشریح بھی اس کی اپنی زبان میں ہے۔ ہمیں ولایت میں سب مرفاعین اپنے وقت میں بول کر چپ ہو گئے لیکن آپ ایک ایسے امیل مرفوع ہیں جو چغتایان ولایت میں ہر نوایسی کرتا ہے گا یہ اس کے بعد لکھتا ہے۔ حضرات پران پسر کی شان میں یہ غلامی بے ادبی اور گستاخی کی ہے۔ ہر طویلوں کو ان غفلوں سے توبہ کرنی چاہیے (دعا کا مٹا) گزارش یہ ہے کہ ساری دنیا اذھی نہیں ہے مصنف دعا کا بھی مٹا ۳۲ ہر طویلوں پر حضور خورش پاک کو حد سے بڑھانے خیر سے ماننے خدائی اقتدار و غوث پاک کو دینے مٹا ۵۵ ہر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو خیر و فضیلت دینے کے

الزام لگا چکا ہے اور اب اچانک پٹیا کھا کر معاف شدہ بریلویوں پر حضورِ نبوتِ پاک کی  
بے ادبی و گستاخی کے الزام عائد کر کے آپ کی تکذیب غور کر رہا ہے سچ ہے۔  
فد دروغ گو را حافظہ نہا شد

محقق و حاکم معیار حق تو نہیں کہ جس کو جو کہہ دیا ہو گیا ہے ادبی گستاخی کو ایمان کہہ دیا تو ایمان و اسلام ہو گیا۔ ایمان و اسلام کو ادبی گستاخی قرار دے دیا تو دوسرے ادبی گستاخی ہو گئی۔ بجلا بٹائی ہوئی دھواں کون مان لے گا کہ یہ بیوی سیتنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی معاذ اللہ ہے ادبی و گستاخی کہتے ہیں۔ حضور غوث پاک کے تمام فضائل و کمالات کے تو یہ خود منکر ہیں اور بے ادبی و گستاخی یہ بیوی کہہ رہے ہیں۔

باقی رہے شریف اصل شریف نہ کوئی ہے انتہا ہے نہ انصاف نہ غوث پاک کو اس میں  
شُرعی کہا ہے۔ معافا مثنوی مثنوی دھماکی کا قہر ہے کہ وہ اس میں کہو اس میں کہو سحر رہا ہے  
بلکہ انجی خود ساعیہ تشریح کی بنا پر ہے اور گستاخ و غیب ہے الہا جنت میں اپنا ہی چہرہ  
نظر آئے ہے۔ چہرہ انصاف علیہ الرحمۃ نے جو کچھ کہا ہے وہ بحکمہ انکار شیخ مقدس مدد الحق  
محدث و لہجہ علیہ الرحمۃ کی بنیاد پر ہے۔ ملاحظہ ہو کہ ایک دینی شیخ ابوالنور نے حضرت سیدنا  
عبدالقادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم بیک مرتبہ کمال کو پہنچیں تو مجھے مرید یا درکھیں  
مگر کہا اے عبدالقادری! میر مرید وہ جو کہا کر خاموش ہو جائے مگر

آپ کا طائرہ عافیت قیامت تک پڑنا ہے نماز، زکوٰۃ، انکارِ صلیب و صلیب  
بخشش کے اس شعر میں لفظ صلیب صلیب کے تحت حاشیہ میں یہ حوالہ مذکور ہے  
کہ سیدی ۵۵۰ العارفین ابو الوفا قدس سرہ سیدنا رضی اللہ تعالیٰ  
عنه گفت کل دیک لیصیم ویسکت الا ویک فافہ لیصیم الی الی الی  
ہرگز اس باگ کند و خاموش شود ہرگز خورشید شاک تا قیامت وہ باگ است۔ مگر مؤلف  
ذہاک نے بے بعیرتی کے عالم میں جھٹ گستاخی کا فتویٰ دے ڈالا۔ یہ حال یہاں کا ہے  
اپنی دگستاخی کا من گھڑت اصول ہے چونکہ یہ لوگ بے ادب گستاخ خود ہیں اس لئے حقیقت  
کا منہ چلاتے ہوئے اپنے آپ کو بیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے دوسروں کو بے ادب کہتے ہیں۔  
خواجہ غریب نواز اور سلطان محمود غزنوی | چونکہ امامہ اہلسنن کو یہ حال

مصنف دھماکہ کا مقصد یہ ہے کہ لہذا اطفالِ اٹل حضرت علیہ الرحمۃ حقہ اول ص ۱۲۰ کے ایک حوالہ سے یہ تاثر دیا ہے کہ چونکہ سلطان محمود غزنوی ہی افغان تھے اور مولانا احمد رضا خاں بھی افغانوں کے بڑے قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اس لئے انہوں نے حضرت امیری کی اسلامی تحریک کو نظر انداز کر دیا اور سلطان محمود غزنوی کو ان پر مقدم کیا خلاصہ ص ۶۹۸ لکھا ہے کہ ملاحظہ فرمائیے مولانا احمد رضا خاں صاحب نے حضرت (خواجه امیری) کے اتنے عظیم کردار کا کیسے غفلت کر دیا۔

عراق اور حضور ہندوستان میں اسلام حضرت خواجہ عزیز نواز کے وقت سے پھیلا۔  
ارشاد حضرت سے کئی سو برس پہلے اسلام آگیا تھا۔ مشہور ہے کہ سلطان محمود غزنوی



نے سترہ ملے ہندوستان پر گئے ، ملفوظات ص ۱۲۸  
 بتلئے سرکار المہررت کے ارشاد مبارکہ میں کسی کی خدایات کو گھٹانے کا  
 کہاں ذکر ہے ، اسلام کے آنے یا پہلے کا ذکر ہے مصنف دھما کہنے یہاں بے مقصد  
 لفظی سے کام لیا ہے اور کہا ہے کہ ساقی اسلام کے آنے کا نہیں پہلے کا پرچہ رہا ہے  
 مگر ملفوظات سوال بڑی محنت سے کیا ہے میں دھما کہ ۱۹۹۱ اب اس عقل کے دشمن  
 کو کون سمجھتا کہ اسلام کے آنے اور پہلے میں کیا فرق ہے اسلام کا آنا ہی تو اسلام کا پہلنا  
 ہے باقی رہا کہ مصنف دھما کہ نے متناظر کہا ہے کہ ملفوظات کا یہ کہنا کہ حضرت خواجہ  
 حسین الدین دیر سے کئی سو برس پہلے اسلام ہندوستان میں لایا تھا غلط ہے مولانا  
 احمد رضا خاں کا تاریخی مطالعہ بہت کمزور حد تک سلطان محمود غزنوی آپ سے کئی سو برس پہلے  
 نہیں صرف دو سو برس پہلے آئے تھے یا مصنف دھما کہ میں اور فاضل کے فرق کو نہیں  
 سمجھتا ایک سے زائد پرکھی کا لفظ استعمال ہو سکتا ہے اور دو سو سال پہلے آنے کا تو یہ خود بھی  
 اعتراف کر رہا ہے تو اس نے اپنے ہی اصول کے مطابق دو سو سال پہلے کہا کہ حضرت خواجہ  
 ابوسعید خدری کی خدایات کا اعتراف نہ کیا مصنف دھما کہ کی بے ایمانی کا مظہر ہو رہا ہے  
 نوروزی آپ خواجہ اخیر سے کئی سو سال نہیں صرف دو سو سال پہلے آئے تھے  
 دو سو سال تو اس کے نزدیک صرف ہیں اور جب اس نے کوئی اپنی بات بنانی ہو تو یہ اس کو  
 عرصہ دلا دے کہتا ہے ملاحظہ ہو ص ۱۹۹ ان کے یہاں نصف صدی سے مسلمانوں کی آفریقہ  
 جات ہے اور کئی بدیلی امتیازات کے ملازم عرصہ دلا دے ہنگ لڑی ہا رہی ہے  
 یہاں پر اس سال عرصہ دلا دے ہر گز وہاں دو سو سال صرف ہو گئے

دو حرام مکان بنایا ہے رہنے کو یا رہنے  
 آیا جو میں ادھر سے ادھر سے نکل گئے !

نیز ملفوظات قدس سرہ کو تو اپنے آقا سلطان ابوسعید خواجہ غریب النواز رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ کے فضائل و کمالات سے کوئی مناد نہیں البتہ اس بے مقصد زبان دلا دے اسے اسنا  
 فرزند ثابت ہو گیا کہ مصنف دھما کہ کو ہمارا اسلام سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمۃ سے مزید  
 مزید منسوب ہے اس کا وہ درجہ ہو سکتا تھا ایک تو وہ سیدنا المہررت کی طرح افضان تھے  
 لیکن دوسری وجہ اس سے بڑھ کر ہے اور نہایت اہم ہے اس کا انکشاف میں نے لکھا ہے

لاہور ہندوستان کی اشاعت قیصری اشرفیہ کے تحت آمل سے ہوا جس میں گھما کہ سلطان محمود غزنوی  
 نے اسلام ہندوستان پر لایا آخری ماحول میں ہوا تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کے وسیلے سے  
 کہ قیصری ماحول میں ہے یا مصنف دھما کہ انگریزوں کی دہشت کا ہے جو کوئی ہندوستان کا گریس کا گریس  
 ہے نہ ملک و نہ دیوبند کے خصوصاً یا ہندوستان میں اس کے اس کو سونات جیسے خندق کے مرکز ہو  
 کا کسی کو صحت ہے ہمارا اسلام سلطان محمود غزنوی کی دشمنی سے نہ ہوا کہ حق تک ان کتابت میں مصنف دھما کہ  
 اور ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان اختلاف تھا کہ ان کی خدایات جلیلا و کبیرا کچھ تو بے دھما کہ  
 کیا تھا یا مصنف دھما کہ حضرت خواجہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس شعر میں ایمان لکھا ہے۔

گنج بخش فیض عالم منظر نور خدا  
 ناقصان را پیر کامل کا حال لا لانا تھا !

کیا مصنف دھما کہ سینا را صاحب حیرت کو خواجہ صاحب اجیری قدس سرہ کا گرج  
 گنج بخش اور نور خدا مانتا ہے ؟ اگر نہیں تو پھر خواجہ علیہ الرحمۃ کے نام پر یہ قرار کیا  
 مصنف دھما کہ نے ص ۱۹۹ ملفوظات سے ایک یہ مہارت میں نقل کی ہے : ایک بار میں  
 نے (خواب) دیکھا کہ حضرت علامہ صاحب کے ساتھ ایک سوار ہی ہے بہت نفیس اور اونچی سی تھی  
 والہا جتنے کرچہ کر سوار کیا اور فرمایا : گیارہ درجے تک ہم نے پہنچا دیا آگے اٹھا لگ ہے  
 ملفوظات اول ص ۱۹۹ اس پر یہ حاشیہ آلائی ہوئی کہ کیا پہلے گیارہ درجے طے کرنے میں خدا تعالیٰ  
 کا دخل تھا وغیرہ ذالک من الخرافات نامعلوم کس شیطان نے اس کے کان میں یہ چوڑک  
 دیا کہ پہلے گیارہ درجے میں اللہ تعالیٰ کا دخل نہ تھا شاید مصنف دھما کہ نے اپنے دل سے بھی  
 کہا ہو گا کہ کیا خدا تعالیٰ مجھے بغیر تیرے پیدا کرنے پر قادر تھا کیوں کہ نے نکاح کیا اور خدا کو  
 بے دخل کر دیا (معاذ اللہ)

ہر ایک بات پر کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے  
 نہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

مالانکہ اس عبارت میں ہی اس کا جواب ہے اور آخر میں صاف لکھا ہے میرے خیال میں  
 اس سے مراد غلامی ہے سرکار خورشید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔

مجدد الف شانی علیہ الرحمۃ کی شان میں گستاخی کا اقرار  
 منہ پر ایم تانی  
 مجد الف شانی







موجود حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کے اقوال سے استدلال نہ کرے۔ مستندنا المصنوع علیہ الرحمۃ نے نہ حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ پر ملحق نہ آپ کی غلطیاں نکالیں نہ آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے کوئی منسوب سب ایسی اور شیطانی رجحانات ہیں بلکہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو دوسرے غیر روحانی سلسلوں سے ملاتے ہوئے المصنوع علیہ الرحمۃ کو شراد فرماتے ہیں۔

یہ چشتی سہروردی نقشبندی

ہر اک تری طرف آگاہے یا غوث

خود مستندنا المصنوع علیہ الرحمۃ کو چاروں روحانی سلسلوں میں اجازت و خلافت حاصل ہے وہ اپنے شیخ خاتم کے سجادہ نشین حضرت سیدنا شاہ ابوالحسن احمد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں لکھتے ہیں۔

کرسی نشین سے نقش مرادوں کا فیض ہے

مولائے نقشبندیہ نام ابوالحسن

### دلیوبندی حکیم الامت کا مسلک مجدد الف ثانی سے انحراف

مستفد دھاکہ کا اقبال امام ربانی سے انحراف تو دھاکہ ص ۶ کے حوالہ سے گنجلاب دلیوبندیوں کو جو بنیوں کے عظیم پیشوا اور حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی کتب لکھا ہے "تفسیر شیخ کا مسئلہ کبھی ہی کو نہیں لکھا اس سے طبیعت الہی ہے بلکہ چشتی ہے میں صرف حرمیت کا فتویٰ تو نہیں دیتا یہ تو مولانا داسمیل شہید رحمۃ اللہ علیہ ہی کا منصب تھا مگر ایسا مسلک سمجھتا ہوں جیسے اور جہڑی کو حلال سمجھتا ہوں مگر کیا نہیں سکتا پس اسی درجہ میں سمجھتا ہوں تفسیر شیخ کو جو حضرت مجدد صاحب سے اس کے تالیف اور نمود ہونے پر بڑا زور دیا ہے مگر میں اس فطری کو کیا کہوں؟" الانامیات الیومہ صفحہ چہارم ص ۹

تھانوی صاحب کے اس بیان سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں اولاً یہ کہ دلیوبندی حکیم الامت اس امر کو اجہڑی کی طرف سمجھتے ہیں جیسے مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ تالیف و نمود بتا رہے ہیں اس سے معلوم ہوا دلیوبندیوں دلیوبندیوں کے قائم اور امام ربانی علیہ الرحمۃ کے قائم و معمولات میں دن رات بلکہ زمین و آسمان کا فرق ہے اور یہ لوگ آپ کے مبارک اقوال و روایات کو نہ ماننے و نمود ہی نہیں سمجھتے بلکہ اجہڑی کی طرف سمجھتے ہیں۔ دوم یہ کہ جیسا کہ المصنوع نے

مولوی اسماعیل دلیوبندی کے قائم باطلہ کو مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے قائم مبارک سے مختلف و مستدام ثابت کیا اسی طرح مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے بھی صاف لکھ دیا کہ صاحب نقشبندیہ ایمان مولوی اسماعیل دلیوبندی بھی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے قائم مبارک سے مختلف لکھا تھا اور آپ کے اقوال و روایات (تفسیر شیخ و غیرہ) کو حرام قرار دیتا تھا مولوی تھانوی نے اپنے لئے دلیوبندییہ (اور جہڑی والی) کتاب کی سے بہر حال اتنا ثابت ہو گیا کہ دلیوبندیوں کو دلیوبندییہ شیوا امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے قائم مبارک و مسلک حق سے مختلف و متباعد رکھتے ہیں اور نہ صرف یہ بلکہ مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کے قائم و معمولات کو حرام اور اجہڑی کی طرف قرار دیتے ہیں۔ اب مختلف دھاکہ بتائے کہ سب مسلمانوں کے مسلم پیشوا اور نقشبندی حضرات کے پیرو و مرشد حضرت امام ربانی کا غلطیاں نکالنے والے اور ان پر فتنہ کرنے والے المصنوع علیہ الرحمۃ جیسا کہ دلیوبندی حکیم الامت اور تمام نہاد نقشبندیہ الایمانی شہید اسماعیل دلیوبندی؟

یہاں تھانوی صاحب نے یہ بھی اقرار کیا ہے کہ انہیں ہندوکان دین سے انحراف ہوتا ہے مگر امری فطری کو کیا کر دیں۔ دلیوبندی حکیم الامت کے ان الفاظ پر بار بار غور کیجئے دھاکہ کے ص ۱۱ پر بیت اللہ شریف اور حرم نبوی شریف پر کفار کے قبضے کے ارکان پر بحث کی گئی ہے اس کا تعلق و مفصل جواب ابتدائی اوراق میں گزر چکا وہاں ملاحظہ ہو۔ ص ۲ پر موقوفات اول مسئلہ کی ایک عبارت کو یہ ملاحظہ فرمائیے کیا گیلیا ہے۔

"شمار ۱۸۳۴ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے"

نیچے لکھا ہے خواہے المصنوع کی یہ تمنا پوری نہ ہو الخ دھاکہ ص ۱۱

مذکورہ بالا فقرہ عبارت یہ بتا رہا تھا کہ اس میں ضرور ہے ایمانی کی گئی ہے لیکن پھر بھی ہم نے احتیاطاً موقوفات شریف سے اس کی ممانعت کی تو اس کی جھلساری کا رزمیاں ہو گیا اصل عبارت یہ ہے۔ ایک سائل عرض کرتا ہے "قیامت کب ہوگی اور ظہور امام مہدی کب؟"

المصنوع ارشاد فرماتے ہیں قیامت کب ہوگی اسے اللہ جانتا ہے اور اس کے بتائے سے اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چند سطور آگے فرماتے ہیں امام بلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہلے بعض علما نے کلام نے بلال حفظہ احادیث حساب لگایا



کہ یہ امت میں ہزار ہجری سے آگے نہ بڑھے گی امام سید علی نے اس کے انکار میں رسالہ کشف  
عن تجاوز هذه الامّة بالالف اس رسالہ میں ثابت کیا کہ یہ امت  
ستائیس سے زور آگے بڑھے گی۔ (پھر تندرستوں بعد فرماتے ہیں) امام مہدی کے  
بارے میں امارت بجزرت اور سوار ہیں مگر ان میں کسی وقت کا تعین نہیں اور بعض مکتوم کے  
ذریعہ مجھے ایسا خیال گزرتا ہے کہ شاید ۳۳۳ھ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے  
اور ستائیس میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں۔

یہ ہے پوری عبارت اس میں یہ واضح ہے کہ بعض مکتوم کے ذریعہ مجھے ایسا خیال گزرتا ہے  
(یہ بات قطعی اور یقینی نہیں) اور اصل عبارت میں شاید کا لفظ بھی موجود ہے جو معنی دہم کو  
اگرچہ بن کی دہ سے نظر نہیں آتا اور اعلیٰ حضرت نے یہ شاید کے ساتھ ہی اپنی طرف سے نہیں لیا  
بلکہ دو منے آگے واضح طور پر تحریر فرمادی کہ میں نے یہ دونوں وقت ۳۳۳ھ میں سلطنت  
اسلامی کا بڑھاؤ ستائیس میں امام مہدی کا ظہور فرمایا) سید المکا شیفین حضرت شیخ اکبر علی الدین  
ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے اخذ کرتے ہیں۔ اس میں ختم سلطنت  
اسلامی کی نسبت لفظ ایقظ فرمایا اور صاف تحریر فرمائی کہ لا اقول ایقظ العجیبة  
بل ایقظ الجفیریۃ میں نے اس ایقظ جفری سے جو حساب کیا تو ۳۳۳ھ آتے  
ہیں اور انہیں کے دوسرے کلام سے ستائیس کے ظہور امام مہدی کے اخذ کرتے ہیں و فرماتے ہیں

اذر اند الزمان علی حروف  
بسم اللہ فالمدی قاصا  
ویخرج فی الخطیم عقیب صوما  
الافا قرالا من عندی سلا ما

ان باتوں کو سمجھنے اور جاننے میں مصنف دھماکہ لا مبالغہ علم آرمے آتا ہے اس لئے  
وہ اعتراض کرنے میں تکی بجا نہیں ہے جو ان باتوں کی گرد تک کو نہیں پہنچ سکتا وہ ضرور اقرآن  
کرنے میں ہر حال اتنا فانی ہے کہ اعلیٰ حضرت نے جو کچھ فرمایا وہ سید المکا شیفین حضرت شیخ  
اکبر علی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ کے کلام سے ماخوذ و منقول ہے۔ مصنف دھماکہ لا مبالغہ  
نہا کرے اعلیٰ حضرت کی یہ گفتا پڑی نہ ہو ایسا ہی ہے جیسا وہ یہ دھماکہ کہ نہا کرے  
امام مہدی ظہور نہ فرمائیں۔ نہا کرے قیامت نہ آئے۔ شاید ان باتوں سے اس لئے گزرتا

ہے کہ سلطنت اسلامی نہ رہے تو امام مہدی رضی اللہ عنہ ضرور آئیں گے اور اسلام بھلا نہیں گے  
امام مہدی آگئے تو قیامت بھی آگئے گی قیامت آگئی تو حساب کتاب بھی ہوگا ان گستاخیوں کا ہرگز  
سزا بھی ملے گی چنانچہ اس نے اپنی دعا کا پہلے ہی بند باندھ دیا کہ خدا کرے اعلیٰ حضرت کی یہ گفتا  
پوری نہ ہو۔

### پہلی بلوچی عقیدہ کہ بیت اللہ شریف مجر اکرمنا ہے۔

اس عنوان کے تحت دیوبندی جہالت کا ایک اور نمونہ منظر ہم پر آتا ہے۔ لکھتا  
ہے مولانا احمد رضا خاں صاحب نے بیت اللہ شریف کو کیسے مکہ و اوزار میں بتوں کے  
ساتھ ٹاڑ دیا ہے۔

تیسری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو بھگا  
تیسری بیت تھی کہ ہر بیت تحریر کر گیا

اسی پر اکتفا نہیں صاحب بروری نے عرش اعلیٰ کے لئے بھی مجرے کا لفظ  
استعمال کیا ہے۔

گھٹکا تھا مجرے کو عرش اعلیٰ گوسے تھے سجے میں بزم بالا  
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا دیگر و قرآن پورے تھے

(صداقی اول ص ۱۱۱)

علت شان رسالت کا یہ دشمن یہ دہلی جاہلی کیا جانے شیخ متقی علامہ عبداللہ عیسیٰ مدنی  
علیہ الرحمۃ مارچ ۱۹۰۷ء لکھتے ہیں حضرت عبداللہ سے منقول ہے انہوں نے کہا  
کہ غلب ولادت کعبہ شریف کے پاس تھا۔ جب آدمی رات ہوئی میں نے دیکھا کہ کعبہ مقام  
ابلیس کی طرف گھبرا اور سجدہ میں گر پڑا اور کہا اللہ اکبر اللہ اکبر محمد المصطفیٰ  
بیت اللہ شریف کا ولادت باسعادت کے وقت مجر اکرمنا دھکنا اور بتوں کا  
تحریر کر گنا ایک بات نہیں مگر دیوبندی جاہل ایک ہی لاشی سے دونوں کو ٹانگ رہا ہے  
اس کو مجر کا معنی اس میں معلوم نہیں کاش یہ کوئی لغت کی کتاب دیکھ لیتا تو یہ جاہلانہ اعتراض نہ کرتا  
ملاحظہ ہو فرید اللغات ص ۵۹۹ مجر کے متعدد معنی لکھے ہیں جن میں۔ آداب بدریالی بھی ہے۔  
اور وضاحت کے طور پر لکھا ہے مرثیہ زبانی یا نزل، قصیدے یا قطعے کی طرز پر کہا جاتا ہے



ایک شریعت ہفتہ دوم ص ۲۲ سے یہ عبارت نقل کرتا ہے "نصرانی و یہودی کافر و کونوں میں کہ ایک مہربان خدا کی محبت میں اور دوسرے عداوت میں قرآن عظیم میں یہودیوں کو مفسد و علیہم اللہ نصاریٰ کو ضالین فرمایا یہی وجہ ہے آج روسے زمین پر کوئی یہودی ایک گاؤں کا بھی حاکم نہیں بخلان نصاریٰ کے کہ ان کی سلطنت ظاہر ہے اور بعضہ یہی مثال روافض و دہلیہ کی ہے کہ روافض کا تخت موجود ہے اور وہاں یہ کہیں ایک پڑیہ یہی نہیں مخلصاً اس سے مصنف دھماکنے یہ تاثر دیا ہے کہ اسرائیل یہودیوں کی حکومت ہے اور سعودی عرب میں انہیں لوگوں کا قبضہ ہے جو اعلیٰ حضرت کے خطہ شریعت میں ایک پڑیہ کے بھی مالک نہ تھے۔

اسرائیل اور وہاں یہ کہیں حکومتوں کے قیام سے مصنف دھماکہ کو بہت بڑی خوشی ملی اس لئے کہ سارا انداز اس کے خیال میں اعلیٰ حضرت سارا انداز ہونے پر تھے مگر اعلیٰ حضرت نے یہ فرمایا کہ کب تک ان کا قیام قیامت یہودیوں اور وہاں کی حکومت ہوگی یہ نہیں بلکہ وہ تو صاف اسرائیلی ہیں جس کا مصنف دھماکہ کو مست پران قرار ہے شاید ۱۸۳۷ میں کوئی سلطنت اسلامی ہوئی نہ ہوگی پھر اسلام بہت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور اسلام پھیلے گا اور دنیا میں ہر جگہ اسلام لاہول بالا ہوگا۔ ان اعلیٰ حضرت کے زمانہ میں یہودیوں اور وہاں کی حکومت نہ تھی یہ صحیح ہے انسان کا احترام خود مصنف دھماکہ کو ہے وہ خود لکھتا ہے۔

"مولانا احمد رضا خاں صاحب کے وقت میں نہ اسرائیل کی حکومت تھی نہ عربین شریعت پرانی نجد کا قبضہ تھا دھماکہ ص ۲۳ تو سچے غلط کیا ہے بات ختم ہوئی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے قیام قیامت تک کے لئے قویہ دہلی نہ فرمایا۔ بہر حال اس نے اپنے اس مضمون میں تسلیم کر دیا عربین شریعت پرانی نجد کا قبضہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے بعد ہوا ہے یہ قبضہ والی بات بھی عجیب ہے اور مصنف دھماکہ کے مسلک کے منافی کیونکہ یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں تو ان کی حفاظت سے شفا دینا مذاق دنیا و فہو بھی نہیں مانتا مگر دھماکہ ص ۲۱-۲۰ اور پوسے سعودی عرب کو الیٰ نبی کے قبضہ میں مانتا ہے اور بعضا لہی بھی نہیں کہتا قیامت ہے عربین شریعت پرانی نجد کا قبضہ مانتے ہیں لیکن تقریباً ایمان میں ہے کہ جس کا نام محمد الیٰ ہے وہ کسی چیز کا قبضہ نہیں۔ تقویت الایمان ص ۱۷

بتایا جائے سعودی عرب میں الیٰ نبی کو کچھ اختیار حاصل ہے یا نہیں اور وہاں سیاہ و سفید کے تقاریر یا نہیں؟

اس کے مطلق میں لفظ قرآن یا سلام لایا جاتا ہے اور قرآن کریم کے معنی میں آداب بجالانا بھی لکھا ہے لیکن یہ اپنی جاہلانہ حماقت سے اعتراض کر رہا ہے یہ اس لئے کہ ان کے ہاں آداب بجالانا اچھی بات نہیں تھا لہذا صاحب نے لکھا ہے "وہابی کے معنی میں ہے ادب بالایمان" الاضافات البیروتیہ ص ۳۲ اگر یہ ہر بات میں ہے اولیٰ و کائناتی نہ کریں تو انہیں ایمان نصیب نہ ہو مصنف دھماکہ نے دوسرے شعر کا معروضاتی بھی غلط لکھا ہے کہ انھیں نہیں بلکہ یہ انھیں قدموں سے لڑ رہا تھا۔

**مدینہ شریف کو علی پور سے ملا دینا**

مدینہ بھی مظہر ہے مقدس ہے علی پور بھی ادر آؤ تو اچھا ہے اور حراؤ تو اچھا ہے یہ ہے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے مصنف دھماکہ کا بغض و عناد علی پور شریف میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مقبذ ہے اہل کے ایک علیل القدر جنرل امیر وقت پرستید جماعت علی شاہ صاحب محترم علی پور کی فوج استراحت ہیں۔ مصنف دھماکہ کو یہ بھی گوارا نہیں کہ علی پور شریف تو بلاشبہ مدینہ شریف سے جا ہوا ہے کیا مصنف دھماکہ علی پور شریف کو بند سے طمانا چاہتا ہے۔؟ شعر کا مطلب واضح ہے اور اس میں کوئی ایسی غرابی نہیں البتہ غرابی ہے تو اس میں سے جو وہ بندی شیخ الہند مولوی غور المس نے کہا اور مولوی رشید احمد صاحب کے دامن گشت کو کعبہ شریف سے بڑھایا۔

پھر یہ تھے کعبہ میں بھی پڑھتے گنگوہ کا رستہ جو مکے اپنے سینوں میں اتارے ذوق و شوق عرفانی (مرثیہ ص ۱) کیا کعبہ شریف میں عرفانی ذوق و شوق نہیں تھا جو کعبہ شریف میں گنگوہ کا رستہ دریافت کرنا پڑا اس کا واضح مطلب تو یہ ہوا کہ ان کے نظر میں کعبہ شریف سے بڑھ کر گنگوہ کی قدردانی عزت ہے۔

**اسرائیل اور وہاں یہ کی حکومتوں کے انکار کا دعویٰ**

اس عنوان کے تحت رنگا رنگ لہجے میں انکار کیا کہنے کے بعد مصنف دھماکہ ص ۲۷ پر



۲۲۳ سے یہ عبارت نقل کرتا ہے "نصرانی و یہودی کافر و کونوں  
احکام شریعت حصہ دوم ص ۲۲۳ سے یہ عبارت نقل کرتا ہے "نصرانی و یہودی کافر و کونوں  
ہیں کہ ایک مہربان خدا کی محبت میں اور دوسرے عداوت میں قرآن عظیم میں یہودیوں کو قطعاً یہودی  
علیہم اللہ نصابی کو قائلین فرمایا ہیں وہ ہے آج دسٹے زمین پر کوئی یہودی ایک گاؤں  
کا جس کا نام نہیں بخلاف نصاریٰ کے کہ ان کی سلطنت ظاہر ہے اور بعینہ یہی مثال روافض و امامیہ  
کی ہے کہ روافض کا تحت موجود ہے اور دہلیہ کی کس ایک پڑیسی نہیں خلاصاً اس سے  
مصنف دھماکہ نہ یہ تاثر دیا ہے کہ اسرائیل یہودیوں کی حکومت ہے اور سعودی عرب میں انہیں  
لوگوں کا قبضہ ہے جو اعلیٰ حضرت کے نقطہ شریعت میں ایک پڑیسی کے بھی مالک نہ تھے۔  
اسرائیل اللہ دہلیہ کی حکومتوں کے قیام سے مصنف دھماکہ کو بہت بڑی خوشی ہوئی اس  
لئے کہ معاذ اللہ اس کے خیال میں اعلیٰ حضرت معاذ اللہ جوڑے ہوئے مگر اعلیٰ حضرت نے یہ فراموشی  
کب تھا کہ قیام قیامت یہودیوں اور دہلیہ کی حکومت ہوگا ہی نہیں بلکہ وہ تو صاف تر لکھتے  
ہیں جس کا مصنف دھماکہ کو صراحتاً پراثران سے شاید ۱۸۳۷ء میں کوئی سلطنت اسلامی ہوئی نہ  
تھی کہ پھر امام احمدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور اسلام پھیلے گا اور  
دنیا میں ہر جگہ اسلام کا بول بالا ہوگا۔ ہاں اعلیٰ حضرت کے زمانہ میں یہودیوں اور دہلیہ کی حکومت  
نہ تھی نہ صحیح ہے اور اس کا اثران خود مصنف دھماکہ کو ہے وہ خود لکھتا ہے۔  
"مولا کا مورد مذاق صاحب کے وقت میں نہ اسرائیل کی حکومت تھی نہ عربین شریعتیہ  
پرانی نجد کا قبضہ تھا؟ دھماکہ ص ۲۲۴۔ تو سچے جڑو کیا ہے بات ختم ہوئی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ  
نے قیام قیامت تک کے لئے قویہ دعوئے نہ فرمایا۔ بہر حال اس نے اپنے اس مضمون میں تسلیم  
کر دیا کہ عربین شریعتیہ پرانی نجد کا قبضہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے بعد ہوا ہے۔ یہ تبصرہ والی بات بھی  
جریب سے اور مصنف دھماکہ کے مسلک کے منافی کیونکہ یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ  
میں تواضعی مٹا سے شہاد دینا مذکور دنیا دہلیہ میں نہیں آتا حالانکہ یہ دھماکہ ص ۲۲۴-۲۲۵  
پہلے سے سعودی عرب کو الیٰ نبی کے قبضہ میں آتا ہے اور بعض الہی بھی نہیں کہتا قیمت ہے یہ  
عربین شریعتیہ پر توالی نجد کا قبضہ ہاتھ میں لیکن آخر یہ ایمان میں ہے کہ جس کا نام محمد رالی ہے  
وہ کسی چیز کا تار نہیں۔ عقوبت الایمان ص ۲۲۵

بتایا جائے سعودی عرب میں اہل الذکر کو کچھ اختیار حاصل ہیں یا نہیں اور وہاں سیاہ و سفید کے

مختار میں یا نہیں ؟

۲۰۴  
اس کے مطلب میں لفظ بُرا یا سلام لایا جاتا ہے اور محض اگرنا کے معنی میں آداب بجا لانا بھی لکھا ہے لیکن  
یہ اپنی جگہ نہ حماقت سے اقتراض کر رہا ہے یہ اس لئے کہ ان کے ہاں آداب بجا لانا اچھی بات  
نہیں تھی۔ صاحب نے لکھا ہے: وہابی کے معنی میں ہے ادب یا ایمان "الانفاضات الیوم" میں  
جلد ۳۲۳ اگر یہ ہر بات میں بے ادبی و گستاخی نہ کریں تو انہیں ایمان نصیب نہ ہو  
مختلف دعا کرنے والے سے مل رہا تھا۔

عزیز شریف کو علی گڑھ سے ملا دینا

دریہ بھی مظہر ہے مقدر ہے مصلیٰ پلک بھی

ادھر آؤ تو اتھا ہے اُدھر جاؤ تو اچھا ہے

یہ ہے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے مصنف و حاکم لا بغض و عناد ملی پورہ شریف میں سلسلہ  
عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ایک عظیم القدر بزرگ امیر وقت پرستہ جماعت ملی شاہ  
صاحب مہاشی ملی پورہ کی خواستراحت میں۔ مصنف و حاکم کو یہ بھی گوارا نہیں کہ ملی پورہ شریف  
نواب شہزادہ شریف سے ملا ہوا ہے کیا مصنف و حاکم ملی پورہ شریف کو بندہ سے ملا پاتا  
ہے؟ شعر و مطلب واضح ہے اور اس میں کوئی ایسی خرابی نہیں البتہ خرابی ہے تو اس  
میں سے جو دوسرے جندی شیخ الہند مولوی ثور الحسن نے کہا اور مولوی رشید احمد صاحب کے  
دیں گسٹری کو کعبہ شریف سے بڑھایا۔

پھر یہ حقہ کعبہ میں بھی پڑھے گنگوڑا راستہ

جو سکھ اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوقِ عرفانی (مرثیہ ص ۱۱)

کیا کعبہ شریف میں عزائی ذوق و شوق نہیں تھا جو کعبہ شریف میں گنگوہ کا راستہ دریافت  
 کر پڑا اس کا واضح مطلب تو یہ ہے کہ ان کے نظریں میں کعبہ شریف سے بڑھ کر گنگوہ کی قدرو  
 منزلت ہے۔

اسرائیل اور وہابیہ کی حکومتوں کے اراکار کا دعویٰ :-

اس عنوان کے تحت زرگا رنگ لون ترانیاں لکھنے کے بعد مستف دھماکہ منہ پر







کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اور جس  
 لایان قرآن عظیم میں ہے۔ ان لمالی نے کہا میں نے قرآن اول سے آخر تک پڑھا اس  
 میں کہیں اس کا ذکر نہ پایا فرمایا ان کنت قرائتہ لقد وجدته۔ اگر تم نے قرآن  
 پڑھا تو یہ بیان اس میں ضرور پائیں اما قرات ما الکفر الرسول لحدودہ  
 و ما لکم من حد ما انصوا۔ کیا تم نے یہ آیت نہ پڑھی کہ جو رسول تمہیں سے وہ  
 لو اور جس سے من فرمائے اور جو انہوں نے مرضی کہاں فرمایا فامتہ۔ قد علی منہ  
 قریب شک ہی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حرکات سے من فرمایا معصف و حاکہ و یحجی اس کا  
 خیال وہی ان لمالی کا خیال اور جہاں جواب بیہ حضرت عبداللہ بن مسعود کا جواب ہے  
 یا نبی۔ قرآن عظیم میں فرمایا قرآن یذہب عن الذل شیئاً فاشیرتہوا العتہ  
 اللہ وقال لا تخذت من عبادک نفیاً معصرونا و لا کسکتہم  
 و لا مینتھم و لا مرسنھم فلیکن اذان الذ نعیم و لا مرسنھم  
 فلیعیرن خلق اللہ کافر نہیں کہ جتنے مکر شیطان سرکش کو میں پر خدا نے لعنت فرمائی  
 اور وہ لوہا میں ضرور ہے لہذا کہ تیرے بندوں میں سے اپنا ٹھہرا ہوا حصہ اور میں ضرور  
 اس میں بیجا دوں گا اور ضرور خیالی لالچوں میں لالچوں گا اور ضرور انہیں حکم دوں گا کہ وہ  
 پہا لیل کے کان پیریں گے اور بے شک انہیں حکم دوں گا کہ ان کی بنائی چیزیں بگاڑیں گے  
 یہاں وہ آیت کریمہ ہے۔ انا اس کی ملت یہی خدا کی بنائی چیزیں بگاڑنے کی تباہی یعنی کثرت  
 واریضی نہ دے گی ہے منہ کے بال تو چنے وایاں تغیر خلق اللہ کہتا میں یونہی واریضی نہ دے  
 والے تو یہ سب اسی مکر شیطان خلق اللہ میں داخل اور شیطان کے حکوم اور اللہ  
 رسول کے ملعون ہیں مگر معصف و حاکہ کمال بے بصیرتی سے کہتا ہے قرآن عظیم میں کہیں  
 لعنت نہیں۔

حدیث غریب امام العربی بن ابی شیبہ اور عبد الرزاق معصف میں حضرت ابومرہ رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ سے راوی لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخرجی الرجال  
 الذین یتشبهون بالنساء والمترجلات من النساء المتشبهات  
 بالرجال وراکب الفلاک وحد لا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے لعنت فرمائی زنانہ مردوں پر جو مردوں کی سمدت نہیں۔ اور مردانی مردوں پر

بہ مردوں کی شکل نہیں اور جنہوں کے اکیلے سوار کو یعنی جو خطر کی حالت میں تنہا سفر کو جاتے  
 یہ اور یہاں آیات قرآنیہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال و حال  
 فرمایا اللہ تعالیٰ کے کئے ہوئے معلوم و معلول کی طرح ہے اور جو کچھ احکام حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 احادیث میں ارشاد فرمائیں وہ بعینہ قرآن عظیم کے احکام کی طرح ہیں اور یہ خود قرآن عظیم  
 کا ہی حکم ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ معصف و حاکہ کو کوئی قبلی و ذہنی رشتہ منکر ہی حدیث  
 سے ملتا ہے جو احادیث شریفہ کی اجیت کو کم کرنے کے لئے اس قسم کی سطحی مناسبات کثیری  
 سے کام لیتا ہے۔ و سیکلکم الذین ظلموا انی متقلب یتقلبون۔ باقی  
 رہی ارادہ متلازمہ ہاکت کی دہر حدیث شریف میں ہے یہی شعب میں عبد اللہ بن  
 عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسنہ صحیح راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 فرماتے ہیں ان کل عمل مشرق و کل مشرق فترق فمن کانت فترق  
 لی ستنقی فترق احتدی و من کانت الی غیر ذالک فقد حلت  
 یعنی ہر کام کا ایک جوش ہوتا ہے اور جوش کو ایک طور تو جو طور کے وقت میری سنت ہی کی  
 طرف ہے ہدایت پائے اور جو دوسری جانب ہو چاک ہو جائے۔  
 بہر حال الطغرت طیرہ لڑنے کے جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ وہ انچہ طیرہ لڑنے کی ہدایت  
 کی روشنی میں ہدایت سنت اور شاعر اسلام کے تحفظ کے لئے تحریر فرمایا ہے۔ اگر کسی کو  
 الطغرت کے بیان کر دے کسی مسئلہ و حوالہ کا ماحذ معلوم نہ ہو سکے تو یہ اس کے اپنے علم کی کمی  
 اور نظر کی کمزوری ہوگی نہ کہ الطغرت موجب طعن جن کی علمی تحقیق و دیانت عرب و عرب اند  
 موافق و مخالف کے ہاں مستم ہے۔ معصف و حاکہ جیسے جاہل کذاب اور دیوانت کا الطغرت  
 پر جوہر کا اتہام ماحذ کرنا تو اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے۔ جس کے جھوٹ سے اس  
 کا حاکہ خود گواہ ہے۔

معصف و حاکہ نے ص ۲۵ پر احکام شریعت جلد دوم ص ۲۲ سے الطغرت طیرہ لڑنے  
 کا یہ ارشاد نقل کیا ہے۔  
 ارشاد اللہ اگر ایسا کرے کہ ہر انسان کی نہ معلوم ہو تو خیر و رذہ حیرت مصاہرت  
 ثابت ہو جائے گی۔ اور اس پر بھی حسب مادت اپنی ہے مجبورہ کوئی کا مظاہرہ کیا ہے معصف  
 و حاکہ کا لفظ خیر سے کار خیر کا تاثر دینا پسے ورجہ کی بددیانتی و ایمانی ہے لفظ خیر و حاکہ



ایک لادہ ویکہ کام کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور یہاں تک کہ کام کے طور پر ہے نہ کہ  
کار خیر سے نہ اس فعل شریف کی ترغیب ہے فقہاء کے کام میں ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں  
سے غیر متعلق اس طرح غلط فہمی سے یہاں شائبہ اگر لفظ خیر سے خیر ہی مراد ہو تو خیر  
انسانی طور پر حیرت معصرت کی نسبت خیر ہوگی کہ خیر اور حیرت معاہرت سے نکلا گیا  
۱۔ بصورت حیرت حیرت معاہرت ثابت ہو جائے گی اور فعل کی بوی اس پر حرام  
ہوئی کہ تباہی کے اس میں شرعاً کیا بات قدلی اعتراض ہے اور اس کی کیا دلیل ہے۔ ۲۔  
مصنف دھماکے لائن لفظ خیر دیکھ کر فراموش ہو گیا اور لفظ شریف دینا اس کی جہالت  
کا آئینہ دار ہے حضرت امام اہل سنت قرسی سر لے کر اس کو ہرگز نہ فرما رہے تھے۔

بریلوی مسلمانوں کا نکاح برہمن پڑھا سکتا ہے

مصنف دھماکے نے مرتبہ پر یہ شریف دیکھ کر حضرت مجدد دین دست رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کی احکام شریعت حرمہ ص ۲۱۵ سے یہ عبارت نقل کی ہے۔ "نکاح تو ہم ہی جانتے تھے اس  
واسطے کہ نکاح نام ہی باہمی ایجاب و قبول کا ہے اگرچہ برہمن پڑھا دے اس کا حکم شریعت  
سے یہ عبارت مصنف دھماکے نے لکھ کر نقل کی ہے لہذا عبارت اس طرح ہے۔

"خبر خیر۔ اگر وہ اپنی نکاح پڑھائے تو ہو جائے گا یا نہیں؟  
ارشاد۔ نکاح تو ہو جائے گا اس واسطے کہ نکاح نام ہی باہمی ایجاب و قبول کا ہے اگرچہ  
برہمن پڑھا دے چونکہ وہابی سے پڑھوانے میں اس کی تعلیم ہوتی ہے جو حرام ہے لہذا قرآن  
نہم ہے۔ ۲۔ جانتے اس میں کیا خرابی ہے۔ اور نکاح نام ہی باہمی ایجاب و قبول کا ہے  
نہاں آخر لازم ہے کہ لفظ ہو دے اور پھر اس لفظ ہے تو مصنف دھماکے کسی دلیل شریفی  
سے اس کو غلط ثابت کرے لیکن وہ خدا پرست ہے۔ (وہا حقیقت سے  
بھی دیکھنا چاہیں تو چند مسائل پر تیار نہیں ہیں۔ ۳۔ وہاں مسئلہ یہ فراموش ہے تو پھر  
نہ اس پر کیا بات علم کشا لگائی ہے۔

طوائف کے ہاں میلاد و شہرینی

مصنف دھماکے نے احکام شریعت  
ہی سے ایک اور مسئلہ نقل کیا  
ہے جو یہ ہے۔ مسئلہ طوائف ہیں کی آمدنی حرام ہے۔ اس کے یہاں میلاد و شہرینی

پڑھنا اور اس کی اسی نام آمدنی کی منگوائی شہرینی پڑھنا کہنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ اس مال کی شہرینی پڑھنا کہنا حرام ہے مگر جبکہ مال بدل کر عیس کی ہوا صدیہ لوگ  
جب کوئی کار خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کہتے ہیں الخ (احکام شریعت جلد دوم ص ۱۴۲) اس  
میں بھی کوئی غلط بات نہیں ہے اس کا مطلب تو صرف یہ ہے کہ فی الواقعہ طوائف کے حرام مال  
سے میلاد و شہرینی پڑھنا کہنا حرام ہے اور اگر مال بدل کر یا قرص لے کر دے  
تو جائز ہے۔ تیسرے اس پر کیا اعتراض اور کون سی دلیل شریفی ہے اور پھر اس مسئلہ کو  
بھی فراموش نہ کی میں شافی کیا گیا ہے تو بدلتا ہی کہیں۔ ۱۔ اور پھر اس عبارت میں ایک لفظ  
اگر ایسا نہ ہو تو بہت حاشیہ ہے۔ مصنف دھماکے اس کو نقل کے نام نہ لے کر خود سے پڑھے  
اور اپنی حماقت کا اظہار کرے۔ یاد ہے کہ ناجائز و حرام مال کا بہانہ بنا کر دیوبندی قوم  
در حقیقت مسلمانوں کو میلاد و شریف سے روکنا اور بدعتین کہنا چاہتی ہے ورنہ ان کے ہاں  
وہ میلاد و شریف بھی ناجائز و نامست ہے۔ عین میں کوئی امر خلاف شریف نہ ہو ملاحظہ  
میلاد و شہرینی کو کنگری صاحب لکھتے ہیں۔

سوال۔ مجدد شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلاف (شرع) نہ ہو حضرت شاہ ابوالخیر  
کیا کرتے تھے آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ مقتدر عیس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اس میں  
بھی ہے اور اس زمانہ میں درست نہیں (مقتاد فی رشیدیہ جلد ۱۔ ص ۵)  
انقاد عیس مولود ہر حال ناجائز ہے (مقتاد فی رشیدیہ ص ۵)

دیوبندی حکیم الامت فضل میلاد۔ مذہبی خود کشی کی بدترین مثال۔

فضل میلاد شریف جو ہر حال ناجائز تھا سچو لوگوں کے دلچ میں جائز ہو گیا۔ خود دیوبندی  
حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تانوی لکھتے ہیں کہ کانپور میں مجلس میلاد قائم ہوتی  
ہے اور لوگ کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں۔ میرا ہی جلتا ہے مگر

"بہر حال وہاں کانپور میں بدولت شرکت قیام کرنا قریب بحال دیکھا اور منظور تھا  
وہاں رہنا کیونکہ دنیاوی منفعت بھی ہے کہ مدرسہ سے تنخواہ ملتا ہے۔"

(سیف یانی ص ۲۳ و ص ۲۴)







اب مطلق اسلئے ہے۔ آج تک کسی دیوبندی و بانی عالم نے یہ فتویٰ دیا ہو تو مصنف و حاکم پریش کسے کہ تبا کو حرام اور حقہ کا پانی ناپاک ہے۔

**مصنف و حاکم کے مہمنہ پر تھانوی کا طمانچہ** | حقہ کا پانی ناپاک ہے تو اس کے ثبوت میں فقرے کوئی دلیل نہ ہی اکابر علماء دیوبند سے ہی مصنف و حاکم پیش کر دکھائے مصنف و حاکم کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کہتے ہیں "مسئلہ حقہ کے پانی کو بھی حرام ناپاک سمجھتے ہیں اگرچہ اس سے پینا نظافت کے لئے ضروری ہے لیکن اس سے بھرنے کا لازم نہیں آتا (اظاظ العوام عرف غلط فہمی سے)"

جب حقہ کا پانی نہیں پیا ہے تو جب آپ مطلق اسلئے تو اس سے وضو کرنے میں کیا حرج ہے تم تو جب لازم ہوتا ہے پاک پانی اسلئے۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۹۳ پر بھی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے حقہ اور تبا کو جائز لکھا ہے اور فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۸۱ پر حقہ پینا سباح ہے لکھا ہے الباقی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب قدس سرہ کو حقہ بھر کر پاتے رہے ہیں ملاحظہ ہو۔

**بانی مدرسہ دیوبند کا حقہ بھر کر پانا** | اسی وقت جب وہ پائوں جا کر مولانا (محمد قاسم) نے خود

چلم بھری اور حقہ اٹھا کر اس کے (اس طرف آئی) سامنے لائے۔ (سوانح قاسمی جلد اول ص ۴۶)

اگر تبا کو حرام اور حقہ کا پانی ناپاک تھا تو نانوتوی صاحب نے ایسا کیوں کیا معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک جی نہ تبا کو حرام نہ حقہ کا پانی ناپاک مصنف و حاکم نے بھی اس کا ردی مسائل میں ذکر کیا ہے تو پھر اعتراض کیسا؟

**رشدی کو کراپ پر مکان دینا** | مدرسہ پر مصنف و حاکم نے الطغرت علیہ الرحمۃ اس مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں سمجھتے تھے اس ارشاد پر اعتراض کیا ہے۔ اس (مذہب) کا اس مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں ہے اس کے واسطے مکان کراپ پر دینا کوئی گناہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا ارتکاب اس کا فعل ہے اس کے واسطے مکان کراپ پر نہیں دیا گیا۔

(الطغرات الطغرت ص ۳۰ - مست ۱)

بتائے اس پر کیا اعتراض ہے؟ اعتراض تو اس وقت ہو سکتا تھا جب الطغرت قدس سرہ کے ارشاد میں یہ الفاظ کہے کہ رشدی کو لڑنا کے لئے کراپ پر مکان دینا جائز ہے اور کوئی گناہ نہیں۔ مگر ایسی کوئی بات ہے ہی نہیں۔ ہمارے پاس مولوی عبد القادر دیوبندی مدرس دارالعلوم کبیر والا کا فتویٰ موجود ہے سوال و جواب ملاحظہ ہو۔ اجتہاد فقہاء کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رشدی کو مکان کراپ پر دینا جائز ہے یا نہیں۔ جبکہ مکان حرام کام اور لڑنا کے لئے نہ دیا گیا ہو۔ بدینہ توجہ السائل خلیل احمد بقلم خود (الجواب ص ۹۶) نہ گنجائش ہے مگر بزانی و غیرہ کا خوف ہو تو نہ دینا بہتر ہے۔

واللہ اعلم  
کتبہ عبد القادر عفی عنہ مدرس دارالعلوم کبیر والہ  
نہ روزوالجہ ۱۳۹۵ھ

**ایک سوال اور اس کے جواب کا جواب** | مصنف و حاکم ص ۱۰۰ پر دھماکے کے اوراق پر لکھے

گئے الامات و تہنات کا غلام بیان کرنے کے بعد کہتا ہے الطغرت خود بیان فرماتے کہ "انہیں اکثر ذرات کا خیال رہتا تھا ایک مقام پر کہتے ہیں۔

انشاء اللہ میں وزیر اعظم  
اس کے بعد جواب میں۔ سرائیکی کا حقہ سوم ہمارے نزدیک معتبر ہی نہیں ہے اور جو بات مصنف و حاکم ثابت کرنا چاہتا ہے وہ بات سرائیکی بخشش حقہ سوم میں ہے جو نہیں یعنی وہاں دنیاوی وزارت یا ذلالت عقلی کا ذکر ہی نہیں بلکہ سلطنت نعت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

کافی سلطان نعت گویاں سے رفا  
انشاء اللہ میں وزیر اعظم

یعنی امیر الشعراء مولانا انانی مراد آبادی نعت کہنے والوں کے بادشاہ ہیں اور انشاء اللہ میں نعت گوئیوں کا وزیر اعظم لیکن مصنف و حاکم جو رشیدی کے مرض میں مبتلا ہو کر اتنا افسوس



ہو گیا ہے وہ اس کو دنیاوی وزارتوں پر محمول کر رہا ہے۔ حالانکہ دنیاوی وزارتوں اور دنیا کے تاج کو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شکر کرتے ہوئے خود فرماتے ہیں۔  
ان کا منگتا پاؤں سے شکر ہے وہ دنیا کا تاج  
جس کی خاطر مر گئے منم رگڑ کر ایڑیاں  
(صدائق بخشش حصہ اول)

آئیے ہم بتاتے ہیں کہ وزارتوں کی قضا کس کو تھی اور عقل و فہم کے برعکس ایک وقت میں دو دو وزیر اعظم بننے کے خواب کون دیکھتے تھے اور کس پر وزارتوں کے خیالات کا غلبہ رہتا تھا۔ دیوبندی شیخ الہند مولوی محمد الیاس صاحب لکھتے ہیں۔  
یعنی یعقوب و رفیع ہر دو وزیر اعظم  
یہ ہے چونکہ اپنے والی بات کہ ایک وقت میں دو وزیر اعظم۔ اعلیٰ حضرت اپنے آپ کو نصرت گوئیوں کا وزیر اعظم فرمایا تو انشاء اللہ کے ساتھ اور دیوبندی شیخ الہند نے بغیر انشاء اللہ کے ہی مولوی محمد یعقوب و رفیع اور مولوی رفیع الدین صاحب دیوبندی دونوں کو وزیر اعظم بنا دیا۔ ویسے بھی دیوبندی واپس نام نہاد مولانا ابوالکلام آزاد جہالت میں انگریز حکومت کے وزیر تعلیم اور پاکستان میں وفا خاندان کے اتحادی دیوبندی مفتی محمود صوبہ سرحد میں وزیر اعلیٰ رہ چکے ہیں اور اب بھی ان پر وراثتی قیادت کا غلبہ ہے تاہم شیخ کلام کی دلچسپی اور مصلحت میں انصاف کے لئے ہم یہ بتانا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ مصنف و حاکم کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ وہ معروف کی نشانی ظہر اور شکر کی نشانی سے میں کوئی امتیاز نہ انہیں دیکھتا رہیں وجہ ہے کہ اس نے انشاء اللہ میں وزیر اعظم کا معروف نقل کرتے وقت سے شکر کی نشانی لگائی ہے۔ جہاں جہاں مطلق کو اتنی عام بات بھی معلوم نہیں وہ کس منہ سے انا اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ جیسی بلند پایہ شخصیت پر اعتراض کر سکتا ہے۔

**علم جعفر**  
مصنف و حاکم اعلیٰ حضرت دشمنی میں آنا اندھا ہو چکا ہے کہ ایمان کے ساتھ عقل سے بھی ہمتہ و حرمیٹھا ہے۔ انشاء اللہ میں وزیر اعظم کا حوالہ نقل کرنے کے بعد قلمی غیر متعلق بات کرتا ہوں دنیا میں موضوع چھوڑ دیا ہوا لکھا ہے "اس قسم کے خیالات خانصاحب پر اس قدر غائب تھے کہ انہوں نے علم جعفر میں دلچسپی یعنی شروع نہ دی۔ خانصاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے حضور پاک علیہ السلام

و انعام کو خواب میں دیکھا حضور نے خانصاحب کو کپڑے کا ایک تھاجس پر لڑا۔ ذ۔ لکھا ہوا تھا دیکھا یا خانصاحب نے معلوم کرنے کی کوشش کی کہ حضور مجھے کیا فرما رہے ہیں اعلیٰ حضرت نے ان الفاظ سے معلوم کیا کہ حضور مجھے فرما رہے ہیں۔ ذ۔ ل۔ ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔



دو گز ہو گا اور اس پر ایک سبز کپڑا چڑھا ہوا تھا جس کے وسط میں سفید روشنی  
 بہت جلی قلم سے ل- ھ- ذی اسی شکل میں لکھے ہوئے تھے جس سے میں نے  
 مطلب نکالا کہ اس کا حاصل کرنا نہیان ہے اس سے بقاعدہ جنراؤن نکل سکتا  
 تھا کہ کو بطور صدر موخر آخر میں رکھا اس کے مدیا پانچ میں اب وہ اپنی جگہ سے  
 ترقی کر کے دوسرے مرتبہ میں آگئی اور پانچ کا دوسرا مرتبہ پانچ واپس یعنی  
 پیاس جس کا حرف فون ہے یوں اذن سمجھا جاتا مگر میں نے اس طرف التفات  
 نہ کیا اور لفظ کو ظاہر یہ رکھ کر اس فن کو چھوڑ دیا کہ اھذ کے معنی میں فضول یک  
 یہ ہے محفوظات کی پوری عبارت جو مصنف دھماکہ کی ہے ایمانی کی تذر ہو گئی اور  
 کچھ کا کچھ بنا دیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ خود فرمایا ہے میں کہ جب میں نے اس علم  
 کی اجازت چاہی اور تحت پر ل- ھ- ذکر کیا دیکھا تو میں نے خود یہ سمجھا کہ اھذ کا  
 معنی ہے فضول یک ایک تو یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے خود سمجھا دوسرے فضول یک  
 علم جفر کو کہا گیا ہے کہ یہ یک ہے ذکر اعلیٰ حضرت کو (معاذ اللہ) بارگاہ رسالت سے  
 فضول یک کے تعلیم دی گئی۔ مصنف دھماکہ کا اس طرح اٹھا پڑنا غلط شان رسالت  
 کی سرور تو میں ہے کیا معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فضول یک کے تعلیم دیتے ہیں  
 کفار و مشرکین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت فرماتے ہیں راست پر راہیں لیکن اپنے  
 ایک نیاز مند امتی کو معاذ اللہ فضول یک کے تعلیم دیں یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے لہذا نا  
 پڑے کہ علم جفر کو ہی فضول یک کہا گیا تین روز پڑھ کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے علم جفر کی ہی  
 اجازت چاہی تھی مگر وہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بندہ بارگاہ کی رہنمائی فرمائی اور  
 علم جفر کو فضول یک فرما کر آپ کو اس سے محفوظ رکھا۔ اس سے سرکار اعلیٰ حضرت مجددین  
 ملت رضی اللہ عنہ کی بارگاہ رسالت میں قدر و منزلت کا پتہ چلتا ہے مگر نجدی کا دماغ  
 کچھ الٹی ہی سوچتا ہے۔ اگر یہی معنی مراد لئے جائیں جو مصنف دھماکہ کہتا ہے تو مطلب  
 یہ ہو گا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے تین روزہ وظیفہ فرما کر سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم سے علم جفر کی اجازت چاہی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاذ اللہ)  
 آپ کو فضول یک کے اجازت فرمائی۔ کیا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شایان شان ہے  
 رَسُوْلُ اللّٰہِ الَّذِیْ ظَلَمُوْا اَنْ مِّنْکُمْ مَّنْ یَّکْفُرُوْنَ

## اعلیٰ حضرت کے ایمان و اسلام

### اکابر علمائے دیوبند کی شہادت

مصنف دھماکہ نے اپنے زعم باطل میں انتہائی جسارت کے ساتھ دھماکہ کے  
 مصنف پر خدا تعالیٰ کو حضور کا غلطی کہنے کی گستاخی، مصنف پر حضرت ثلث ہاں کا خلیفہ  
 رعب - مصنف پر قرآن میں اسلام کو فروعات قرار دینا - مصنف پر اعلیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی اہانت کا دعویٰ - مصنف پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے میاں کہنے کی گستاخی - مصنف پر  
 حضور کو بھلا کہنے کی گستاخی - مصنف پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو بغیر بر فضیلت دینا،  
 اور حضرت یحییٰ بنی سری کو بغیر بر فضیلت دینا - مصنف پر حضرت جلیل القدر امیر کو اللہ تعالیٰ پر  
 فضیلت دینا - مصنف پر حضور کی ختم نبوت کا انکار جس سے سرخاں جہا کر امام اہل سنت مجددین  
 وقت سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ پر افتراء پڑا رہی کی ہے - ظاہر ہے (معاذ اللہ)  
 جس کے ایسے عقائد مولیٰ اور معاذ اللہ جو خدا تعالیٰ کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو  
 جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہو، جو قرآن میں اسلام کو فروعات  
 قرار دیتا ہو، جو ختم نبوت کا انکار کرتا ہو وہ بلاشبہ کافر و مرتد و ائمہ ایمان و اسلام  
 سے خارج ہے۔ اگر سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے عقائد ایسے ہی ہوتے ہیں  
 جیسا کہ مصنف دھماکہ نے ذکر کئے تو یقیناً اکابر علماء دیوبند ان پر کفر و ارتداد کا فتویٰ  
 دے گئے مگر نہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے عقائد ایسے ہیں نہ ان پر اکابر علماء دیوبند نے  
 کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا۔ بلکہ اکابر دیوبند کی تحریروں سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ کے ایمان و اسلام کی شہادت ملتی ہے۔ ملاحظہ ہو:-

(والفضل ما شهدت بہ الاعداؤ)

مولوی محمد انور محدث مدرسہ دیوبند

سابق ریاست بہاول پور میں ایک مسلمان عورت کا شوہر مرزا

ہو گیا تھا۔ اس پر عورت نے عدالت میں شوہر کے ارتداد کی وجہ سے فیسخ نکاح کی



# اعلیٰ حضرت کے ایمان و اسلام

## اکابر علمائے دیوبند کی شہادت

مصنف دھماکہ نے اپنے زعم باطل میں انتہائی جسارت کے ساتھ دھماکہ کے  
 صلی اللہ علیہ وسلم پر فرائض اسلام کو فروعات قرار دینا۔ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت خٹک کا خلیفہ  
 کی اہانت کا دعویٰ۔ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے میاں کہنے کی گستاخی۔ صلی اللہ علیہ وسلم پر  
 حضرت کو باہا کہنے کی گستاخی۔ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو غیر بر فضیلت دینا  
 اور حضرت کو غیر بر فضیلت دینا۔ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جنید بغدادی کو اللہ تعالیٰ پر  
 فضیلت دینا۔ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت کی ختم نبوت کا انکار جسے سرخیاں جھا کر امام اہل سنت و جماعت  
 قتیبہ الدین علیہ السلام پر فرائض اسلام کو فروعات قرار دینا۔ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت کی ختم نبوت کا انکار جسے سرخیاں جھا کر امام اہل سنت و جماعت  
 جس کے ایسے عقائد ہوں اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو  
 جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہو، جو فرائض اسلام کو فروعات  
 قرار دیتا ہو، جو ختم نبوت کا انکار کرتا ہو وہ بلاشبہ کافر و مرتد و ائمہ ایمان و اسلام  
 سے خارج ہے۔ اگر تین یا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے عقائد ایسے ہی ہوتے ہیں  
 جیسا کہ مصنف دھماکہ نے ذکر کئے تو یقیناً اکابر علماء دیوبند پر کفر و ارتداد کا فتویٰ  
 لکاتے مگر نہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے عقائد ایسے ہیں نہ ان پر اکابر علماء دیوبند نے  
 کفر و ارتداد کا فتویٰ لگایا۔ بلکہ اکابر دیوبند کی تحریروں سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ کے ایمان و اسلام کی شہادت ملتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(والفضل ما شهدت بہ الاعداء)

مولوی محمد انور محدث مدرسہ دیوبند

سابق ریاست بہاول پور میں ایک مسلمان عورت کا شوہر مر گیا

ہو گیا تھا اس پر عورت نے عدالت میں شوہر کے ارتداد کی وجہ سے فیسخ نکاح کی

دو گز ہو گا اور اس پر ایک سبز کپڑا چڑھا ہوا تھا جس کے وسط میں سفید روشن  
 بہت جلی تلم سے ل۔ ہ۔ ذی اسی شکل میں لکھے ہوئے تھے جس سے میں نے  
 مطلب نکالا کہ اس کا حاصل کرنا ناپیدان ہے اس سے بقاعدہ جنرا ذی نکل نکلا  
 تھا کہ کو بطور صدر موخر آخر میں رکھا اس کے دریا پانچ ہیں اب وہ اپنی جگہ سے  
 ترقی کر کے دوسرے مرتبہ میں آگئی اور پانچ کا دوسرا مرتبہ پانچ دہائی ہے  
 پچاس جس کا حرف نوں ہے یوں اذن سمجھا جاتا مگر میں نے اس طرف التفات  
 نہ کیا اور لفظ کو ظاہر یہ دیکھ کر اس فن کو چھوڑ دیا کہ اھذ کے معنی میں فصول یک  
 یہ ہے موقوفات کی پوری عبارت جو مصنف دھماکہ کی ہے ایمانی کی تدریس ہو گئی اور  
 کچھ لکچھ بنا دیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ خود فرمایا ہے میں کہ جب میں نے اس علم  
 کی اجازت چاہی اور تہمت پر ل۔ ہ۔ ذی کھا دیکھا تو میں نے خود یہ سمجھا کہ اھذا  
 معنی ہے فصول یک ایک تو یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے خود کھا دوسرے فصول یک  
 علم جفر کو کہا گیا ہے کہ یہ یک ہے ذی اعلیٰ حضرت کو (معاذ اللہ) بارگاہ رسالت سے  
 فصول یک کی تعلیم دی گئی۔ مصنف دھماکہ اس طرح ایسا تاثر دینا عظمت شان رسالت  
 کی سرک توڑ ہے کیا معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فصول یک کی تعلیم دیتے ہیں  
 کفار و مشرکین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت فرماتے رہا دست پر دہان لیکن اپنے  
 ایک نیاز مند امتی کو معاذ اللہ فصول یک کی تعلیم دیں یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے لہذا نا  
 پرے لاکہ علم جفر کو ہی فصول یک کہا گیا تین روز پھر کرا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے علم جفر کو ہی  
 اجازت چاہی تھی مگر مد علم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بندہ بارگاہ کی رہنمائی فرمائی اور  
 علم جفر کو فصول یک فرما کر آپ کو اس سے غفلت رکھا۔ اس سے سرکار اعلیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 دلت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ رسالت میں قدر و منزلت کا پتہ چلتا ہے مگر نجدی کا دماغ  
 کچھ الٹی ہی سوچتا ہے۔ اگر یہی معنی مراد لے جائیں جو مصنف دھماکہ کہتا ہے تو مطلب  
 یہ ہو گا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ تین روز و ظیفہ فرما کر سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وسلم سے علم جفر کی اجازت چاہی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاذ اللہ)  
 آپ کو فصول یک کی اجازت فرمائی۔ کیا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شایان شان ہے  
 رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَن مَّنْکُمْ یَقْدِرُ عَلَیْہِ



۲۲۲ درخواست دی۔ مقدمہ دائر ہوا اور اس میں حضرت مولانا انور شاہ صاحب سابق صدر مدرس و شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کی شہادت کے دوران مرزا کی وکیل نے فتویٰ تکفیر کو بے اعتبار ثابت کرنے کے لئے کہا دیوبندی بریلویوں کو اور بریلوی دیوبندیوں کو کا فر کہتے ہیں۔ اس پر حضرت (انور) شاہ صاحب نے فوراً عدالت کو مخاطب کر کے فرمایا میں بطور وکیل تمام جماعت دیوبند کی جانب سے گزارش کرتا ہوں کہ حضرات دیوبند بریلوی حضرات کی تکفیر نہیں کرتے۔ اکتب حیات انور ۲۳ (مؤلف نامہ نواتی وقت لاہور ۸ جنوری ۱۹۶۶ء) وقت کی پکار قسط ۱۷ از مولوی بہادر الحق قاسمی دیوبندی۔

**مولوی خلیل احمد انیسٹروی و دیگر اکابر دیوبند:** ہم تو ان (بریلویوں) کو بھی جواں قبل ہی جب تک دین کے کسی ضروری حکم کا انکار نہ کریں کا فر نہیں کہتے۔ (المہند منٹ)

ماہیت متذکرہ مولوی خلیل احمد صاحب انیسٹروی اور دیگر اکابر علماء دیوبند کے نزدیک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے کسی ضروری دینی مسئلہ کا انکار ثابت نہیں اصرار کے نزدیک بریلوی الی قبلہ میں اس لئے وہ بریلویوں کی تکفیر نہیں کرتے۔

نوٹ :- اس کتاب پر دیوبندی شیخ الہند مولوی محمد الحسن صاحب دیوبندی عظیم الاقت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب - مولوی محمد اسد صاحب سابق مہتمم مدرسہ دیوبند - مولوی عاشق الہی صاحب میرٹھ مصنف تذکرۃ الرشید مفتی کفایت اللہ صاحب جیسے اکابر علماء دیوبند کی تصدیقات موجود ہیں۔

**مولوی اشرف علی تھانوی :-** شاہ اشرف علی صاحب تھانوی کا قول ہے کہ کسی بریلوی کو کا فر کہا جائے اور نہ آپ نے کسی بریلوی کو کا فر کہا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت تھانوی ایک بڑے جلسے سے خطاب کر رہے تھے کہ خبر ملی مولوی محمد رضا خاں بریلوی انتقال کر گئے ہیں۔ آپ نے تقریر کو ختم کر دیا اور اسی وقت خود اور اہل جلسہ نے آپ کے ساتھ مولوی احمد رضا کیلئے دعا کی اور حضرت

۲۲۳ فرمایا۔ (ہفت روزہ چٹان لاہور - ۱۵ دسمبر ۱۹۶۲ء ص ۱۹)

**عشق رسالت کے باعث احترام** مولانا احمد رضا بریلوی نے مولانا انیسٹروی (مولوی اشرف علی تھانوی) کا لکھتے رہے۔ مولانا تھانوی نے فرمایا میرے دل میں احمد رضا کے لئے بھید احترام ہے وہ ہیں ۷ فرکتا ہے لیکن عشق رسول کی بنا پر کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا۔ (ہفت روزہ چٹان لاہور - ۲۳ دسمبر ۱۹۶۲ء)

**تناقضاء** حضرت تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھ کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو پڑھ لیتا۔ (چٹان لاہور - ۱۱ جنوری ۱۹۶۲ء)

**عدم تکفیر و جواز اقتداء** ایک شخص نے (تھانوی صاحب سے) پوچھا کہ ہم بریلی والوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہو جائیگی یا نہیں۔ فرمایا۔ ہاں (ہو جائیگی) ہم ان کو کا فر نہیں کہتے اگرچہ وہ ہم سے کہتے ہیں (قصص اکابر ص ۹۹) مہاشین حکمت معروف ہمارے بعض مصطفائی مجلس منجاء و دہم ص ۱۱۱ حضرت (حماد اللہ) بابجوی (دیوبندی) کہتے تھے ان (بریلویوں) کی بڑائی میری مجلس میں سرگز نہ کرو۔ وہ حجب رسول اس کی وجہ سے ہمارے متعلق غلط فہمیوں کا شکار ہیں۔ (ہفت روزہ خدام الدین لاہور - ۵ مئی ۱۹۶۲ء)

**امامت** فتاویٰ رضویہ مولانا امام احمد رضا خاں بریلوی - (۱۸) (ہفت روزہ خدام الدین لاہور - ۱۸ اگست ۱۹۶۲ء)

**مولوی محمد احسن نانوتوی** مولانا محمد احسن نے (ایلی حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے والد ماجد) مولوی نعمی علی خاں (بریلوی) کو عید گاہ سے یہ پیغام بھجوایا کہ میں نماز پڑھنے کو آیا ہوں ٹھکانا نہیں چاہتا۔ آپ اشرف لایئے جسے چاہے اما کر لیجئے میں اس کا اقتداء کروں گا (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۸۷)

خود مصنف دھماکہ ص ۷ پر لکھتا ہے بریلوی مسلمانوں کا نکاح برہن



پڑھا سکتا ہے۔  
اب مصنف دھماکہ خود بتاتے کہ اکابر علمائے دیوبند کے ان اقوال کی روشنی میں اس کے خدا و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بے ادبی و گستاخی کے الزامات اور اسلام کے مقابلہ میں جگہ جگہ بریلوی مذہب کی اسلام سے علیحدہ ظاہر کرنے کی کیا حقیقت ہے ؟ اگر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدرے متروہ واقعی ایسے تھے جیسا کہ مصنف دھماکہ کرنے لگا تو پھر کونسی دلیل شرعی سے ان کو مسلمان اور ان کی اقتداء میں نماز ادا کیلئے دعا مغفرت کو جائز سمجھا گیا۔  
صاف ظاہر ہے کہ اگر مصنف دھماکہ کے اکابر سچے میں تو یہ بد بخت خود مختار اور کذاب ہے۔ اور اگر نرم خویش خود سچا ہے تو پھر اس کے اکابر بڑے جاہل و مرتد ہیں جن پر مصنف دھماکہ کے کلمہ کا انکشاف نہیں ہوا اور وہ تواتر و تسلسل کے ساتھ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کو اسلام و ایمان اللہ میں رسالت کی شہادت دے رہے ہیں۔

## مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی شیخ کے کچھ ذاتی حالات

گناہ قاسم برگشتہ بخت بد الطوار  
بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی شیخ کی ولادت سوانح قاسمی کے مطابق ۱۲۴۵ھ ہجری کے کسی مہینہ میں ہوئی (سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۴)۔  
آپ کے والدین نے آپ کا نام خورشید حسین رکھا تھا مگر آپ نے محمد قاسم رکھ لیا۔ سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۴ پر لکھا ہے کہ آپ کا تاریخی نام خورشید حسین تھا۔ والد مدرسہ دیوبند کے والد کا نام اسد علی۔ دادا کا نام ملک شاہ تھا۔ یہ دونوں نام مصنف دھماکہ کے مطابق شیعہ طرز میں ہیں۔ اور پیداوار کا نام بریلوی طرز پر یعنی محمد قاسم تھا۔ ان کے ایک بھائی خواجہ بخش تھے (سوانح قاسمی ص ۱۱ و ۱۲)۔

آپ کے آبا و اجداد شاہجہانی عہد میں جاگیردار کرنا لڑتے تھے (ص ۱۱)۔  
مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی جوڑ توڑ کا کبیلہ کیسے تھے (سوانح قاسمی ص ۱۲)۔

یہی وجہ ہے کہ وہ اور ان کے متعلق جوڑ توڑ کے فن میں ماہر ہیں اور تحریف و خیانت میں معزین مجدد اور حکم نامہ حامل ہے۔ آپ کے خاندان کے اکثر لوگ شیعہ ہو گئے تھے (سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۴)۔

آپ خود بھی اکثر شیعوں کے جلسہ میں آتے ہلتے تھے (ارواح ثلاثہ ص ۳۱)۔  
مولوی محمد قاسم صاحب کو اکثر گستاخانہ خواب نظر آتے تھے جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں۔ میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ گویا میں اللہ جل شانہ کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں (سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۴)۔

کتاب ارواح ثلاثہ میں یہ روایت بھی پائی جاتی ہے۔ مولانا (محمد قاسم) نے ایک خواب ایام طالب علمی میں دیکھا تھا کہ میں (معاذ اللہ) خانہ کعبہ کی بخت کھڑا ہوں اور مجھ سے ہزاروں ہجری جاری ہو رہی ہیں۔ (ص ۱۴ و سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۴)۔  
مولانا نانوتوی نے خواب میں دیکھا تھا کہ خانہ کعبہ کی بخت پر کسی اونچی شے پر بیٹھا ہوں (معاذ اللہ) سوانح قاسمی ص ۱۴ بحوالہ ارواح ثلاثہ ص ۱۴)۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب کا انگریزی مدرسہ دہلی سے بھی تعلق رہا (تذکرہ علمائے ہند فارسی ص ۲۱ نوٹ کشور پریس لکھنؤ ص ۱۹)۔

یہاں وجہ ہے کہ آپ نے آخر دم تک انگریز کا حق نمک ادا کیا اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی اہم خدمات سر انجام دیں۔ آپ کے ایک معصوم عقیدہ مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی بھی (انگریزی) سرکاری ملازمت پر تھے بعد میں بیکدوش ہو گئے (تذکرہ مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۱۹)۔

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کچھ زیادہ ذہین نہ تھے۔ انہوں نے مطبع مجتہبان میرٹھ میں ملازمت اختیار کر لی اور چھاپہ خانہ میں ملازم ہو گئے (کتاب مولانا محمد احسن صاحب نانوتوی ص ۲۱)۔

مولوی رحمان علی صاحب مصنف تذکرہ علماء ہند آپ کے دہلی کے انگریزی مدرسہ سے تعلق کے بارے میں لکھتے ہیں۔

”بعد از فراغ علوم چندے بدرسہ انگریزی واقع دہلی گرفتہ“  
آپ کا سوانح نگار مولانا احسن گیلانی لکھتا ہے۔ بقول مولانا ناہید ایسا معلوم ہوتا







مذکورہ بالا احوال جانتے والے شخص بڑا کہ تھوڑا انسان کی کفریہ عبارت پر صرف سہونا  
 اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے مواخذہ نہ فرمایا بلکہ آپ سے پہلے بھی علماء اس کا  
 ردِ بلیغ فرمایا ہے لیکن نانو تووی صاحب کے عقیدے میں تو یہ نہ تھی۔ مولوی محمد قاسم صاحب  
 نانو تووی فرض و واجب تو نہیں..... تقریباً قوائیم کے رنگ میں لوگوں سے  
 یہ روایتیں نقل کی جاتی ہیں کہ دوسروں کے خیال سے آپ لفظ نمازوں کو بھی ترک فرما دیا  
 کرتے تھے۔ (سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۳۹۵)  
 بعض اوقات ناجائز یا مشتبہ آمدنی رکھنے والوں کی دعوتوں میں شریک  
 ہونے پر آپ کو مجبور بنا دیتا تھا۔ شریک بھی ہوتے تھے اور دعوت کرنے والے کی  
 تسلی کے لئے کہ تلافی بھی فرمائیے تھے لیکن گھری سچ کر خالص صاحب کی شہادت ہے  
 کہ نہ کرتے تھے۔ (سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۳۹۵)  
 مولوی محمد قاسم صاحب اپنے مہمانوں کا خاص خیال رکھتے تھے اور حقیقیہ دلوں  
 کو پہچان لیتے تھے۔ ان کو حقہ خود بخیر کر دیتے تھے۔ (سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۳۹۵)  
 آپ شیرینی ختم کے بھی قائل تھے۔ چنانچہ لکھا ہے: رمضان کا چاند دیکھ کر مولوی  
 صاحب نے قرآن شریف یاد کیا تھا۔ اول وہاں سنا یا اللہ جہاز میں کیا سیر تھا بعد عید کا پہلی کر  
 حلوائے مسقط خرید فرما کر شیرینی ختم دوستوں کو تقسیم فرمائی (سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۳۹۵)۔  
 آپ کا حلیہ آپ کے سوانح نگار نے یوں لکھا ہے: قصہ سے واضح چمک نوردار  
 تھے: (مذہب منصور صفحہ ۱۹۵) "میانہ قدر نہ موٹے اندام بالکل لافریض تھے۔  
 حکیم مولوی منصورؒ مال فرماتے ہیں کہ آپ کا رنگ سا نولا تھا واللہ اعلم اپنے ان  
 الفاظ سے ان کی کیا مراد ہے۔ (سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۳۹۵)  
 مولوی صاحب کو اپنی دست بوسی اور قدم بوسی کروانے کا بھی بہت شوق تھا۔ ان  
 کا سوانح نگار لکھتا ہے: ان کی دست بوسی اور قدم بوسی کے واسطے ہاتھ اور سر شریک  
 نزاکت اور خوبصورتی کا کافی تھی۔ وہ کچھ ایسے موزوں اور دلکش تھے کہ بے اختیار بوسہ  
 دینے کو ہی جہاں تھا..... ان کی سی نزاکت اور دبیری کسی مشرقی میں بھی  
 نہ دیکھی۔ (سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۳۹۵)  
 آپ کا سوانح نگار لکھتا ہے: جب آپ بیمار ہوئے غفلت کی شدت لہر لہر

سے بڑھتی ہی چلی جاتی تھی..... جب لہر کا وقت آیا..... پکارنے  
 والے پکار رہے ہیں۔ یاد دلا رہے ہیں یاد دلا رہے ہیں کہ (حضرت انورؒ کی نماز کا وقت  
 ہے۔ مصنف امام موجود تھے کہتے ہیں کہ زمانہ کے لئے کہا تو سوائے اچھا کے اور کچھ نہ  
 کر سکے نہ تنہا کی طرف توجہ ہوئی نہ نماز کی طرف۔ (سوانح قاسمی جلد دوم صفحہ ۳۹۵)  
 سوانح نگار لکھتا ہے جب آپ کے مرنے کا وقت قریب آیا تو سرور کائنات (نام اللہ علیہ السلام)  
 حضرت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم خلفاء اربعہ راشدین تشریف لائے اور فرشتے بھی نظر آئے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرسی پر تشریف فرما تھے۔ خلفاء اربعہ راشدین کھڑے تھے۔  
 سامنے ایک پتنگ پر دیکھا مولانا (نانو تووی) آئے (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 آپ کی پیشانی کو بوسہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے اے حبیب آلے میں کیا دیر ہے۔  
 (سوانح قاسمی جلد دوم صفحہ ۳۹۵)  
 خواب میں ان صاحب نے دیکھا..... ان کو حضورؐ ہوا کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک مولانا (نانو تووی) کے جسم مبارک میں سماتا مشروط ہوا۔  
 یہاں تک کہ حضورؐ رسول اللہ علیہ وسلم کا ہر عضو مولانا میں سما گیا الا سر مبارک۔ (سوانح  
 قاسمی جلد دوم صفحہ ۳۹۵)  
 مولوی محمد قاسم صاحب کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے۔ جب مولوی صاحب  
 کی موت کا وقت قریب آیا تو آپ نے مولوی محمود الحسن صاحب سے کہا مجھے کہیں سے  
 لکڑی لا کر کھلاؤ۔ (ارواح ثلاثہ صفحہ ۲۴۱)  
 چنانچہ آپ لکڑی کھاتے کھاتے دنیا سے رخصت ہوئے جبکہ حقیقی نورگان دین  
 اولیائے کاہن علمائے عاقلین کی زبان پر وقت آخر کلمہ طیبہ۔ اللہ جہاد کو کہتے ہیں۔  
 دیوبندیوں کا کہنا ہے۔ مولوی محمد قاسم صاحب کی وفات، وفات سرور عالم کا  
 نور تھی اور اس مصرع سے آپ کی تاریخ وفات نکال گئی نظر وفات سرور عالم کا یہ نور ہے  
 (سوانح قاسمی جلد دوم صفحہ ۳۹۵)  
 ۴۴ جمادی الاول ۱۲۹۶ ہجری بمطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۷۸ء بمطابق ۱۲۹۶ھ  
 ہوا۔ (کتاب مولانا محمد احسن نانو تووی صفحہ ۲۲۵)  
 مصنف سوانح قاسمی لکھتا ہے ایک قیامت ہو یا ہو گئی..... مولوی



صاحب کے انتقال کا سام و الم کہیں نہ دیکھا تھا ایک ماتم عام تھا.....

دست نہ تھی۔ مدرسہ دیوبند میں لاکر جنازے کو رکھا (سوانح قاسمی جلد ۱ ص ۱۳۱)۔  
سینکڑوں آدمی جنازہ کو اٹھانا چاہتے تھے۔ چارپائی چھوڑ کر گئے لگی..... بہت  
آدمی جنازہ میں کبیل پوش فقرہ موجود تھے۔ مصنف امام کا بیان ہے کہ مغرب سے پہلے

نماز ہوئی (سوانح قاسمی جلد دوم ص ۱۳۱)۔  
لکھا ہے ایک عبرت انگیز مشاہدہ یہ بھی تھا کہ کبیل پوش فقرہ جو اچانک غلہ ہلے  
کہاں مٹ آئے تھے نماز اور دفن کے وقت تو دیکھے گئے لیکن نکلتے ہیں کہ بعد دفن سب  
غائب ہو گئے۔ دفن کے بعد نماز غائب ہو جانے والے رجال کون تھے؟ کہاں سے  
آئے تھے کہاں چلے گئے؟ اس کا جواب کیا دیا جاسکتا ہے (سوانح قاسمی ص ۱۳۱)۔  
سوانح قاسمی جلد ۲ ص ۱۲۸ و ۱۲۹ کے درمیان ایک فوٹو لگا ہوا ہے۔

جس میں ایک ادنیٰ قبر کے سامنے ایک بہت بڑا پتھر لگا ہوا ہے۔ لکھا ہے ایک دفعہ نہیں،  
متعدد مواقع پر مشاہدہ کرنے والوں نے وفات کے بعد دیکھا کہ مولانا (قاسم) نانوتوی  
رحمۃ اللہ علیہ حبیبہ غفری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے۔ (سوانح قاسمی  
جلد دوم ص ۱۳۱ و ارواح ثلاثہ ص ۱۳۱)

بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کی مختصر سوانح عمری میں نے ان  
کے سوانح نگاروں کے مستند حوالوں سے بیان کی ہے۔ قارئین کرام! کو اس سے دیوبندی  
دہائی عقائد کی حقیقت کا پتہ چلے گا۔ جو امور حضرات اولیاء اللہ قدس است اسرار رحمہم کے  
تھے کفر و شرک و بدعت اور ناسمجھی جیسے ہاتھ میں۔ وہ سب کمالات بانی مدرسہ دیوبند  
میں موجد بتائے جاتے ہیں۔ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے تحذیر الناس نامی ایک  
کتاب لکھ کر مسلمانان ہند میں فتنہ کی بنیاد ڈالی۔

اس کتاب سے مرزا قیوم، قادیانیوں اور دیگر جدید نبوت کے بانیوں کو بہت  
فائدہ پہنچا۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب نے اپنے نام نہاد دعویٰ نبوت  
کی بنیاد تحذیر الناس پر رکھی۔ (ملاحظہ ہوں قادیانی کتب)

مولوی محمد قاسم صاحب نے ختم نبوت کے وہ حقیقی بتائے جو آج تک مسلمانوں  
میں رائج نہ تھے اور تمام علماء و فقہاء و متقدمین و متاخرین کی تصریحات اور خود سرکار رسالت

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان لاینبی بعدی کے سراسر منافی تھے۔ خود بانی مدرسہ  
دیوبند کی سوانح قاسمی میں ہے۔

”نیز اسی زمانہ میں تحذیر الناس نامی رسالہ کے بعض دعاوی کی وجہ سے  
بعض مولویوں کی طرف سے خود سیدنا امام الکبیر (مولوی قاسم) پر طعن و تشنیع کا سلسلہ  
جاری تھا۔“ (جلد اول ص ۱۳۱)۔

تحذیر الناس کی عقیدہ ختم نبوت کے منافی عبارات یہ ہیں جن پر اکابر علماء عرب و  
عجم نے فتویٰ صادر فرمایا۔

”اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ وقت نہ ہو۔ سو حوالہ  
کے خیال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ  
کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدیم یا تاخیر زمانی  
میں بالذات کچھ فضیلت نہیں بھر مقام مدح میں و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمایا  
اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔“ (تحذیر الناس ص ۱۳۱)

اگر بالشرعی بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت  
مختصیٰ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس ص ۱۳۱)

قارئین کرام! سنجیدگی کے ساتھ دیوبندی مذہب کی حقیقت پر غور کریں اور  
از راہ انصاف خود فیصلہ کریں کہ قادیانی کذاب کی نام نہاد نبوت کو تقویت پہنچانے  
والا کون تھا۔؟



انجمن تبلیغ الاسلام بریلہ فورڈ اور المحضر ت کافتری

کے شاہ فیصل کے افسر تک قتل کے پردہ میں پھر انجمن تبلیغ الاسلام بریلہ فورڈ کو سچ میں  
 ہاکو دیو بند کی حریم کا حق پر ثابت کرنا چاہا ہے اس کا مفصل و مدلل جواب ابتدائی اوراق  
 میں گزر چکا وہاں علامہ حضرت علیہ الرحمۃ کا فتویٰ جو دھماکا منشا پر نقل کیا گیا ہے  
 وائید دیو بند کے مستقل ہے اور حکم کفر تحذیر اس س۔ حفظ الایمان۔ برائے ان قاطعہ کے مرقع  
 اور ان کے مستحقین پر ہے۔ اگر کسی نے ایصال ثواب کیا تو یہ اس کا انفرادی فعل ہو سکتا ہے  
 پوری جہت سے اس کی ذمہ داری عائد نہیں ہو سکتی مگر ایسا بھی ثابت نہیں سٹ۔ فیصلہ  
 محمد بن عبد الوہاب نجدی کے متعلق مولوی حسین احمد مدنی قندھار مدرسہ دیوبند۔ مولوی ابو  
 کاثری شیعہ اہل مدرسہ دیوبند۔ مولوی خلیل احمد انصاری وغیرہ کے حوالہ جات استنادی  
 اوراق میں گزر چکے۔ اکابر دیوبند خود کون سا نجدی و دایروں کو اچھا سمجھتے ہیں عرفان شریعت  
 ص ۱۱ کے فتویٰ سے مصنف دھماکا جو کچھ ثابت کرتا چاہتا ہے وہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا مصنف  
 دھماکا نے اپنے ذمہ باطل میں سیدنا حضرت علیہ الرحمۃ پر (وہاں اللہ) بارگاہ رسالت میں گستاخی  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی گئی ہے اس کا الزام عائد کیا ہے اور یہ شخص حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے وہ کافر و مرتد ہو جاتا ہے لیکن ہم ثابت  
 کرتے ہیں کہ جب امام اہل سنت سیدنا حضرت قاضی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا  
 وصال شریف ہوا تو یہ اصحاب پاکر دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب قاری  
 نے دعا و مغفرت کی دعا پڑھ لی۔

المحضر ت کیلئے دیوبندی حکیم الامت کی دعائے مغفرت

شاہ اشرف علی صاحب  
 قاری کا قول ہے کہ کسی بریلوی کو کافر نہ کہو اور نہ آپ نے کسی بریلوی کو کافر کہا۔ ایک دفعہ  
 کا کہے کہ حضرت قاری ایک بڑے جلسے سے خطاب کر رہے تھے کہ جنرل مولوی احمد  
 رضا خان بریلوی انتقال کر گئے ہیں آپ (مولوی اشرف علی قاری) نے تقریر کو ختم کر دیا  
 اور اسی وقت خود اور اہل جلسہ نے آپ کے ساتھ مولوی احمد رضا کے لئے دعائے مغفرت  
 فرمائی۔ (مہلت مدہ چنان لاہور ۱۵۴۱ھ ۱۹۲۱ء کالم ۱۵)

اب مصنف دھماکا بتائے تمام دیوبندی قوم کے حکیم الامت مولوی اشرف علی قاری  
 صاحب المحضر ت مدبری قدس سرہ کے لئے دعا و مغفرت کو کافر و مرتد کہتے ہیں؟

اقول و آخر خیانت اور ہے ایمانی

دھماکا کے منہ پر مصنف نے انتہائی خیانت  
 اور ہے ایمانی سے "مولانا احمد رضا خان بریلوی کے کچھ ذاتی حالات بیان کیے ان میں جو  
 خیانت اور جھوٹ ہے اس طرح ہیں۔ مولانا احمد رضا ۱۲۴۱ھ ۱۸۲۵ء مطابق ۱۲۴۲ھ  
 مدبری میں پیدا ہوئے قوم بریلوی سے تعلق رکھتے تھے دھماکا کہ قوم بریلوی نہیں بلکہ آپ  
 قندھار کے نو قریب بریلوی کے پٹھان خاندان سے تھے آپ کا شجرہ نسب احمد رضا۔  
 بن نقی علی۔ بن رضا علی۔ بن کاظم سے چلتا ہے۔ خاندان کے اکثر نام شیعہ طرز پر ہیں  
 معلوم ہوتا ہے علی کے نام کا یہ دشمن خارجی بھی ہے اگر یہاں علی کا نام گرامی شیعیت  
 کی طرز ہے تو اشرف علی قاری۔ احمد رضا علی دیوبندی۔ احمد علی دیوبندی وغیرہ کے نام بھی  
 شیعہ طرز پر ہیں انہیں ۱۹ والدین نے آپ کا نام مختار رکھا تھا آپ نے بدل کر احمد  
 رضا رکھ لیا دھماکا آپ کا تاریخی نام الفت رضا حسن ولادت ۱۲۴۲ھ پر ولادت  
 کرتا ہے حقیقی نام گرامی احمد رضا ہی تھا۔ اہل ہرگز آپ نے اپنا نام تبدیل نہ فرمایا۔  
 جیسا کہ بان مدرسہ دیوبند کا تاریخی نام خورشید حسین تھا سوانح قاسمی ص ۱۱۱ جلد ۱  
 عام استعمال کے لئے محمد قاسم رکھا۔ کیا اس کو یہ کہا جائے گا کہ بانی مدرسہ دیوبند نے  
 والدین کا رکھا ہوا نام خورشید حسین تبدیل کر کے محمد قاسم اپنا نام رکھ لیا تھا (اگر نہ  
 کے ان آپ کے خاندان کی بڑی عزت تھی ۱۵۵۱ھ کی جنگ کے بعد جب انگریزوں نے  
 برائے تسلط پایا تو بریلی کے سب بااثر حضرات نے بریلی کو خیر آباد کہہ دیا تھا لیکن مولانا احمد  
 رضا کے دادا رضا علی کو انگریزوں سے کوئی خطرہ نہ تھا صاحب سوانح مکتبہ مسلمانوں  
 کو گرتا کر کے تختہ دار پر چڑھایا عار ہا تھا مولانا رضا علی خان صاحب اس زمانہ میں بریلی  
 کے محدث و غیرہ میں قیام فرماتے شہر کے بڑے بڑے بااثر لوگوں نے گھروں کو خیر آباد کہہ دیا  
 تھا اور دیہاتوں میں جا کر رہائش پزیر گئے مولانا صاحب نے باوجود لوگوں کے اصرار کے  
 بریلی نہ چھوڑی سوانح المحضر ت ص ۱۵۵ دھماکا اس پوری عبارت کے کسی جملہ کسی نقطہ کسی  
 حرف سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انگریزوں کے ان آپ کے خاندان کی بڑی عزت تھی



و حکام کا عہد مصنف کی جانے سیدنا الطہرت امام اہل سنت علیہ الرحمۃ کے جد امجد ولی کامل تھے  
یہ تو ان کی ایمان افزہ ذکر امت ہے کہ سب لوگ بریلی چھوڑ گئے اور وہ ڈنٹے رہے اور  
انگریز ان کا کچھ دنگاڑا سے

ہوا تھی گو تہ و تیز لیکن چرخ اپنا جلا رہا تھا

وہ مرد درویش جس کو حق نے دیکھتے انداز خسروانہ

ان پر توکل اور بے خوں کو انگریزوں کے ہاں بڑی عزت کا نام دیا جاسکتا۔ اور پھر  
انگریز ایکسٹی تو خود دیوبندی وہابی علماء کا اپنا ہی کام ہے ملاحظہ ہو۔ اتنی بات ہے کہ اس  
(۱۸۵۷ء) گجرات کے زمانہ میں جب مام لوگ بند کو انڈوں گھر میں بیٹھے ہوئے کا پتہ  
تھے حضرت امام ربانی (مولوی رشید احمد گنگوہی) اور دیگر حضرات (اکابر دیوبند) اپنے  
کاروبار نہایت اطمینان کے ساتھ انجام دیتے اور جس شکل میں اس سے قبل مصروف تھے  
بدستور ان کاموں میں مصروف رہتے تھے کبھی ذرا بھر بھی اضطراب پیدا نہیں ہوا اور کسی  
وقت جبر پر تشویش لاحق نہیں ہوئی۔ ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی  
درشید احمد گنگوہی صاحب) اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم اور حبیب روحانی اعظم حضرت  
عابدی صاحب دینیز حافظ صاحب کے ہمراہ تھے کہ بند و قیروں سے مقابلہ ہو گیا یہ خبر آنا  
دلیرانہ جتنا اپنی سرکار و گورنمنٹ برطانیہ کے حق لہروں کے ملتے سے بھاگنے یا ہٹ جانے  
والا تھا اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پڑا ہوا کرڈٹ گیا اور سرکار پر جان نثاری کے لئے تیار  
ہو گیا۔ (تذکرۃ الرشید جلد اول صفحہ ۵۰) مولوی عاشق الہی صاحب بریلی دیوبندی  
گجرات کے زمانہ میں آزادی سے کاروبار کرنے والے گورنمنٹ برطانیہ کو اپنی  
سرکار ماننے والے۔ انگریزوں پر جان نثاری کرنے والے علماء دیوبند ہی تھے اور یہ مہمانی  
سے الزام سیدنا الطہرت علیہ الرحمۃ کے جد امجد امام العلماء برہان الصمد مولانا رضا علی خاں  
صاحب قدس سرہ کو دیا جا رہا ہے۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی

آگے لکھتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے والد مرزا غلام مرتضیٰ نے بھی ۱۸۵۷ء میں  
انگریزوں کی بڑی خدمات سرانجام دی تھیں جن کا مرزا غلام احمد نے بڑی تفصیل سے ذکر  
کیا ہے مرزا غلام احمد کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر انگریزی مملداری کی ان خدمات میں  
اپنے آپ کے ساتھ تھے۔ مولانا احمد رضا خاں کے پہلے استاد مرزا غلام قادر تھے جو

آپ پر دل و جان سے قربان تھے۔ صاحب سوانح لکھتا ہے الطہرت کے استاد الطہرت  
مدہ مان پھر دیکھتے تھے سوانح الطہرت بریلوی ص ۳ (حالا کہ مرزا غلام احمد قادیانی مردود  
کا مردود بھائی مرزا غلام قادر اور شخص تھا اور سیدنا الطہرت علیہ الرحمۃ کے استاد و محترم  
جناب مرزا غلام قادر بیگ رحمت اللہ علیہ اور بھگ ہیں۔ کیا ایک جیسا نام ہر نامی باوث طبع  
ہے کہتے ہی دیوبندیوں و دہلویوں کے نام غلام قادر ہوں گے کیا یہ سب باعث حاکمت  
ہیں؟ ہاں! ہاں! چھوڑنے کا معاملہ تو وہ ان کی ذات استقامت و قابلیت کی وجہ سے  
ہے نہ محبت سیدنا الطہرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت محترم مرزا غلام قادر بیگ  
رحمت اللہ علیہ کے پاس پڑھنے بٹھایا تھا الطہرت علیہ الرحمۃ کی عمر شریف بیشکل چھ سات  
سال ہوگی اور حضرت مرزا غلام قادر بیگ صاحب علیہ الرحمۃ کی عمر شریف اسی سال تھی  
ولامعی اللہ سرکار ایک ایک بال سفید تھا حیات الطہرت ص ۳۲ جلد اول) جان  
چھوڑنے سے جو مرد درویش مصنف و حکام مراد لیتے ہیں وہ اکابر علماء دیوبند کا دھیرہ اور  
ان ہی کی شایان شان ہے ملاحظہ ہو۔

### علماء دیوبند کی اخلاقی حالت

مولانا منصور علی صاحب مرحوم مراد آبادی  
حضرت (قاسم) نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے کاہنہ میں سے تھے۔ انہوں نے اپنا  
واقعہ خود بھی محمد سے نقل فرمایا کہ مجھے ایک روز کے سے عشق ہو گیا اور اس قدر اس کی محبت  
نے طبیعت پر ظہر پایا کہ رات دن اسی کے تصور میں گزرتے گئے (الاجل ارواح ثلاثہ ص ۲۹)  
حکایت ص ۲۵۱)۔ واقعہ تو شاگرد کا تھا خود استاد نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند  
کی اپنی حالت یہ تھی۔ "بچوں سے پھیر چھاڑ بھی فرماتے تھے۔" جمال الدین صاحب زادہ  
مولانا محمد یعقوب سے جو اس وقت انکل ہی بچے تھے بڑی ہنسی کیا کر سکتے تھے کبھی  
ٹو لیا کرتے کبھی کر بند کھول دیتے تھے (سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۹) جب بانی مدرسہ  
دیوبند کی بچوں سے یہ حالت تھی تو لوگوں سے کیا معاملہ ہو گا اس کا حال اللہ جانے یا خود  
بانی مدرسہ دیوبند جانیں۔ قاری میں کلام خود بھی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بانی مدرسہ دیوبند کو لوگوں  
کے کر بند کھولنے کا کس طرح پڑا ہوا تھا۔ اپنے حال پر دوسروں کو محمول کرنے والوں  
کی اپنی زندگی کیسے گزری ان دو واقعات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ بات



(لوگوں اور بچوں تک ہی محدود ہیں۔)

بڑوں کی مشق بازی کرتے تھے۔ حضرت گنگوہی نے حضرت تاتوڑی سے محبت آمیز

برہم میں فرمایا کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ حضرت تاتوڑی کچھ شراب سے گئے مگر حضرت (گنگوہی)

نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ لیٹ گئے اور سوتا تا کہ طرف کو دھکے لگا کر اپنا اٹھان

کے سینے پر رکھ دیا جسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تکیں دیا کہ تمہارے سوا اور کون

فرماتے ہیں کہ میاں کیا کورھے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت نے فرمایا

لوگ کیسے کہنے دو۔ (اردواح مثلاً ص ۲۳۱ حکایت ۲۳) یہاں سے قارئین کرام خود اندازہ

لگا لے سکتے ہیں وہ کیا کہہ رہے تھے کس نے ان کی طرف کو دھکے لگا کر اپنا اٹھان کے سینے پر

رکھ رہے تھے اور وہ کیوں بار بار روک رہے تھے لیکن ان کو دیکھنے والوں کی بھی پروا نہ تھی

ہم اس پر کچھ تبصرہ نہیں کرنا چاہتے۔ قارئین کی موابد پر چھوڑتے ہیں) اس کے بعد مصنف

دھماکہ ایک واقعہ کا مذاق اڑاتے ہوئے لکھتا ہے مولانا احمد رضا لکھتے ہیں میں نے خود دیکھا کہ

گاز میں ایک لڑکی بیٹھ کر تھی اس کی ضمیمہ قیاس کا دودھ اس نے نہ چھڑایا تھا

ماں ہر چند منع کرتا وہ نہ سنا اور قیاس پیمانی پر چڑھ کر دودھ پینے لگی دھڑلے

حصہ سوم ص ۲۳۵) اس پر مصنف دھماکہ لکھتا ہے یہ تو کتنا ہے جو لگا ہوا ہے۔ میں

غیر عزم و قوت سے پہنچی ہوں وہ جوانی میں ۱۸ سال کی لڑکی کو اور اس کی ماں کے سینہ کے لیے

دیکھتی ہوں گی یہ سوچنے کی بات ہے وہاں لڑکی کا دل میں ایک اتفاق امر ہو سکتا ہے جیسا

کہ مولانا دیہاتوں میں گاؤں کی عورتیں پرہیز نہیں کرتیں سیدنا حضرت گاؤں میں تشریف

لے گئے ہوں اور اتفاقاً ایسا واقعہ پیش آگیا ہو مگر معمول کے مطابق پابندی کے ساتھ

دھماکہ کی تفصیل کے مطابق دیکھنا اور اس کو جائز سمجھنا تو اس واقعہ سے ثابت نہیں ہوتا؟

اور پھر کسی کو سینہ پر چڑھا دیکھنا اور بات ہے اور خود سینہ کھلا دیکھنا اور بات ہے

دیکھنا تو ایسا ہے تو ہم لایعینہ ہوں۔ کیا دیوبندی مفتی محمد امجد علی غلام غوث

ہزاروی اسماعیلی کی ہے پر وہ ممبر غلام کو نہیں دیکھتے اور کیا آپس میں سوال و جواب نہیں کرتے

حالانکہ مولانا حضرت کا دیکھنا ایک اتفاق امر اور اسماعیلی میں روڈیہ کا معمول ہے خود مصنف

دھماکہ ص ۲۵ پر اپنی کھلا لکھتا ہے کہ وہ کیر شریف میں مولانا سے ملائے والی ملائے والی

کو دیکھتا تھا۔ اردواح مثلاً ص ۲۳۷ کے حوالہ سے لڑکا ہے کہ مولوی محمد قاسم تاتوڑی اور مولوی

محمد یعقوب کے پاس رہتے تھے اور ان کی سیانیاں تو بیٹھنے کو آتی تھیں اور مٹھانی بھی

بیٹھاتی تھیں کیا وہ نہیں دیکھتے تھے؟ اگر نہیں دیکھتے تھے تو کیسے انہیں چہرہ مل گیا یہ رند

ہے اور اس کی شکی سیانیاں ہے!

دیوبندی پیر کے مُنہ پر پیشاب

اچھٹے ذکرة الرشید حصہ دوم ص ۲۳۷

پیر ہے۔ ایک بار ارشاد فرمایا کہ حافظ

خاص علی جہاں آبادی کی سہارنپور میں بہت رشتیاں (گھریاں) تھیں ایک بار سہارنپور

میں کسی رندی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ سب سر پہ نیاں اپنے میاں صاحب کی

زیارت کے لئے حاضر ہوئے مگر ایک رندی نے ان میاں صاحب پر دھکے لگا کر نکل کر

رندیوں سے جواب دیا میاں صاحب ہم نے بیٹھ کر کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو

جہیں اس نے کہا میں بہت گنہگار ہوں اور بیت رو سیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ

دھماکہ میں زیارت کے قابل نہیں۔ میاں صاحب نے کہا نہیں میں تم اُسے چارے پاس

ضرورتاً چنانچہ رشتیاں اُسے لے کر آئیں جب وہ سائے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا

لی تم کیوں نہیں آتی؟ اُس نے کہا حضرت رو سیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوں

شرماتی ہوں۔ میاں صاحب بولے لی تم شرماتی کیوں ہو کہنے والا کوٹ اور کراٹے والا

کوٹ وہ تو رندی والا ہے رندی ہی سن کر آگ بگولہ ہو گئی اور خفا ہو کر کہا لا حول ولا

قوة الا ہاتھ اگرچہ میں رو سیاہ ہوں مگر ایسے پیر کے مُنہ پر پیشاب

بھی نہیں سکتی۔ میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گئے اور وہ اٹھ کر چل دی

اب مصنف دھماکہ خود بتائے رندیوں کے گھر میں ٹھہرنے والے۔ رندیوں کو مرید کرنے

والے۔ ایک ایک رندی کو دیکھنے اور شکل و صورت سے پہچاننے والے اُن کے ناپاک

افعال کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے والے کس کے اکابر تھے؟ کیا ان واقعات کے

بعد بھی مصنف دھماکہ مولانا حضرت قاضی بریلوی پر زبان طعن دراز کر سکتا ہے؟

باقی رہی مولانا سنی مظہر اللہ صاحب دہلوی مرحوم کا کسی اور معاملہ میں چلبلی طبیعت

لکھنا اگرچہ یہ ایک عاسیانہ سا لفظ ہے لیکن اس میں بھی معاذ اللہ کوئی ایسا مفہوم نہیں

ہے جس سے مصنف دھماکہ کی کوئی باطل مراد پوری ہوتی ہو چلبلی طبیعت کا معنی سرگوشیاں



بیٹھے والا اور اس پر کوئی شرمی نواغذہ نہیں ہو سکتا بلاشبہ وہ اعظمیٰ علیہ الرحمۃ آرام سے نہ بیٹھے تھے۔ ہر وقت دین میں مدح و ثنا سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم میں مشغول رہتے ہی رہتے خود فرماتے ہیں :-  
صنف ماناگرہ عالم دل - اُن کے رستہ میں تھکا دکرے

مصنف و حاکم نے امام اہل سنت اعظمیٰ قدس سرہ کے حالات میں ص ۲۵ پر یہ بھی لکھا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کے معتقدین گمان کرتے ہیں کہ حضرت بہت زائد دعاہ تھے تہہ کہیں قصا نہ ہوتی تھی مگر حقیقت حال اس سے مختلف ہے نوافل آپ نے بالکل چھوڑ رکھے تھے اور سنتیں چھوڑنے کے لئے راہ ہموار کر رہے تھے۔ ایک دفعہ خود بات کھول دی میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہاء کرام نے کھائے سنتیں بھی ایسے شخص کی صفات ہیں لیکن الحمد للہ سنتیں بھی نہ چھوڑیں نفل البتہ اُسی روز سے چھوڑ دیئے (مطرقات ص ۲۵۴)۔ بات بھی اعظمیٰ نے اپنی طرف سے نہیں فرمائی بلکہ فرمایا فقہاء کرام فرماتے ہیں۔ مصنف و حاکم کہیں غیر مقلد تو ہیں کہ اعظمیٰ پر تنقید کرتے ہوئے یہ بھی نہ سچا کہ اس کی زد فقہاء کرام قدس سرہ ہم پر پڑے گی۔ مصنف و حاکم کہ کیا جانے وہ کون سی حالت ہے۔ نفل نادک اہمیت زیادہ ہے یا جہاد کی اور الفرائض میں ہے اولاد کی صحیح تربیت نوافل میں مشغولیت سے بہتر ہے اعظمیٰ علیہ الرحمۃ کا زمانہ فتنوں کا زمانہ تھا دشمنان دین نے نئے رنگوں اور لہجوں میں ظاہر ہو رہے تھے عظمت و شان رسالت پر ایک و ذلیل تھے ہو رہے تھے ایسے حالات میں بلاشبہ نظروں سے بہتر ہے دشمنان دین کے حملوں سے اہل اسلام کا ایمان بچایا جائے عظمت شان رسالت کا تحفظ کیا جائے اور پھر اعظمیٰ کے کام میں سنتوں کی پابندی موجود ہے۔ اعظمیٰ نے بعض مخصوص حالات میں نوافل چھوڑنے کا حکم دیا تو مصنف و حاکم نے آسمان سر پر اٹھایا لیکن ہاں مدرسہ دہلوی قادیانوی صاحب نے ایک شخص کا روزہ توڑا کر ہولے کھلوا دیئے تو میں احساس دہوا۔ حافظ ہر اراج ۱۳۹۹ اور ایک شخص کو بے وضو نماز پڑھنے کی اجازت دے دی۔ علامہ ہر اراج ۱۳۸۸

کیا فرض یا نفل روزہ توڑنے والے کو کوئی گناہ نہیں ہے وضو فرض نمازی پڑھنے والے کی کس طرح نمازی قبول ہوں گی احمد کے بانی سے بعض مخصوص حالات میں وضو سے

نماز کو آہانزقی اور بغیر وضو کے تلا فیہ مشرطہ ہے یا نہیں؟ کون سا مذہب ہے اور کس کی فقہ ہے؟ مصنف و حاکم نے اس کے ماحیہ میں حضرت سیدنا حضرت اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے منسوب کر کے یہ بھی لکھا ہے کہ فرماتے ہیں مشائخ نظروں کو بھی فرض کی سی اہمیت دیتے ہیں۔ الفتح الربانی ص ۲۴۰۔ اگر صحیح ہے تو مصنف و حاکم نے جس طرح ص ۲۴ پر اعظمیٰ پر نوافل اسلام کو فروعات قرار دینے کا فتویٰ لگایا تھا اسی طرح یہاں بھی جس طرح اعظمیٰ قدس سرہ نے نوافل کو فرض کا درجہ دیکر مساذاتہ دین میں داخلت کا فتویٰ لگایا ہے تھا یہی تھا کہ مصنف و حاکم کے اسلئے دماغ کی اتنی سوچ سے ایسا ہی تجویز کیا جوتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ارشادات مبارکہ کو کہ جاہل منید کیا کے مشائخ کا نوافل کو فرض کی سی اہمیت سے بڑھنا اس کے لئے بھی یکسوئی اور مخصوص حالات حد کار بھی بہر حال ترک نوافل پر کسی کو حاجت نہیں کی جاسکتی مجموعہ دست اویٰ جلد اول ص ۱۳ علامہ عبدالغنی کھنوی اور در مختار۔ الفرض یہ بعض مخصوص حالات کی باتیں ہیں نہ اس کی عام اجازت نہ ہر شخص کو نوافل چھوڑنے کی ترقیب۔

اور دیکھئے مصنف و حاکم اپنے اسی مسئلہ پر کھنوی نے آپ (اعظمیٰ) کے خسر شیخ فضل حسین مرحوم نواب علی خاں دہلوی راہپور کے مشیروں میں سے تھے (حوالہ درود) نواب کب علی خاں اگر بڑوں کے نہایت ممتاز و قادر ماضی تھے۔ راہپور کے مولانا عبدالعلی صاحب سے بھی جو مولانا احمد رضا خاں کے استاد تھے دستار فیض اپنے والد مرحوم سے لی تھی انہیں عنایات کا تجربہ تھا کہ اعظمیٰ نے جب قوسے کا قلم ان سبھالے تو اگر بڑی وجہ کے بعد نشان کو دارھمام قرار دیا فرماتے ہیں۔

ہندوستان بطور قلعہ والا سلام ہے (احکام شریعت ۲ - ص ۱۵۱)۔ اس کا کیا مطلب ہو کہ وہ اس کا رشتہ دار تھا اور وہ اس کا رشتہ دار تھا اور وہ اس کا مشیر تھا اور وہ اس کا وفادار تھا۔ کیا تیس سال پہلے برصغیر کے تمام ہی رگ مسلمان ہندو سکھ جیسائی انگریزی حکومت کے ماتحت رہتے۔ ہاں پاکستان سے مل جانا سے لے کر آج تک کے چھوٹے بڑے تمام لیڈر اور علماء انگریزی حکومت کے باشندے تھے کیا سب انگریز کے وفادار ہو گئے؟ وفادار تو وہی کہہ سکتے ہیں گجر مولوی اشرف علی صاحب قادیانی کی طرح چھ سو روپے ماہوار حاصل کر کے گاؤں محلہ ہر (مکالتہ اصد رین)۔ ہاں رہا



دارالاسلام کہنے کا معاملہ تو صرف مصنف و حاکم جگہ دیوبندی طالب علم کے پھرتے ہوئے تقریریں  
 و مولفین جو احکام شریعت ۲۰ - ۱۵۰ کا حوالہ دے پھرتے ہیں کان کے پردے کھول کر  
 سن لیں اور دوسریوں کے شیشے والی بینک لگا کر پڑھ لیں۔ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے  
 ہندوستان کو دارالاسلام کہہ کر کوئی جرم نہیں کیا۔ مگر یہ جرم ہے تو مولانا محمد امجد الحسنی فرنگی علی  
 کھنر۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ مولوی محمود الحسن دیوبندی۔ مولوی حسین احمد دہلوی  
 مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ہی اس معاملہ میں اعلیٰ حضرت کے شریک جرم ہیں۔ مصنف  
 و حاکم کو معلوم ہونا چاہیے فتویٰ کے کوئی ایک کا کہنا آپ کے مبلغ علم سے کہ سونے سے آپ  
 کیا جائیں دارالحرب کے کہتے ہیں دارالاسلام کے اور کب دارالحرب ہو تا ہے اور کب دارالاسلام  
 کا ایک متصل بحث کو چاہتا ہے صرف اعلیٰ حضرت ہی نہیں مولانا محمد الحسنی صاحب کھنوی کام  
 یہی فتویٰ ہے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے فرماتے ہیں "حقن قانکہ کہ بلاد ہند کہ در قبضہ  
 نصاریٰ اند دارالاسلام ہستند چہ اگرچہ در انھا احکام کفرہ جاری اند" مع ہذا احکام  
 اسلام ہم خصوصاً اصول و ارکان اسلام جاری اند" (مجموع فتاویٰ جلد اول)  
 اکابر دیوبند کے مرئی محترم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کہتے ہیں ہندوستان  
 کے دارالحرب ہونے میں ملّا حال مختلف ہیں یعنی بعض دارالحرب کہتے ہیں بعض دارالاسلام  
 اس میں بندہ فیصلہ نہیں کرتا "حافظ ہونادنی رشیدیہ ص ۳۳ و فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۰  
 مولوی حسین احمد صاحب صدر مدرس دیوبند سحر نامہ شیعہ الہند ص ۱۳۰ پر لکھتے ہیں  
 "ایک شخص نے مولانا محمود الحسن دیوبندی سے پوچھا کہ ہندوستان دارالحرب ہے یا  
 دارالاسلام؟ مولانا محمود الحسن نے فرمایا کہ علماء نے اس میں آپس میں اختلاف کیا ہے۔  
 اس نے کہا کہ آپ کی کیا رائے ہے مولانا نے کہا میرے نزدیک وہ دونوں صحیح کہتے ہیں۔  
 مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے بھی تذکیر الافغان میں ہندوستان کو  
 دارالاسلام قرار دیا ہے۔ تو پھر صرف اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر اعتراض کیا معنی؟ مصنف  
 و حاکم نے ہر بات کو حقیقت کے پرکھس پیش کیا دیوبندیوں و بابائیوں کی انگریز پرستی کا  
 مفصل لکھا جاسکتا ہے لیکن ہمیں اختصار مانع ہے۔

بریلی شریف میں انگریزی حکام خوفزدہ تھے

۱۸۵۷ء کے دوسرے چٹ

میں جب دیگر مقامات کی وحشت تک نہیں پہنچی تو انگریزی حکام بہت خوفزدہ  
 ہوئے اور انہوں نے اپنے اہل و عیال کو احتیاطاً ۲۰ - ۱۵۰ کو نیننی تال پہنچا دیا۔  
 کتاب مولانا محمد احسن تالو توی ص ۵۰

### انگریزی حکومت کے خلاف بغاوت و خلاف قانون

ایسے حالات میں جب  
 کہ متحدہ ہند کے مسلمان انگریزی حکومت کے خلاف بغاوت اور علم جہاد بلند کر رہے تھے  
 دیوبندی مولوی محمد احسن تالو توی تقریر کے لئے بریلی پہنچے سوانح نگار لکھتا ہے  
 "۲۲ - مئی (۱۸۵۷ء) کو نماز جمعہ کے بعد (دیوبندی) مولانا محمد احسن صاحب  
 (تالو توی) نے بریلی کی مسجد نو محلہ میں مسلمانوں کے سامنے ایک تقریر کی اور اس میں بتایا  
 کہ حکومت (برطانیہ) سے بغاوت کرنا خلاف قانون ہے۔ اس تقریر نے بریلی  
 میں ایک آگ لگا دی اور تمام مسلمان مولانا محمد احسن تالو توی کے خلاف ہو گئے اگر کو تو قاتل  
 شہر شیخ بدایین کی خفاش پر مولانا (تالو توی) بریلی نہ چھوڑتے تو ان کی جان کو بھی  
 خطرہ پہنچا ہوتا تھا و کتاب مولانا محمد احسن تالو توی ص ۵۰ - ۵۱  
 "مولانا محمد احسن بریلی سے آکر آئے حکیم سادات علی خاں رئیس عظم آزالہ و  
 دارالہمام ریاست راجپور کے صاحبزادے۔ حکیم ولایت علی صاحب کے پاس صبر سے  
 لکھ رہے تھے راجپور (افغان) ہو کر تالو توی پہنچے" (ص ۵۱) اسی ریاست راجپور کے  
 صاحبزادے ہیں جن کے والد کو مصنف و حاکم نے ص ۵۲ پر انگریزوں کے نہایت سخت  
 اور ظالمانہ ساقی لکھا ہے مولوی محمد احسن تالو توی نے ان ہی کے پاس قیام کیا۔  
 مدرس دیوبند مخالف سرکار (برطانیہ) نہیں بلکہ موافق و معاون سرکار ہے

۲۱ - جولائی ۱۸۵۷ء بروز یکشنبہ لیقنٹ گورنر کے ایک خفیہ مستند انگریز سنی پامر  
 نے اس مدرسہ (دیوبند) کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے ساتھ  
 کی چند سطروں درج ذیل ہیں۔ جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف  
 سے ہوتا ہے وہ یہاں (مدرسہ دیوبند) میں کوڑیوں میں ہوتا ہے جو کام پرنسپل  
 ہزاروں روپیہ مالانہ تنخواہ لے کر کر رہا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ مالانہ



ہرگز اسے نہ در سرخاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار محمد معادن سرکار ہے "و کتاب  
محمد احسن نالوتوی ص ۲۱۰۔ آپ مصنف و حاکم خود جتائے کہ انگریز پرست اور انگریز

کا ایجنٹ کون تھا۔  
یاد رہے کہ کتاب مولانا محمد احسن نالوتوی کا تعارف مندرجہ پر سابق مفتی اعظم مدر

دیوبند مفتی محمد شفیع صاحب دیوبند نے لکھا ہے۔  
مصنف و حاکم کے طرز استدلال پر حیرت ہوتی ہے کوئی دانشور مصنف کو کیا بھائی  
ہوش و حواس مای آدمی بھی ایسی باتیں نہیں کرتا۔ مصنف و حاکم لکھتا ہے اس وقت کے  
سیاسی لیڈر آپ کو انگریزوں کا طرز فکر سمجھتے تھے۔ کاشیا واڑ کی تاریخی ایکڑ کیشیل مسلم  
کالفرنس میں شریعت اور مالی امداد کرنے کو جن اتنی برطوی علماء نے حرام قرار دیا تھا اس  
میں سرپرست مولانا احمد رضا خاں اور مولانا دینار علی شاہ صاحب کے دستخط ثبت تھے  
(دعویٰ ص ۱۰۰)۔ اس کے ثبوت میں حوالہ موجود ہی نہیں۔ بہر حال اس وقت کے مغربی  
زور و شکر و صورت کے اعتبار سے خود انگریز پرست انگریزی فرنگی طرز تہذیب کے ولدار  
سیاسی لیڈر جو ذہنی ٹکری طور پر خود انگریز خبیثت کی غلامی میں مبتلا تھے کس منہ سے  
اعظرت جیسے مائش صادق اور متبع سنت شریعت بزرگ پر انگریز کی طرف ادبی کا  
الزام مائل کر سکتے ہیں اور کہیں بھی قرآن کی کیا حقیقت ۱ مصنف و حاکم گراہی میں لایا تو  
شکل و صورت کے اعتبار سے فرنگی و مغربی تہذیب کے حامل قاسق و فاجر سیاسی لیڈروں  
کہ جن کی شہادت شرعاً معتبر ہی نہیں اور نہ وہ شرعی گواہی کے معیار پر پورے اترتے ہیں  
مصنف و حاکم آگے چل کر لکھتا ہے "مولانا احمد رضا خاں نے مارہرہ کے نامور  
بزرگ شاہ عبدالبریل سے ۱۲۹۴ھ میں بیعت کی۔ آپ کو اسی سال خلافت ملی۔ آپ کے  
علماء میں انوں صاحبزادے مولانا نعیم الدین مراد آبادی۔ مولانا عبد العظیم صدیقی والد  
شاہ احمد نوری۔ مولانا امجد علی مصنف بہار شریعت اور مولانا عبد الباقی گھنوی  
تھے۔ مولانا عبد الباقی نے گھنوی میں خدام الحرمین کے نام سے جماعت قائم کی اور آل سعود  
کی مخالفت میں لایا ان کام کیا۔ لوگ آپ کو بدھومیال کہتے تھے۔ آپ آل سعود کی مخالفت  
کرتے تھے مگر گاندھی کی حمایت میں بہت پیش پیش تھے۔ برہمچاری سب سے اپنی آپ  
کے اوسے میں کہا کرتے تھے۔

بدھومیال بھی حضرت گاندھی کے ساتھ ہیں  
گرمشت خاک ہیں مگر آندھی کے ساتھ ہیں (سوانح اعظمت ص ۱۰۰)  
یہ سہ اقد کی صفائی اور کارگیری کی انتہا ایک دہن کے لگ جگ و حوسے کر ڈالے  
اور دھوکہ دینے کے لئے حوالہ کے طور پر مندرجہ لکھ دیا گیا۔ ساری باتیں مندرجہ پر ہیں مگر  
مندرجہ پر صرف ایک شعر ہے۔ "یہ سہ کہ مولانا عبد الباقی اعظمت کے خلیفہ تھے نہ  
آل سعود کی مخالفت کا ذکر نہ کیا۔ اگر کوئی یہ سب کہ سوانح اعظمت مندرجہ پر دکھائے  
تو ایک ہزار روپیہ انعام حاصل کر سکتا ہے۔

مولانا مفتی عبد الباقی گھنوی صمدی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے ان کی مخالفت  
کرنے والے مصنف و حاکم کے لئے روئے ہے لیکن آل سعود کی مخالفت حرام و گناہ ہے۔ بلاشبہ  
مولانا ابتدا میں گاندھی کے ہنوار ہے اور گاندھی کی آندھی کی لپیٹ میں آگئے تھے لیکن  
اعظرت کا فضل مدد فرمایا اللہ الرحمن کے مداخلہ پر انہوں نے رجوع فرما کر ہاتھ دھوا  
تو یہ نامہ بھی شائع کر دیا تھا۔ حافظہ ہوجیات صدر الہ قاسم ص ۱۰۰

یہ بھی عجیب بات ہے کہ مصنف و حاکم کو مولانا فرنگی محل کے خلاف برہمچاری ہسوانی  
کا ذکر نہ ہوا شعر اور مولانا فرنگی محل کی گاندھی کی حمایت تو یاد ہے لیکن اکابر دیوبند مولوی  
حسین احمد صدر مدرس دیوبند امیر شریعت دیوبند عطاء اللہ بھاری صاحب ابو الکلام  
آزاد کی کانگریس پرستی و گاندھیت تو اسی یاد نہیں کیا مصنف و حاکم کو یاد نہیں کہ شاعر  
مشرق ڈاکٹر اقبال نے صدر دیوبند حسین احمد صاحب کے متعلق کہا تھا ہے

ہم ہنوز تھامہ رموز دین و دہانہ  
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بول بھی است  
سرور بر سر شہر کھلت از وطن است  
چہ زخیر مقام محمد مرزا است  
بمصلحت برساں خویش را کہ دین بہر دوست  
اگر باوند رسیدی تمام بد بھی است

اور "بابائے صوفی مولوی غفر علی نے کہا تھا ہے  
حسین احمد کہتے ہیں حرف برزے دینے کے۔ کہ لٹو آپ بھی کیا ہر گئے منگم کے سوتی پر

(ارخان جہاد)



اور ان ہی مولوی ظفر علی صاحب نے دیوبندی احقراری پارٹی اور اس کے امیر

شریعت مظاہر الشریعت کے متعلق لکھا تھا ہے -  
 ہندوؤں کے سکھوں سے نہ سزا دے ہے -  
 اس میں ملالت ہے تو کرپان کی جھگڑا ہے  
 پانچ گلوں کا ہے پابند شریعت کا امیر -  
 تو سب ذلت اسی طبقہ خدا سے ہے  
 آج اسلام اگر ہند میں ہے حار و ذلیل -  
 (چشتان صوفیہ)

مسلم نہیں ہے سب کچھ مصنف و محاکر کو کیوں نظر نہیں آتا - اور کچھ ایسے نہیں چلا کر  
 برصغور اپنے دل کی ہیز اس لکھنے کے لئے ہی کھڑا کر سند تدریس کے لحاظ سے  
 مولانا احمد رضا خاں کی کوئی نمایاں خدمات نہیں - اعتدالی مسائل کے چند رسائل چھوڑ کر  
 کسی فن اور کسی علم میں آپ کی کوئی مرئی تصنیف نہیں - آپ نے جن علماء کی مخالفت  
 کی ان کی علم حدیث پر تصنیفات کئی کئی جلدوں میں مٹی ہیں - آپ کی زندگی زیادہ تر  
 فتوے لکھنے میں گزری - (دعوتِ صوفیہ)

ایسا کوئی انداز ہے بن کی بناء پر ہی کہہ سکتا ہے آج پاکستان میں مرکزی دارالعلوم  
 جامعہ رضویہ مقبرہ اسلام آباد - دارالعلوم امجدیہ کراچی - مدرسہ دارالعلوم طہان -  
 دارالعلوم حزب الاحناف لاہور - جامعہ خیریت رضویہ سکھر - جامعہ قادیان رضویہ لاہور  
 جیسے مرکزی دینی مدارس سے اعظمت حاصل ہو چکی ہیں کی سند حدیث دی  
 جاتی ہے - سیدنا حضرت قدس سرہ نے اگرچہ اس وقت تدریس کا کام مختصر مدت فرمایا  
 لیکن اس دوران آپ نے ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین صاحب بہاری  
 حجت الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب - مولانا مولوی نواب سلطان احمد صاحب  
 مولانا حاجی سید نور احمد صاحب چانگامی - مولانا غلام محمد صاحب پٹلی جیسی  
 غلام مولانا سید عبد الرشید صاحب تقیم آبادی - مولانا شاہ غلام محمد صاحب بہاری  
 حضرت مولانا غلام رحیم شاہ احمد اشرف صاحب کچھو چھو دی - حضرت مولانا غلام  
 ابو الجہاد سید محمد صاحب اشرفی جیسی محدث کچھو چھو دی - امام العلماء حضرت مفتی اعظم  
 مولانا شاہ غلام مصطفیٰ رضا خاں صاحب بریلوی وغیرہ جیسے جلیل القدر علماء  
 کی تیار فرمائی - آج کے دور میں ہزاروں علماء ان حضرات کے شاگردوں کے شاگرد ہیں

اور ان کے دہستہ سینکڑوں مدارس و شبانہ آباد ہیں - اعظمت قدس سرہ نے تصنیف و تالیف  
 کی طرف زیادہ توجہ فرمائی لیکن آپ کے خلفاء کرام اور تلامذہ میں سے صدر العلماء و صدر الشریعہ  
 مولانا غلام ابو العلماء محمد امجد علی صاحب اعظمی - مولانا غلام حسین مدرسہ دارالعلوم بریلی  
 شریف و جامعہ عثمانیہ امیر شریف - حضرت صدر الاسلام فیض الاسلام مولانا محمد نعیم الدین  
 صاحب مراد آبادی بانی جامعہ نعیمیہ مراد آباد - ملک العلماء مولانا غلام سید محمد ظفر الدین صاحب  
 بہاری - غلام سید دیدار علی شاہ صاحب محدث الوری قدس سرہ امرتسر صاحب جیسے بلند پایہ  
 محدثین اور استادانہ سادہ نے درس و تدریس کے فرائض سر انجام دیئے ان دنیا نے ان  
 کی تدریس خدمات کا لوہا مانا - اعظمت امام اہل سنت کی تالیفی خدمات سے ایک دنیا  
 فیض یاب ہو رہی ہے - شرق سے غرب تک کے اہل علم و تہذیب آپ کی تالیفات عالیہ  
 سے استفادہ کر رہے ہیں بہرہ وہ ہوتا ہے - آپ نے پچاس مختلف علوم میں ایک ہزار  
 سے زائد کتب تصنیف فرمائیں - ترجمہ قرآن مجید - فتاویٰ رضویہ - الذوات المکیہ سبحان سبوح  
 الامن والعلی - حیات الاموات جیسی عظیم تصانیف سب کے سامنے ہیں - علم تفسیر میں  
 ۱۰ احوال اہل حق من بحر سفینۃ اتقی مرلی - ۱۱ حاشیہ تفسیر بیضاوی - ۱۲ حاشیہ مندرج  
 القاضی (مرلی) - ۱۳ حاشیہ سالم السمری (مرلی) - ۱۴ حاشیہ تفسیر فاذن (مرلی) حاشیہ  
 الدر المنثور (مرلی) اور علم حدیث میں ۱۵ اردن البیسی فی آداب التفریح (مرلی) -  
 ۱۶ مدارج طبقات الحدیث (مرلی) - ۱۷ حاشیہ بخاری (مرلی) - ۱۸ حاشیہ مسلم (مرلی)  
 ۱۹ حاشیہ ترمذی (مرلی) - ۲۰ حاشیہ نسائی (مرلی) - ۲۱ حاشیہ ابن ماجہ (مرلی) -  
 ۲۲ حاشیہ تفسیر شرح جامع صغیر (مرلی) - ۲۳ حاشیہ سند امام اعظم (مرلی) - ۲۴ حاشیہ سند  
 امام احمد (مرلی) - ۲۵ حاشیہ طحاوی (مرلی) - ۲۶ حاشیہ سنن دارمی (مرلی) - ۲۷ حاشیہ  
 خصائص کبریٰ (مرلی) - ۲۸ حاشیہ کنز العمال (مرلی) - ان کے علاوہ تقریباً ۳۰ کتب ہیں  
 اور جن کی تفصیل بتانے میں اختصار مانع ہے - یہ عظیمہ بات ہے کہ ان میں سے زیادہ تر  
 کتب تاحال شائع نہ ہو سکیں وجہ ظاہر ہے کہ مخالفین اہل سنت کی طرح نہ سرکار برقی کی  
 مالی امداد حاصل تھی نہ کانگریس کا تعاون حاصل تھا - مصنف و محاکر کو معلوم ہی نہیں کیا ہو چکا  
 ہے اور کیا ہو رہا ہے - وہ اپنی جاہل قوم کا دہی خیالی باتوں سے دل بہلانا چاہتا ہے -  
 اعظمت کی عمر شریف فوتی دینے میں بسر ہوئی ہے ایک سعادت ہے بلاشبہ اہل علم ہی



کوئی فتویٰ دے سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے جو فتاویٰ دیئے انہیں عرب و عجم کے اکابر علماء و فقہاء و محدثین کی تائید و حمایت حاصل ہے۔

مصنف و حاکم اپنے کتابچہ کی ضخامت بڑھانے کے لئے لکھتا ہے۔ آپ (امام) نے وفات سے دو گنتے ستر منٹ پہلے ایک وصیت کی جس میں عہدہ عہدہ کھانوں کی ایک عجیب فہرست ترتیب دی اور سنگت میں وفات پائی۔ صاحبزادہ عابد رضا خاں نے تاج جنازہ پڑھائی۔ آپ کو ایک گلی میں دفن کیا گیا جہاں دور دراز سے آنے والے کئی بہتوں چول ڈالتے رہے۔ مصنف و حاکم کو معلوم ہونا چاہیے اعلیٰ حضرت نے اس فہرست میں جو کھانے کھوائے وہ حلال و طیب ہیں اور وہ ذراغ معروذہ اور کچھ دوسرے بڑھ کر عجیب نہیں جو مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی مرغوب غذا تھی۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ بتائیے اس پر آپ کو کیا اعتراض ہے کہ ججز الاسلام صاحبزادہ مولانا عابد رضا خاں صاحب طہارۃ نے تاج جنازہ پڑھائی۔ یا آپ کو خفاں جگہ دفن کیا گیا۔ اور معروذہ سے آنے والے معتقد کئی بہتوں تک چول ڈالتے رہے۔

باقی رہا آپ کا یہ کہن کہ جس طرح لاہوری فرقے کے مرزائی مرزا غلام احمد کو مجدد تسلیم کرتے ہیں۔ بریلوی مذہب والے مولانا احمد رضا خاں کو مجدد مانتے ہیں۔ الخ مصنف و حاکم کو معلوم ہونا چاہیے کہ مجدد تو اکابر علماء عرب و عجم اور دنیا بھر کے فقہاء و مشائخ کرام نے مانے ہیں۔ مجدد ماننا کوئی گناہ نہیں کوئی کفر نہیں البتہ کسی کو نبی و رسول ماننا واقعی کفر ہے۔ اہل سنت نے لا الہ الا اللہ اشرف علیٰ رسول اللہ کی طرف سے کوئی کفر احمد النعم صلی علیہ وسلم سے نہ ماننا اشرف علیٰ کائنات کی طرف سے کوئی کفر نہ ماننے اور پڑھنے کو متبع سنت ہونے کی دلیل قرار نہیں دیا۔ مصنف و حاکم نے یہ تو دیکھ دیا کہ مولوی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب طہارۃ کو مجدد مانتے ہیں جس طرح لاہوری فرقے کے مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد تسلیم کرتے ہیں لیکن مصنف و حاکم نے یہ نہ دیکھا کہ جس طرح قادیانی فرقے کے مرزائی مرزا غلام احمد کو نبی و رسول مانتے ہیں دیوبندی مذہب والے مولوی اشرف علیٰ قانوی صاحب کو نبی و رسول مان کر انہیں متبع سنت قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو (رجال الامم و مشائخ العظماء ص ۳۳۶)۔

مصنف و حاکم لکھتا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب سوئے تو اپنی مثالوں کی پیروی

اس طرح قاضی پر لکھتے کہ سولے کی حالت میں بدن نظارہ کھانے کی شکل اختیار کر گئے۔ آپ کے ایک مرید الیوب علی صاحب بیان کرتے ہیں اس انداز استراحت سے اعلیٰ حضرت کی مرضی ماننا ہوگی کہ جسم بیضی کی حالت میں شکل محمد اختیار کر لے اور اگر روح پرواز کرے تو ایک ایسی شکل پر پرواز کرے جو محبوب و لہندہ ہے (سوانح اعلیٰ حضرت ص ۱۲۸)۔ انہوں نے کہ آپ کے توحید سے آپ کو آخری زندگی میں اس شکل پر درجہ دیا اور وفات کے بعد تائیدیں سیدھی کر دیں اور صحیح طریقے پر آپ کو قبر میں لٹا دیا۔ (و حاکم ص ۱۲۸)۔

مصنف و حاکم کو کیا اتنا بھی معلوم نہیں کہ سونا اور دھواں کرنا ایک بات نہیں اور دھواں کے بعد قبر میں اتارنے کے سنون طریقے کتب احادیث میں مذکور ہیں۔ اگر مصنف و حاکم کو یہ سب کچھ معلوم ہوتا تو انہیں علیٰ نبی باقی نہ کہ تار بہر حال ہم مصنف و حاکم سے اعلیٰ حضرت کے اپنے الفاظ میں کہیں گے۔

تیری دوزخ سے تو کچھ چھینا نہیں  
عہد میں پہنچا رہتا پھر تجھ کو کب

مصنف و حاکم کی خرافات و تعزیرات کی روح ان الفاظ پر آکر قہقہے ہوتی ہے۔ آپ کی مجددیت اور کائنات پر امت کو کہاں تک قائم رہنا چاہیے اور اس سے اس صدی میں جس کے آپ مجدد تھے کہاں تک برکتیں چھینیں اس کے لئے ہم آپ کے خلیفہ مولانا نعیم الدین مراد آبادی (۱۹۴۸ء) کے اس فیصلے پر لکھتا کرتے ہیں موجودہ صدی سے قبل مسلمان ہر حیثیت میں اعلیٰ نظر کرتے تھے۔ ان میں دیانتداری بھی تھی اور غیرت اسلامی بھی۔ دنیا میں ان کا وقار بھی تھا اعتبار بھی۔ دُعا و بیعت میں قوت و شوکت بھی ان کے دلوں کے رُعب سے کاچتے تھے۔ (اعلیٰ حبیب البیان ص ۱۸) الخ

مصنف و حاکم جیسے خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الامام مولانا نعیم الدین صاحب آبادی نے کون سی بات غلط فرمائی ان کا مقصد تو یہ ہے کہ موجودہ صدی سے قبل مدرسہ دیوبند تھا مولوی محمد قاسم نانوتوی۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔ مولوی اشرف علی قانوی پیدا نہ ہوئے تھے۔ تقویۃ الایمان شہزادہ اس۔ برادرین قاضی۔ حفظ الایمان جیسی گمراہ کن کتابوں کا وجود نہ تھا۔ اس صدی سے قبل کوئی مسلمان کہلاتے والا عالم اگر بڑوں کا احترام دار اور مجدد کا انکسار کا وظیفہ قرار نہ تھا۔ اور اس صدی میں یہ سب کچھ ہے اس لئے یہ حالت



ہے صدر الانام فی القضاۃ کی شہادت سیدنا اٹھرت علی المرتضیٰ کے خلاف نہیں انہوں نے  
 اعلیٰ القضاۃ میں امام اہل سنت مجدد دینی وقت اٹھرت رضی اللہ عنہ کو مورد الزام نہیں کیا  
 بلکہ ایک عام حقیقت بیان کی ہے۔ مصنف دھماکہ نہ خود صیح سمجھتا ہے اور سب سے کلی باتوں سے  
 دوسروں کے لئے دھماکہ و مناظر کا باعث بنتا ہے اور کون نہ ہو دھماکہ کا مقصد ہی دھماکہ ہے  
 خدا محفوظ رکھے ہر جا سے۔ خصوصاً نجدیت کی اس دہائے

### نقل کفر کفر نباشد

اعطایا النبوی فی الفتاویٰ الرضویہ ص ۳۴ کی ایک عبارت ابتدائی الفاظ کا شکریہ نقل  
 کی ہے۔ "اس کا نام اس کے اختیار میں ہے چاہے تو جاہل رہے ایسے کو جس کا بیگناہ جہولان  
 سوتا اور غفلت۔ قائل رہتا۔ تمام ہمت حق کو مہربان۔ سب کچھ ممکن ہے۔ کھا۔ پینا۔ پیشاب  
 کرنا۔ ہاتھ چھونا۔ چٹا کرنا۔ نت کی طرح کا کھٹکنا۔ حقوں سے بھاگ کرنا۔ راجعت جیسی  
 غیث ہے حیاتی کامرنگ ہوتا۔ حتیٰ کہ محنت کی طرح خود غفلت بنا کر فی خباثت کوئی نصیحت  
 اس کی شان کے خلاف نہیں وہ کھلے کام نہ۔ بھرنے کا پیٹ۔ اور مردی اور ذہنی کی علامتیں  
 اگر حاصل اور شرمگاہ یا نقل رکھتا ہے مہ نہیں جو قدر رکھتا ہے۔ بیوج و قدر دوس نہیں  
 خشتی شکل ہے یا کم سے کم اپنے آپ کو ایسا بنا سکتا ہے اور یہی نہیں اپنے آپ کو جلا  
 بھی سکتا ہے ڈوب بھی سکتا ہے۔ ذہر کھا کر لاکھونٹ کر بندوق مار کر خود کشی بھی کر سکتا ہے  
 اس کے مان باپ مرد دنیا سب ممکن ہے بلکہ مان باپ سے پیدا ہوا ہے۔ بڑی کی طرح  
 پیدائش اور مہنت ہے برہما کی چوکھٹ ہے؟

اس عبارت کو مصنف دھماکنے اس انداز سے پیش کیا ہے کہ گویا اٹھرت امام  
 اہل سنت قدس سرہ کا عقیدہ ہے۔ سیدنا اٹھرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتاویٰ رضویہ  
 میں اس عبارت کی ابتداء یوں فرمائی ہے۔ "وہا یہ کس کس کو خدا مانتے ہیں ایسے کو جس کا  
 علم حاصل کیجئے حاصل ہوتا ہے اس کا نام اس کے اختیار میں ہے چاہے تو جاہل رہے۔"  
 مصنف دھماکہ پہلی عبارت چٹ کر گئے اور ایسی ترتیب سے اس عبارت کو نقل کیا کہ پڑھنے  
 والے سمجھ لیں کہ عقیدہ اہل سنت کسے حالانکہ اٹھرت نے صفات و اہمیت کے خدا کے  
 بیان فرمائے ہیں اور اس میں وہا یہ کی کتابوں کے حوالے نقل فرمائے ہیں جن کو مصنف دھماکہ

نے دھماکہ کے خلاف سمجھتے ہوئے چھوڑ دیا۔ یعنی کہ ابتدائی الفاظ کو کاٹ دیا بہر حال اٹھرت  
 نے جو عقیدے گئے وہ وہا یہ کے خدا ہی یعنی وہا یہ ایسے کو خدا مانتے ہیں اور سب  
 کچھ اپنی طرف سے نہیں بلکہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی کی تقریرات الایمان کی ایک کتاب یک روزی  
 ص ۱۳۱ سے لیا ہے۔ مولوی اسماعیل نے امکان کذب باری تعالیٰ پر دو بیسیں قائم کی ہیں۔  
 ایک فرقہ معتزلہ سے لیکر کہ دلیل دینی جھوٹ نہ ہوئے کو اللہ کے کلمات سے گتے ہیں  
 اس سے اس کی صیح کرتے ہیں اور مصنف کمال یہی ہے کہ کذاب پر قدرت ہوتے ہوئے  
 جہول مصطفیٰ اس کی آفتاب سے پہنچنے کے لئے چھوڑے۔

دوسری دلیل دینی کفر آدمی جھوٹ ہوتے ہیں خدا بول کے تو آدمی کی قدرت  
 خدا کی قدرت سے بڑھ جائے۔" یک روزی ص ۱۳۱

اٹھرت علی المرتضیٰ نے مذکورہ نقل نفس اس مردود عقیدہ اور ملعون مناظر کی بناء پر  
 ارقام فرمائے اور ان کے بیان سے ایسے ہر مقام کی مذمت اور رد و ابطال مقصود ہے  
 نہ کہہ اور ظاہر ہے کہ انسان یا حیوان مذکورہ بالا افعال قیصر پر قادر ہے تو اس کا مہبود بھی یہ  
 سب باتیں کر کے تو خداوند قدرت انسان دھماکنے سے گھٹ جائے۔ بتائے امام اہل  
 سنت نے اپنی طرف سے معاذ اللہ خدا تعالیٰ پر کیا جہان باندھا اور وہا یہ پر کون سی  
 ان ہوتی قیامت ڈھائی جو شرافت انسانی کے نام پر با حیا انسانوں سے در و مستندانہ  
 اوہل کی زہمت آئی۔ اس بات کا تو اس بحث کی پہل سطر میں مصنف دھماکنے خود اعتراف  
 کیا ہے لکھتا ہے بر غیری مذہب کے بانی مولانا احمد رضا نے شاہ اسماعیل شہید  
 کے ذمہ خدا کا تصور لگایا ہے۔ جب تسلیم ہے تو پھر یک روزی ص ۱۳۱ دیکھ لیجئے  
 اسماعیل دہلوی کے عقیدہ کا یہی مفہوم ہے یا نہیں؟ بات یہی مزے مزے سے لے کر  
 بات بڑھانے کی بات تو اس کا مرکب تو خود مصنف دھماکہ بھی ہوا ہے۔ اعطایا النبوی  
 فی الفتاویٰ الرضویہ کی برکیٹ بند کر لیا مابعد عبارت کی پانچویں سطر میں "آر تامل اور  
 شرمگاہ" ایجاد ہوا ہے یا نہیں؟ مصنف دھماکہ کے اپنے ہی الفاظ میں  
 افسوس کہ انہوں (مصنف دھماکہ) نے اس باب میں ذات کبر یا جمل و عطا کا  
 بھی لحاظ نہ کیا وہ کچھ کہہ گئے ہیں جن کے ذکر سے زبان لرزتی اور تسلیم  
 رکھتا ہے۔



## حرف آخر

ہم نے بفضلِ تقاضے مصنف و محاکم کی ایک ایک خیانت اور  
 بے ایمانی کا قسم توڑا اور جلسہ ازلوں کا پردہ چاک کیا ہے۔ و محاکم ایک بہت بڑا  
 دھوکہ اور اس دور کا سب سے بڑا فراڈ تھا۔ قارئین کرام سے ہم نے اس قدر  
 کرپس گئے کہ وہ دھوکہ اور زیرِ فکر کن پیکر کے ذوق کا وراثت واد کا اور حقیقت  
 پسندی سے موافق کریں۔ حوالہ ہات کی اصل کتابوں سے مطابقت کریں مصنف  
 دھوکہ کے جوڑ توڑ کی تصدیق خود بخود کھیں جائے گی۔ ہمارے لئے یہ نہایت فرصت  
 دہسرت کا لمحہ ہے تمام شکریہ کہ ہم نے اپنے رب تبارک تعالیٰ کے فضل  
 کرم اور اس کے محبوب نبی اکرم رسولِ محترم نور مجسم سے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم  
 کی لگاؤ حمایت اور سرکردہ حضرت مجدد و قائم دین و ملت تاجدار اہل سنت  
 مرزا تاجدار المصطفیٰ علامہ احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کے تم مبارک کی بیگ کے صدقہ میں دھوکہ کی ایک ایک بات ایک ایک حوالہ  
 کا جواب دیا ہے۔ مصنف دھوکہ اور کوئی بھی مصنف مزاح قاری ہے نہیں کہہ  
 سکتا کہ فلاں بات کا جواب رہ گیا ہے جبکہ مصنف دھوکہ نے اپنے زعم  
 و حل میں دھوکہ کو مولانا رشید القادی مدظلہ کی مشہور آفاق کتاب دلائل  
 کا جواب دیا ہر کرنے کے باوجود اس کے ذوقی اور حوالہ ہات کو چھو ایک ہی نہیں  
 ہم نے کتاب اکابرین دیوبند و نجد کو بغور غامس مجرا ہے ہیں اگر کوئی صاحب  
 اس کا جواب لکھنا چاہے تو ہماری درخواست ہے ہوگی کہ جس طرح ہم نے ہر  
 بات کا مدلل و متحقق جواب دیا ہے اسی طرح ہماری جملہ معروضات کا مدلل  
 و متحقق جواب دیا جائے ہوئے عزوجل اس حقیر محنت کو قبول فرما کر مقبول  
 خاص و عام فرمائے۔ دُعا ہے کہ مسلمانانِ عالم رہبر و رہزن میں تمیز کریں اور  
 ایمان کی دولت دین کی ثروت کی حفاظت کریں۔ امداد دین کی حیلاریوں مکاریوں  
 سے اپنے ایمان کو بچائیں اور غائکہ ایمان و اسلام پر ہو۔

لَسَا سَلِ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنْ سَيَدِيْنَا عَلٰی الْاِيْمَانِ وَالْاِيْمَانِ  
 وَنَحْنُ لَسَا عَلٰی دِيْنِهِ الْحَقِّ لِعَظِيْمِ الْمُنْعَةِ سَيَدِيْنَا بِمَجَاهِدِ

حبيب الكريم عليه افضل الصلوة والتسليم  
 سراديس الجنة وصلى الله تعالى على سيدنا و  
 مولانا محمد سيد الانس والجنّة وعلى آله وصحبه  
 واهله وحزبه اجمعين والحمد لله رب العلمين

محمد حسن علی رضوی بریلوی

خادم مدرّسہ خیرہ نوشیہ النوار رضا اہل سنت

سیلی ضلع ملتان شریف



# مناظرۂ علم غیب

رویداد مناظرہ ادبی

ڈیرہ سوے زائد گستاخان رسول

شیر بیشہ اہلسنت مناظر اسلام

مولانا حشمت علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے تابڑ توڑ حملوں کی تاب نہ لا کر راہ فرار

اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے، اس تاریخی مواد کے

علاوہ کتاب کے ابتداء میں مولانا موصوف کے

حالات زندگی بھی لگا دیئے گئے ہیں۔

بہترین طباعت — ہدیہ ۱ صرف — ۹ روپے

پتہ: مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال

## بلغتہ الحیران پر سر شری نظر

۱۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کہنے والے مشرک ہیں، جو انہیں مشرک نہ کہے وہ بھی مشرک ہے۔

۲۔ حضور علیہ السلام کو معاذ اللہ دیہندی لگنے سے بچاتے ہیں منور نمبر ۱۵

۳۔ قرآن پاک نے کفار کو فصاحت و بلاغت سے عاجز نہیں کیا اور نہ ہی فصاحت و بلاغت کوئی کام ہے۔

۴۔ ددخل الباب سے مراد مسجد اور باقی مسخرین کا کذب ہے۔

۵۔ کل عبد من دون الله فليسوا بطاعت۔

۶۔ بندہ کام کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو علم پہلے نہیں ہوتا۔

۷۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو روہ واد کرتے اسے ایمان والا تم بھی کرو۔

۸۔ حضور علیہ السلام نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ بغیر عدت گزارنے کے نکاح کیا ہے۔

۹۔ کہہ کر انہ مرد در کو بجا تا یفتی چون حسین اندر بجا

مذکورہ کتاب کے صرف چند نسخے بڑی مشکل سے دستیاب ہوئے ہیں ضرورت ہو تو قریبی طلب فرمائیں۔

قیمت ۲۵ روپے

پتہ: مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال



## برائین قاطعہ پر سرسری نظر

۱. حضور علیہ السلام کو اگر کسی نے بھائی کہا تو کن سانس کے خلاف کہہ دیا۔  
صفحہ نمبر ۲۱
۲. حضور علیہ السلام کو اردو کا علم (معاذ اللہ) علماء دیوبند سے آیا ہے۔  
صفحہ نمبر ۲۲
۳. آپ نے فرمایا کہ مجھے (معاذ اللہ) دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔  
صفحہ نمبر ۲۳
۴. شیطان اور حک الموت کا علم نص سے ثابت ہے اور حضور علیہ السلام کے لئے کوئی نص نہیں۔  
صفحہ نمبر ۲۴
۵. آپ حک الموت سے افضل ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ علم آپ کا اس کے برابر بھی بوجہ جائیکہ زیادہ۔  
صفحہ نمبر ۲۵
۶. پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا ترشیل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت ہر سال کرتے ہیں۔  
صفحہ نمبر ۲۶
۷. بلکہ یہ لوگ (میں یاد کرنے والے) اس قوم (گنڈ) سے بڑھ کر ہوتے۔  
صفحہ نمبر ۲۷

کتاب مذکورہ کے حرف چند نسخے بڑی مشکل سے دستیاب ہوئے ہیں۔ ضرورت مند حضرات فوراً طلب فرمائیں۔

قیمت ۲۱ روپے

بٹے کا پتہ: مکتبہ فریدیہ - جناح روڈ - سائیلوال

## عرف الجادی (فارسی) جس میں مسند جوفیل عبارت موجود ہیں

۱. عرف الجادی مٹا۔  
روایت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنا واجب ہے اسی حالت میں جند رہنا گناہ ہے۔ قبر پیغمبر کی ہر یا غیر کی مٹی پاک ہے۔ ۱۰ مٹا تاوان پتے کی امت جابر ہے۔
۲. عرف الجادی مٹا۔  
کتے اور غنیر کو جس میں مینا اور شراب اور خون ہے دے اور مین مراد کا چیسہ ہونا صحیح نہیں۔
۳. عرف الجادی مٹا۔  
نہایت سے تعزیری ہوتی جرتی کا پاک ہونا یہی ہے کہ اس کو زمین سے اگلا ہوتے۔ پس اسی میں نماز اور کرنا اور کھد میں اعلیٰ ہونا جائز ہے اور جینی اذان کہہ سکتا ہے۔
۴. عرف الجادی مٹا۔  
مٹی کا اٹھ سے نکالنا یا کسی سخت چیز سے برقت حاجت جائز ہے بلکہ کسی واجب ہونا ہے۔
۵. عرف الجادی مٹا۔  
بجڑ شکار ہے۔ ۱۰ مٹا تین طلاق دیکر پھر رجوع کر سکتا ہے واپس کے نزدیک عورت اہم مقرر ہو سکتی ہے۔
۶. عرف الجادی مٹا۔  
ایسی لڑکی سے نکاح جائز ہے کہ اس شخص نے لڑکی کی ماں سے نکاح کیا ہو۔
۷. عرف الجادی مٹا۔  
زیارت سے منع کرنے کے خواہ قرآن میں لکھا ہو یا اس کے سوا کسی آدمی کی یہ ہے کہ جواز کتاب سنت یا احادیث یا قیاس سے قائم نہیں ہے۔

ذکورہ کتاب کے حرف چند نسخے بڑی مشکل سے دستیاب ہوئے ہیں۔ ضرورت مند حضرات فوراً طلب فرمائیں۔ قیمت ۲۵ روپے

بٹے کا پتہ: مکتبہ فریدیہ - جناح روڈ - سائیلوال



# سیر گلستان

ارشاد القادر

یہ کتاب ائمہ و پچھ اور ایمان افروز مضامین پر مشتمل ہے۔ انداز بیان شہا بیست  
پیارا اور کثرت اختیار ہے۔ ایک ایک نقطہ سینے میں اترتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ رسالت آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم کا احرم و محبت قریر سے گویا جھک پڑتا ہے۔ بعض عزائم و حکم  
آسمان کا سیرا عشق و اعجاز کی اور جنت کی شادی کی پہلی راستہ کتاب آرزو، تربیہ قانون  
اورائے رحمت و فیروہ و فیروہ۔ سچے سچے ایمان افروز و فاضل کے لئے یکساں مفید  
مفید و بھر۔ خوبصورت ڈسٹ کور۔ کتابت و طباعت عمدہ  
حصہ ۱: ۱۳۲ روپے صرف

## عقائد المسلمین

حسب ذیل عزائم کے آئینے میں علامہ فریڈی: — ایمان۔ ایمان بالقدر۔ ایمان بالرسالت  
نعم نبرت۔ ہر خبر خدا کی حیثیت محض قانون دہاں کی ہے یا قانون ساز کی۔ حیات النبی۔ تقدیر شمس  
کی شرمی حیثیت۔ امکان کہ کتب کا مسئلہ امتناع انجیر۔ ہمت کیا ہے؟ اسلام اور مذہب عالم  
سما و کرام اور جذبہ احرم رسول۔ عقائد قدیر نہایت ہیں یا اہل؟ کے علاوہ دیگر اہم عزائم  
آج ہی: اہم کتاب طلب کیجئے  
دعوتِ نبویہ و درنگائیش۔ سفید کاغذ۔ طباعت عمدہ۔ حصہ ۱: ۱۵ روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ فریدی، جناح روڈ، سیوال